FASANA-E-AJAIB

RAJAB ALI SURUR

بعون خالق زمین و زمان و مصور و رازق جن و انسان نسخہ

داستان رنگین بیان قصہ شیرین زبان مطبوع صغیر و کبیر پسندیدہ برنا و پیر یعنی

با تصاویر
فسانۂ عجائب

باہتمام احقر الانام علی بہائی و شرف علی تجاوز اللہ عن ذنوبہما الخفی و الجلی

در مطبع محمدی واقع بمبئی از طبع تازہ مطبوع جہان شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سرورافزای جان عالم وانجمن آرای نوع بنی آدم حمد شاہنشاہ ملکِ قدم و نعتِ پیغمبر شفیع الامم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم ہی بعد اسکے شتاقان فسانۂ عجائب پر روشن وسامعان قصۂ غرائب پر مبرہن ہو کہ مدت سے خیال تھا کہ نئے انداز کے ساتہ مطبع محمدی مین یہ نسخہ چھپ جاوے تو ہر شخص کے پسند آوے مگر الحمد للہ کہ شاہد مراد نے جلوہ دکھایا اور گوہر مقصود کا ہاتہ آیا یعنی نقل اس نسخے کی خاص اوس نسخے سے لیگئی ہی کہ خود مصنف نے چوتھی بار اوسکو صحیح کرکے سند اوسکی بہ ثبتِ مہر خاتۂ کتاب پر لکھدی ہی اور سوا اسکے جابجا حسب موقع ایسی عمدہ تصویرین جدید بڑھائین کہ فسانۂ مطبوعۂ لکھنؤ ولاہور و دہلی مین نظر نہ آئین چنانچہ مختصر حال اسکا جناب منشی نثار احمد صاحب خوشنویس دہلوی نے قطعۂ تاریخ میں لکھدیا ہی گویا دریا کو کوزی مین بند کیا ہی

بسد الحمد ہر آن نقش کہ خاطر میخواست
آمد آخر زپسِ پردۂ تقدیر پدید

یعنی اس نقشِ تصاویر کے ساتھ از سرِ نو
واہ کیا خوب یہ افسانہ چھپا قابل دید

غیرتِ سلسلۂ زلف ہی ہر مد کی کشش
خط کشِ شاہد نو خط ہی ہر اک خط کی کشید

آب وتاب اسکی ہی چشمک زنِ پروین و پرن
آب ہی آبِ گہر تاب ہی تابِ خورشید

سجع کی حسنِ عبارت پہ تھا حسنِ مضمون
حسنِ تصویر سے اور اوسپہ ہوا حسن مزید

جانِ عالم کا وہ عشق انجمن آرا کا وہ حسن
کیا بیان ہو کہ نہ دیدا اسکا نہ مثل اوسکا شنید

حسن اور عشق کی لذت سے وہی ہی آگاہ
عشق کے اول و آخر مین ہی مضمون تضاد
کھل گیا ہم پہ وجود خط عارض سے یہ راز
ہاے افسوس کہ ہر حسن کو لازم ہی زوال
دیکھلو اب ہی کہ یا جب یہ فسانہ تھا بنا
دَوْرِ شاہی تھا ہر اک فن کی ترقے ہر سو
کیا کہون حالِ شب و روزِ زمانِ شاہی
پس سر در اسکے مصنف نے بصد سور و سرور
وسمۂ ختم کو ابروے ہدایت پہ رکھا
بار ہا پھر تو مصنف کی اجازت سے چھپا
بے اجازت بھی بہت لوگون نے چھاپا اسکو
شکر صد شکر کہ اب چھپگیا تصحیح کے ساتھ
منفعت تام ہی اسکی کہ ہی ہر اک کو پسند
مہتمم اسکے علی بھائی ہین اور شرف علی
مدح انکی کہ ہین ممدوح باخلاقِ حسن
روز افزون ہو تجارت مین ترقی انکی
نام مطبع کا ہی منسوب محمد کی طرف (یعنی محمدی)
اسی مطبع مین یہ کیا خوب فسانہ ہی چھپا
اسکی تاریخ بھی کیا خوب لکھی ستمنے نثار

جو ہو تیغ نگہ نازِ حسینان کا شہید
سہل آغاز کا انجام مین ہوتا ہی شدید
عدمِ حسن کے خط کی نکل آئی ہی رسید
ہر ترقی کو تنزل ہی بشارت کو وعید
اوجِ اقبال پہ تھا کوکبِ عیش جاوید
علم کی قدر تھی تعلیم و ہنر کی تاکید
تھی ہر اک شب شبِ قدر اور ہر اک فجر تھا عید
اس فسانے کی تمامی کی اوٹھائی تمہید
دیا آغاز کو انجام سے پیوندِ سدید
ہو گیا ہند مین مشہور قریب اور بعید
پر غلط چھپنے سے کی اسکی ہر اک نے تردید
منکر اغلاط کے سب ہو گئے صحت کے مرید
فائدہ عام ہی اسکا کہ ہی ہر اک کو مفید
انکے سر پر رہے افضالِ خداوند مجید
صفت انکی کہ ہین موصوف باوصافِ حمید
دین و دنیا کے فتوحات کی بر آئے امید
اس سے بہتر نہین نامومنین کوئی نام سعید
نقد دل دیکے ہر اک شخص اسے لیتا ہی خرید
ہی یہ مشہور فسانۂ تبصا و بر جدید
سنہ ۱۲۰۰ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِہْرًا وَكَانَ رَبُّكَ قَدِیْرًا ۝ سزاوار حمد وثنا خالق ارض وسما جل وعلا
صانع بیچون وچرا ہی جسنے رنگ بے ثباتی سے باین زنگارنگی تختۂ چمن دنیا پر از لالہ وگل جزو کل بنایا
اور باوجود ترس باغبان وبیم صیاد ولولۂ رخ گل بلبل کو دام محبت مین پھنسایا اور عاشق باوفا ومعشوق
پر دغا کو ایک آب وگل سے خمیر کرکے پردۂ غیب سے بعرصۂ شہود لایا ایک خلقت سے دو طرح کا جلوہ دکھایا
اور انسان ضعیف بنیان کو اشرف المخلوقات فرمایا جلوۂ حسن بتان نخجد اشیفتگی کا بہانہ ہی نالۂ بلبل شیدا گوش گل رعنا
کا ترانہ ہی اوسکی نیرنگیونکے مشہور فسانے ہین ہم اوسکی قدرت کاملہ کے دیوانے ہین صفت اوسکی محال ہی زبان
اس تقریر سے لال ہی جسکی شان مین مخبر صادق یہ فرمائے دوسرا اس عہد سے کب بر آئے مَا عَرَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ

عنان تابی اشہب خامہ وادی نعت رسول مجتبیٰ محمد مصطفےٰ سزاوار الوف تحیۃ وثنا مین

بعد حمد خالق جن وبشر حاکم قضا وقدر مبدا رشام طالع سحر نعت سید کائنات خلاصۂ موجودات بہترین عالم برگزیدۂ
نوع بنی آدم کی ہی جسکے چراغ ہدایت کی روشنی سے تیرہ بخت گم گشتۂ کوچۂ ضلالت براہ راست آئے
بتوفیق رفیق ادر مدارج تحقیق کیا کیا مرتبے بلند پائے اور منحرف کور باطنون کو فہم ناقص کی کجی اور زعم فاسد
وہم باطل نے کیسے کیسے روز سیاہ دکھائے اوسکے حق مین یہ حکم حق آیا ہی بچشم غور دیکھو تو کسی اور نے ایسا تبۂ

رفیع اس خاکدان پست بنیاد مین پایا ہی لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ سرِ خلقۂ اولین خاتم المرسلین مظہر صنعت
کریم احمد بے میم شفیع عرصۂ جزا محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ الطاہرین و اصحابہ المکرمین وسلم کوئی شاعر اوسکی ثنا مین کہتا ہی
لا اعلم پیش از ہمہ شاہان غیور آمدۂ * ہر چند کہ آخر بظہور آمدہ * ای ختم رسل قرب تو معلوم شد * دیر آمدۂ ز راہ
دور آمدۂ * اس مشت خاک کا کیا فہم ادراک جو شمۂ صفات ذات بابرکات زبان پر لائے جو عجز مین نہ در آئے
کام و زبان ناکامی سے فوراً جل جائے اور منقبت امیر المومنین امام المتقین یکہ تاز میدان لافتی خلاصۂ مضمون
سورۂ ہل اتی یہی کافی ہی جسے پیمبر نے کہا لَحْمُکَ لَحْمِیْ وَدَمُکَ دَمِیْ عَلِیٌّ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْہُ اور مدح اہلبیت رسالت
کہ وَلا اونکے ایمان کی دلیل ہی اور محبت اونکی ہر فرد بشر کو واجب باین حدیث جلیل ہی
حدیث مَثَلُ اَہْلِبَیْتِیْ کَمَثَلِ سَفِیْنَۃِ نُوْحٍ مَنْ رَکِبَہَا نَجٰی وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْہَا غَرِقَ وَ ہَوٰی

زمزمہ پردازی عندلیب نغمہ سرا کی گلشن جلال سلطان ابو المظفر شاہ زمن قبلۂ دو جہان دشوکت و ارث ساعات دین



پس از حمد خدا و نعت سرور انبیا لازم و ضرور ہی کہ مدح والی ملک بیان کرے قولہ تعالی اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا
الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ اگرچہ صفت شاہ گدائی زبان بمعرض بیان لائی تو چھوٹا منہ بڑی بات تمام کائنات
کہنی لگی گمنامی توصیف ذات گرامی اوسکے وسیلۂ توقیر اس تحریر کا اور مفتاح باب اس پریشان تقریر کا جانکر شمۂ

از شمائل و ذرهٔ از خورشید خصائل رقم کرتا ہون شاہ کیوان بارگاہ بلند مرتبہ عالی جاہ سر حلقۂ شاہان والا تبار رستم شوکت فریدون فر سلیمان اقتدار کشور گیر ملک ستان خدیو جہان

ابوالمظفر معز الدین شاہ زمن غازی الدین حیدر بادشاہ غازی خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ و ایدہ اللہ بالنصر و الظفر

جل جلالہ اگر معرکۂ رزم یا صحبت بزم اوسکی انشا کرون صفحۂ دنیا پر نہ لکھ سکون دم رزم رستم و سام و نریمان شل پیر زال لرزان اور وقت سخا اور عطای زر و مال حاتم کے ہاتھ مین کاسۂ سوال بزم طرب مین زہرہ اور مشتری سرگرم نغمہ پردازی و عربدہ سازی ہنگام عتاب و خشم مریخ مستعد جلادی و بیدادی یہ ادنی عنایت ہی بیت چنان بموسم سرما دوشالہا بخشید ✤ کہ گرم شد ہمہ بنگالہ سرد شد کشمیر ✤ بسکہ سحاب بخشش اوس بحر عطا کا روز و شب مثل مہر و مہ پر بارش رکھتا ہی شہر مین سالہا کان مشتاق سائل کی صدا کا اور دیدہ ندیدہ صورت گدا کا رہتا ہی جو معراج فیض و نزرات بتاتا ہی عدل یہ کہ ہاتھی چیونٹی سے ڈرتا ہی شیر بکری کی اطاعت کا دم بھرتا ہی چشم اوسکے عہد دولت مین ہزارون نے دیکھا ہی بکری شیر کے بچے کو شیر پلاتی تھی کنار مین شفقت سے سلاتی تھی باز تیز پرواز بچۂ کنجشک کا دمساز اور نگہبان بلی کی عادت جبلی یہ کہ کبوتر سے ہراسان دود دل اندوہناک روزن ہر خانہ سے مسدود شحنۂ داد رخنہ بندی فساد کو موجود اللہ تعالے اوس امیدگاہ عالم و عالمیان کو اپنے حفظ و امان مین سلامت رکھے دولتخواہ اوس والا جاہ کے بعیش و شادی مدام اور دشمن روسیاہ برج نامرادی گرفتار آلام رہین بحق رب ذوالمنن تبصدق پنجتن

تقریر مورخ دلپذیر کی کیفیت شہر بے نظیر کی ذکر صنعت کاملین علم و فن و اتفاق موزونی سخن تذکرہ اہل حرفہ زندہ یادگار ذکا از طرز

یہ پنبہ دہان ہیچمدان محرر داستان مقلد گذشتگان سراپا قصور مرزا رجب علی تخلص سرور متوطن خطۂ بے نظیر دلپذیر رشک گلشن جنان مسکن حور و غلمان جای مردم خیز باشندے یہان کے ذکی فہیم عقل کے تیز

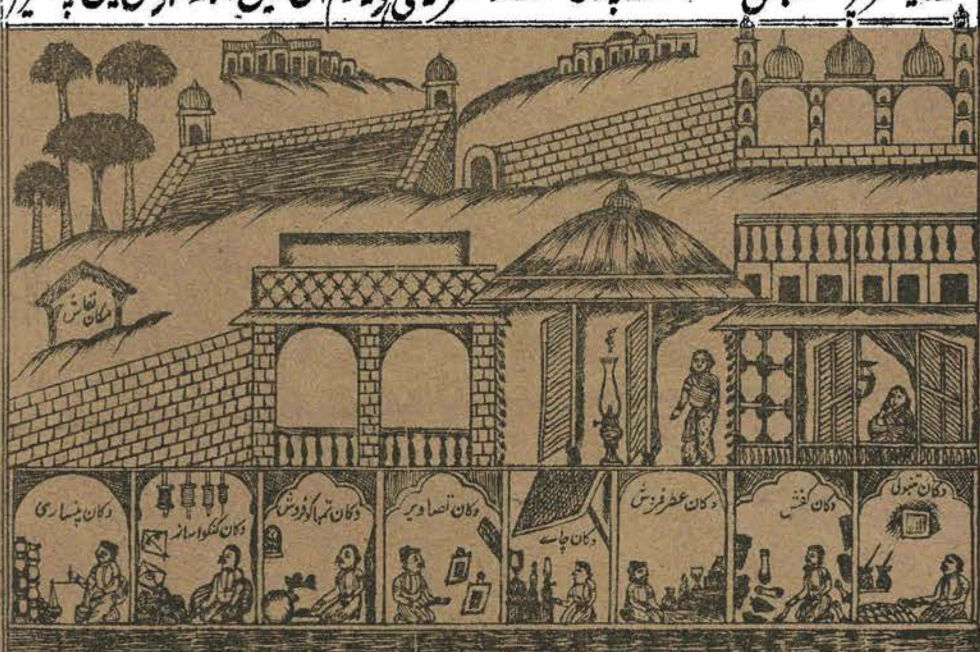


اگر دیدۂ انصاف و نظر غور سے اس شہر کو دیکھے تو جہان کے دید کی حسرت نرہے ہر بار یہ کہے شعر سنا ہو
بھی جسکا خوشہ چین ہی ✤ وہ بیشک لکھنؤ کی سرزمین ہی ✤ سبحان اللہ و بحمدہ عجب شہر گلزار ہی ہر گلی دلچسپ
جو کوچہ ہی باغ و بہار ہی ہر شخص اپنے طور کا با وضع قطعدار ہی دو رویہ بازار کس انداز کا ہی ہر دکان مین
سرمایہ ناز و نیاز کا ہی گو ہر محلے مین جہان کا ساز و سامان مہیا ہی پر اکبری دروازہ سے جلو خانے اور چکے
پل تک کہ صراط مستقیم ہی کیا جلسہ ہی نان بائی خوش سلیقہ شیرمال کباب نان نہاری ہاکہ جہان کی نعمت
اس آبداری کی جسکی بوباس سے دل طاقت پائے دماغ معطر ہو جائے فرشتہ گذرے تو سونگھے مست
ہو جائے غنودگی مین اونگھے کیسا ہی سیر ہو ذرا نہ دیر ہو دیکھنے سے بھوک لگ آئے وہ سرخ سرخ پیاز سے
نہاری کا بگھار سڑلی چھنکار شیرمال شنگرف کے رنگ کی خستہ بھربھری ایکبار کھائے نان نعمت کا مزا پائے
تمام عمر ہونٹھ چاٹتا رہجائے کباب اس آب و تاب کے کہ مرغان ہوا ماہیان دریا کا دل سیخ آہ پر
متصل حسرت محرومی سے کباب ادرک کا لچھا میان خیر اللہ کی دوکان کا بال سے باریک کترا ہاضم
نایاب حسینی کے حلوا سوہن پر عجیب جوبن اوسکی شیرینی کی گفتگو مین لب بند جہان کو پسند پڑے لذیذ تر
بسے بسائے پستہ و بادام کی ہوائی ہونٹھ سے چبائے دانت کا اوسپر تمام عمر دانت رہے لگا نیکی نوبت
نہ آئے جوزی خوب حبشی اہل ہند کو مرغوب دودھیا شیرخوارہ نوش کر جائے ہر کنجڑن کی وہ تیکھی چتون
آدمی صورت دیکھتا رہے رعب حسن سے بات نکر سکے سنکر مین پریزاد سرو قامت رشک شمشاد دکانون مین

انواع اقسام کے میوے قرینے سے چنے روزمرے محاورے اونکے دیکھے نہ سنے کبھی کوئی پکارا وٹھی
بیٹھے بٹھائے قہقہہ مارا وٹھی کہ ٹکے کو ڈھیر لگا دیا ہی کھانے والو زور مزا ہی کوئی موزون طبیعت یہ فقرہ
برجستہ سناتی جوبن کی جھمک دکھاتی مزا انگور کا ہی رنگتر وہین کسی طرف یہ صدا آتی گنڈیریان ہین پونڈیکی
ایک طرف تنبولی سرخروئی سے یہ رمز و کنایہ کرتے بولے ٹھوڑی مین چبا چبا کر ہر دم یہ دم بھرتے مکھہ کا منہ
کالا ہوا گردگرد ڈالا کیا خوب ڈھولی ہی ابھی کھولی ہی عبیر ہی نہ گلال ہی اوسی مین کتھا لال ہی گلیوین
گجر دم یہ آواز (نام شہر ۱۲) آتی شیرمال ہی گھی اور دودھ کی مفلس کا دل اُچاٹ ہی کلونکی چاٹ ہی کدھر لینے والے ہین نشہ کے
قفلیان کھیر کے پیالے ہین کیا خوب بھنے بھر بھرے ہین چنے پر مل اور مرمرے ہین جیٹھہ بیساکھ کی وہ گرمی
جسمین چیل انڈا چھوڑتی دو پیسے کو برف کی قفلی جمی دو کھائے بدن تھرائے زیادہ ہو کا کرے لقوے
فالج مین مرے سرچوک ہمیشہ شانے سے شانہ چھلا نسیم و صبا کو سیدھا رستہ نہ ملا شیخ کوئی کی مٹھائی جسنے
کھائی جہان کی شیرینی سے دل کھٹا ہوا بنارس کا کھجلا بھولا متھرا کے پیڑے کا ٹھٹھا ہوا برفی کی نفاست
بوباس کھوئے نے ہوش کھوئے وہ اوسکا دردرا پن نقرئی ورق کا جوبن کسی اور شہر کا رکابدار
اگر دیکھہ پائے یا ذائقہ لب پر آئے زندگی تلخ ہو جبتک جیتا رہے ہاتھ کاٹ کاٹکر کھائے امرتی مسلسل کا پیچ
ذائقہ کو پیچ و تاب دیتا یا قوتی مفرح کا جواب دیتا جب منہ مین رکھا اصل تو یہ ہی عسل مصفی جنت کی نہر کا حلق سے
اوترا پراچیون کی گلی کی کھجور لذت ٹپکتی ذائقے مین چور ہنبراز انگور نہایت آب و تاب ہم خرما ہم ثواب نورا کی دوکان
کی بالائی جب نظر آئی بلور کی صفا سے دل مکدر ہوا نور علی نور کہکر بے قند و شکر شکر خدا کر کر چھریسی کاٹے اور کھائے مدار
حقّے وہ ایجاد ہوئے کسگر ایسے اوستاد ہوئے کہ جب تڑاقا اونکا سنا پیچوان کا دم بند ہوا سبکو پسند ہوا پیسے کا
مداریہ کہین دنیا مین مد نظر نہوا دو روپے کو میسر نہو میٹھانا کا تنباکو مشک و عنبر کی خوشبو جسنے ایک گھونٹ کھینچا اوسی کا
دم بھرنے لگا آغا باقر کے امام باڑہ سے متصل جو تنباکو کی دکان ہی شائق اوسکا سب جہان ہی محمدی اوسکا نام ہی تبرک سمجھکر
لیجاتے ہین زبان زد خاص و عام ہی رنگریز سبکدست طبیعت کے تیز جو پھول دکھایا انھون نے کپڑے پر اوس سے

ڈھڑہا گل کھلایا نقل کو اصل مین ملایا علی الخصوص مرد تماش بین کیواسطے یہ شہر خراد ہی ہر فن کا یہان استاد ہی
سیکڑون گھامڑ بدگل کندۂ ناتراش زعم باطل مین عیاش اطراف وجوانب سے آ ہفتے عشرے مین چھل چھلا
وضعدار ہوگئے گومتی مین غوطہ لگایا دیہاتی پن کے دھبے دھوگئے آدمی ہوگئے ابو ترابخان کے کٹڑے
مین جا میان خیراتی سے کیسکی خیرات مین خط بنوایا بارہ برس کے سن کے گالونمین لوچ آئی گو گردن مین
موچ آئی چار پہر کھونٹی ٹٹولی تپا نہ پایا کاتب قدرت کا لکھا مٹتا ہی ایسا خط بناتا ہی سید حسین خان کے کٹڑے کے دروازے
پر عبد اللہ عطر فروش کی دکان جای نشست ہر وضعدار جوان ہی دو پیسے مین بیلے چنبیلی یا حنا کا تیل
ریل پیل فتنہ بپا کرنیوالا ایسا ملا کہ سہاگ کا عطر گرد ہوگیا جونپور سے دل سرد ہوگیا عطر کی روئی رکھی کانمین
جا بیٹھا کسی افیونی کی دکان مین سفید سفید چینی کی پیالیان خوبصورت رنگتین نرالیان افیون فیض آبادی
گلاب باڑی والی لالے کی وہ رنگین جسنے تریاک مصر کے نشے کرکرے کیے جھگڑا بادۂ ارغوانی وزعفرانی کا پیالہ
یاقوت رشک سے ہیرا کھاتا تبدیل ذائقے کو فرنی کے خوانچے نقرئی ورق جمے پستے کی ہوائی پر بادام کا دل
دو ٹکڑے ہوکر پستا یا بنبئی کا پونڈا نرم گندہ قند وشہد کا سینچا اگر پوپلا مسوڑہون سے چبائے شربت کا گھونٹ
حلق سے اوتر جائے ادھر چسکی پی یا اشک بلبل کا دور تسلسل ہوا آنکھونمین گل کھلا پھر ایک دم کے بعد حقے
کا دم کھینچا حجاب کا پردہ اوٹھہ گیا وہان سے بڑھا کانمین آواز آئی بیلے کے ہار ہین شوقین البیلے کو
وہین لے چلا جا فرنگی محل کے میلے کو جب یہ سج بنی بگڑا نیچون کے بل چلا یہ بھولا وطن کی چال ڈھال
رہ ورسم بھولا اکثر باہر سے آیہ دہج بنا جونپور کے قاضی ہونے کو مفتی مین راضی ہوگئی ہین جمع پونجی
پریشان ہوکے کھو گئے ہین اگر برسات کا موسم ہی تو شہر کا یہ عالم ہی ادہر مینہ برسا پانی جابجا سے بہ گیا گلی کوچہ صاف
رہ گیا ساون بھادون مین زرد وزی جوتا پہنکر بھرے سلیقہ شرط ہی کیچڑ تو کیا مٹی نہ بھرے باغ بہار کی صنعت
پروردگار کے رضوان جنکا شائق دیکھنے کے لائق روز عیش باغ مین تماشے کا میلہ ہر وقت چین کا جلسہ
موتی جھیل کا پانی چشمۂ زندگانی کی آب وتاب دکھاتا پیاسونکا دل لہراتا سڑک کے درختون کی فضا حد ہا کھجوا

موجین مارتا ہار سنگار کے جنگل مین لوگونکا جمگھٹا رنگارنگ کی پوشاک آپس کی جھانک تاک تختۂ لالہ و نافرمان جنپر قربان بندہای خاص کی سبک روی خرام ناز ہر قدم پر کبک دری چال بھولکر جبین نیاز رگڑتی شاخ نسترو شمشاد قامتون کے روبرو نہ اکڑتے شائق ہزار در ہزار شمع پروانونکا عالم غول کے غول باہم آم کے درختونپر ٹپکا لگا خاص جھولا وہین پڑا جھولنے والونپر دل ٹپکا پڑتا محبت کے پینگ بڑھتے دیکھنے والے درود پڑھتے باغ مین کوئل پپیہے مور کا شور جھولے پر گٹھار ہی ادہی گھنگھور ساون بھادون کے جھالے وہ رنگین جھولنے والے دشت غربت مین یہ جلسہ جو یاد آجاتا ہے دل پاش پاش ہوکر کلیجہ منہ کو آتا ہے نہ کہ کانپور کی برسات ہیہات ہیہات دخل کیا دروازے سے باہر قدم رکھے اور پھسل نہ پڑے گلی مین پانون رکھا کیچڑ کا چھپکا سر پر پونہچا دو اس فصل مین باہم نہ یکھے مگر جیلے کے پھنسے اور جنہین سواریکا مقدور نہین دخل کیا جو وہ جائین کہین اونکے حق مین ناحق برسات حوالات گھر جیلخانہ کیچڑ کے مقید کہین جانا نہ آنا اگر خواب مین کہین نکل گئے تو چونک پڑے کہ پھسل گئے اور جو بازاری کاروباری ہین اونکا یہ نقشا دیکھا ہاتہہ مین جوتیان پانیچا چڑھا کیچڑ مین لت پت یہان گرے وہان گرے خدا خدا کرکے جیتے گھر پھرے اور جو شیخی کے مارے ننگے پانون نہ نکلے تو شعر دیکھی ہے یہ رسم اس نگر مین * جوتا ہے گلی مین آپ گھر مین



منظر چوک بازار

پھر بر سر مطلب آیا خاص بازار کہ شہر وسیع و خوش قطعہ ہی اوسکے نقشے سے مانی و بہزاد نے خار کھایا شبیہ کھینچے
تو کیا خاک کہ خاک نہ کھنچا ہاتھ تھرایا کوٹھیان فرح بخش و دلکشا برج ہر ایک جہان نما سلطان منزل اور استری
منجن نشاط افزا توبہ شکن انسان کو دیکھکر سکتا ہو جائے کام اوسکا وہم و قیاس مین نہ آئے سراہ کی بارہ دری
جواہر سے جڑی پری کی صورت کی قریب نہر جاری تکلف کی طیاری پائین باغ اوسکا جسنے دیکھا باغ ارم
سمجھا سوسن نمط ہزار زبانین بہم پہنچین تعریف نکر سکا گونگے کا سپنا ہوا رومی دروازہ اس رفعت و شان کا ہی
گذرگاہ ایک جہان کا ہی اگر اوسپر چڑھ جائے بام فلک پست معلوم ہو فرشتون کا مشورہ کان مین آئے
پتھر اولین اوسکی زمین ہی شش جہت مین دوسرا نہین ہی مسجد انتخاب ہی امام باڑہ لاجواب ہی مقبرے
عالیشان وہ نادر مکان کہ فلک بدیدۂ انجم نگران ہی اونکی نظیر کی جستجو مین مشعل مہ و خورشید روز و شب روشن
کیے کو بکو سرگردان ہی اگر پانون پھیلانے کی جگہہ اونمین ہاتھ آئے سر دست مرجانے کو جی چاہے گومتی
کے انداز سے نہر کی کیفیت نظر آتی ہی طبیعت لہراتی ہی دورویہ آبادی عمارت کہین رمنے کسی جا
باغ بنے صبح و شام وہ بہار ہی کہ شام اودہ اور بنارس کی سحر نثار ہی شہر نفیس مجمع رئیس ہر فن کا کامل
یہان حاصل ہی خوشنویس حافظ ابراہیم صاحب سا اس قطع کا قطعہ لکھا جو میر علی یا آغا جیتے ہوتے اپنے
لکھے کو روتے اشک حسرت سے وصلیان دھوتے مرزائی صاحب کی مشق کا کوئی پرچہ اگر نظر پڑجاتا نیر
بریز بریز کہتا یاقوت رقم ہیرہ کھاتا مرثیہ خوان جناب میر علی صاحب نے وہ طرز نو مرثیہ خوانی کا ایجاد کیا
کہ چرخ کہن نے مسلم الثبوت استاد کیا علم موسیقی مین یہ کمال بہم پونہچایا اس طرح کا دہرپت خیال ٹپہ گا
اور بنایا کہ کبھی کسی نائک کے وہم و خیال مین نہ آیا ایک رنگین احاطہ کھینچا ہی جو اوسمین آیا پھولا پھلا وہ
انکا پیرو ہوا اور جسنے ڈھنگ جدا کیا وہ ٹکسال باہر بد رنگ ہوا اگر تان سین جیتا ہوتا انکے نام پر کان
پکڑتا بھیک مانگ کھاتا مگر نہ گاتا ہزارون شاگرد جگت استاد ہوا مولوی سب مین بر تر اد ہوا امیرون میر
حسنین علیخان بلبل ہزار داستان خوش الحان مرثیہ گو بے نظیر میان دلگیر صاف باطن نیک ضمیر خلیق

فصیح مردم سکین مکروہات زمانے سے کبھی افسردہ ندیکھا اللہ کے کرم سے ناظم خوب دبیر مرغوب سکندر طالع
بصورت گدا بار احسان اہل دول کا نہ اوٹھایا عرصۂ قلیل مین مرثیہ سلام کا دیوان کثیر فرمایا شہر مین
جتنے رئیس تھے اونکے انیس جلیس تھے طبیب ہر ایک مسیحائی کرتا ہی قم باذنی کا دم بھرتا ہی جسنے دیکھا
بقراط سقراط جالینوس زمان ہی اس معنی مین یہ خطہ رشک زمین یونان ہی میرک جان صاحب ریختے
کے فن سے ایسے آشنا ہوئے کہ مردم بروبحر سرگرم ثنا ہوئے شاعر زباندان ایسے کہ عرفی وخاقانی کی
غلطی بتائی فردوسی وانوری کی یاد بھلائی شیخ امام بخش ناسخ نے یہ ہندی کی چندی کی اور روزمرہ کو
ایسا فصیح وبلیغ کیا کہ کلام سابقین منسوخ ہوا فصحای شیراز و اصفہان اس سیف زبان کا جوہر دیکھ کے
لوہا مان گئے اپنے قبح پر منفعل ہوئے اس زبان کا حسن جان گئے زمین شعر کو آسمان پر پونہچایا سیکڑون
کو استاد بنایا خواجہ حیدر علی کی آتش بیانی شررافشانی سے دلجلون کے سینے مین سوز وگداز ہی مرد قانع
شاعر ممتاز ہی فرنگی محل کا حال کیا لکھون کہان زبان و دست کا یارا جو شمہ لکھا مولوی فاضل عدیم المثال
ہر شخص جمیع علوم کا استاد کتب درسی ابتدا سے انتہا تک یاد منقول و معقول مین دقیقہ باقی نرہا ریاضی کے
ریاض سے آسمان کو زمین کردیا مولوی انوار کی تجلی اور پرتو فیض سے جہان روشن مولوی مبین دربیز
سراج انجمن بحر العلوم مولوی سید مخدوم جامع ہر علوم مولوی ظہور اللہ سبحان اللہ ایسے فقیہ محقق کہان
ہوتے ہین یہی لوگ نادر الزمان ہوتے ہین اودہر رکن دین بلاکد میر سید محمد مجتہد مستند مرزا کاظم علی متقی
اخوند محمد رضا رضائی خدا کا جویا حامل قرآن ہمہ دان کسی علم مین عاری نہین روی زمین پر آقا محمد تبریزی
سا قاری نہین مگر وہ جو مثل ہی نیک اندر بد یہ اصل ہی لب معشوق مولویون سے یعنی ہم پہلو لعبتان مہر
و پری شمائل زہرہ جبین برزن رہزن دین مشتری خصائل ستم ناز غضب انداز سحر کرشمہ طلسم غمزہ آفت عشوہ
قہر ادا قیامت گات کرامت بات کی کہ ہاروت ماروت تو کیا معاذ اللہ اگر سب فرشتے عرش سے فرش
خاک پر آئین اونکی چاہ مین لکھنؤ کے کوئین بھر جائین گھڑی بھر اونسے زانو بزانو بیٹھے توبہ نصوحا توڑنے

اونکا دروازہ پچھوٹے لولی چرخ بلا گردان اونپر نثار ہی ہر ایک جو روش آفت روزگار ہی خوش مزاج
مردم شناس روزمرہ شستہ دم تقریر رمز و کنایہ اسی کوچے کے فیض سے انسان آدمیت بہم پونہچاتا ہی تراش
خراش اثر صحبت سے کچھہ کچھہ ہو جاتا ہی کلانوت قوال بمثال جھجو خان غلام رسول سبکو موسیقی مین کمال
حصول شوری کے زور شور کی دنیا مین دھوم ہی ٹپے کا موجد ہوا اسکو معلوم ہی بخشو اور سلاری نے طبلہ ایسا
بجایا کہ پکھاوج کو شرمایا تپنگ ایسا بنا ایسا لڑا کہ نزدیک و دور مشہور ہی ستر چھپتر تار ڈورا اوسکا تپنگ خیراتی یا جہنگا
کے ہاتھہ کا لڑائی کی گھات کا رستم کی عافیت تنگ کرنیوالا انحنی ہاتھہ پانون پر مولوی عمدو نے ایسا لڑایا کہ
عمداً اتنا بڑھایا کہ کروبیون سے اس پیچ مین عبادت چھوٹی دوڑ دوڑ کر ڈور لوٹی آنکھہ بچا کر پٹیا توڑا فرشتے
خان کا تپنگ پچھوڑا مرزا نظر علی نے ہاتھہ اور نظر مین یہ زور بہم پونہچایا کہ ساٹھہ تار کا تپنگ ٹھا پھیک کر بڑھایا
چھہ سات سیر ڈور پر گھٹ بڑھہ دیکھی کنا کسیکے ہاتھہ نہ آیا مروان بیگ مانجھا دینے والا دیکھا نہ سنا غرض کہ جو
چیزین یہان نئی بنین اور ایجاد طبیعت سے کاریگرون نے نکالی سلف سے آج تک نہوئی تھی زردوزی
ایسی بنی یہ باریکی چھنی کہ باہر بندوا اور گی کی بنی جو پائین بجای جیغہ و سرپیچ اپنے سر پر لگائین انتہای حیرت
کی بات ہی ستراسی روپے کی سادی کلابتون کی اورگی اور جوتہ کھیلا خرد نوک کا ببر علی نے اس نوک جھوک کا بنایا
کہ جہان کو پسند آیا آرام پائی جسکے ہاتھہ آئی دل نے چین پایا پانچ اشرفی دھنیا کہاری نے دیکر جوتا بچوایا
چالیس سال جہان کی دیکھہ بھال کے ایسا شہر یہ لوگ نظر سے نگذرے چنانچہ میان محمد اشرف نواب
معتمد الدولہ بہادر کے زمانے مین باورچیخانے کے داروغہ تھے آدمیت مروت ہمت ہزارون مرد آدمی اونکی
ذات سے فیض پاتا تھا جہان کی نعمت کھاتا تھا کاریگر ایسے معتمد الدولہ بہادر کے دستارخوان پر سوا امرا ہوتے
تھے چھہ مہینے تک جو چیز ایکدن روبرو آئی دوسرے دن تکرار نہونے پائی پلاؤ سے قلیہ روٹی تک ذرہی
صورت کی تمام شی دستارخوان پر چنے ذائقہ مین دیکھے نہ سنے اور یہ قول تھا جو ارشاد ہو برس دن تک ہر روز
جو چیز روبرو آئی دوسرے دن ممکن نہین جو اوسکی بو آئے کاریگر ایسے تھے ہمت مین امیر نہونگے جیسے تھے

اور تو اور شہدا پیر بخارا کا تماشا سید الشہدا کا شیدا برس روز مین جو پیدا کیا عشرۂ محرم مین محتاجونکو نذر حسین
کھلا دیا یہ اکرنگی مزاج مین سمائی تمام سن جوا کھیلا دوئی کی داو پر ادھی نہ لگائی ایک روپیہ ہوا خواہ سو
کہدیا پو سیکڑون داو سنجے گئے منہ سے نہ پنجے گئے وہان بھی ایک چوک لگا رہتا ہی آدمی کے چھکے چھٹجاتے
ہین جب وہ لوگ نظر آتے ہین مشائخ فقیرون کے مزار خوب خواب راحت مین آسودہ سالک و مجذوب شاہ مینا
شاہ پیر محمد شاہ خیر اللہ ایک سے ایک سبحان اللہ بظاہر مردہ حقیقت مین جتنے ہین اشیا کے لطیف کھاتے پیتے
ہین مولوی عبد الرحمن برگزیدۂ یزدان عالم باعمل درویش کامل خواجہ باسط اور میر نصیر جنکا عدیل نہ نظیر خواجہ
حسین و حسن سرگروہ انجمن طبیعت بسکہ مسرور باختصار ہی ایک ایک فقرہ لکھا ہی وگرنہ ان بزرگوارون
کی صفت مین کتابین تحریر کرے تو بجا ہی مگر شعر کار دنیا کسے تمام نکرد * ہرچہ گیرید مختصر گیرید * اسپر عمل کیا
منصف سے انصاف طلب ہین ہٹ دھرم سے کیا کہین جھوٹے کے روبرو سچا رو دیتا ہی بالفرض معترض
کہے یہ لوگ کہان کے تھے تو یہ جواب شافی کافی ہی کہ یہ شہر ایسا تھا جیتی جی یہانسے نہ نکلے مرگئے پر یہین رہے
اور یون تو مصرع کس نگوید کہ دوغ من ترش ست * جو گفتگو لکھنؤ مین کو بکو ہی کسی نے کبھی سنی ہو سنائی
لکھی دیکھی ہو دکھائے عہد دولت بابر شاہ سے تا سلطنت اکبر ثانی کہ مثل مشہور ہی نہ چولھے آگ نہ گھڑے
پانے دہلے کی آبادی ویران تھی خلقت مضطر و حیران تھی سب بادشاہون کے عصر کے روزمرے لہجے
اردوی معلی کی فصاحت تصنیف شعرا سے معلوم ہوئی یہ لطافت اور فصاحت و بلاغت کبھی نہ تھی نہ ابتک وہان
ہی قطع نظر اس سے لوگ اس خلقت کی گرہ سے کہومین اور جلسہ کرین چنانچہ ایک بندہ کے شفیق جگت آشنا
جناب مرزا محمد رضا مجمع خوبی از پا تا فرق تخلص برق فی الحقیقت کلام بلاغت نظام اونکا صاعقۂ خرمن ہستی
حاسد ہی بھائی بند شاعرونکا بازار اونکے روبرو کاسد ہی جوان خوشرو بہادر آشنای بامزہ نیک خوشب ماہ صحبت
مشاعرہ بدولتخانہ مرزا معین ہی رئیس امیر صغیر و کبیر تشریف لاتے ہین اوس مکان وسیع مین آدمیون کی کثرت
سے جگہ کی قلت ہوتی ہی ہوا کشمکش سے بار پاتی ہی جب پنکھے کی سعی اوٹھاتی ہی سخن سنج بیرنج خوش گو

نازک فہم باریک بین نیکخو جمع ہوتے ہین لوگ اونسے وہ لوگون سے لطف اوٹھاتے ہین تلامذۂ مرزائی ممدوح خدمت کو حاضر کورے کورے مداریے دمبدم گلوریان ورق لگی کتھہ لباچونہ سنگ مرمر کا متواتر قبل از غزلخوانی افیون کا چرچا ہوجاتا ہی کوئی پیتا ہی کوئی کھاتا ہی اگرچاہ کسیکو چاہی کی ہووے دودہ پیتے بچے تک شیر چاہی موجود کردے ہمیشہ صبح اوس شام کے جلسے کی ہوجاتی ہی طبیعت گھبراتی نہین گھرجانے والونکو صدای مرغ سحر ندای اللہ اکبر آتی ہی ہرچند سب لوگ یہان کے قہر ہین مگر یہ بزرگوار زینت شہر ہین اور لکھنو کے جیسے بازاری ہین کسی شہر کے ایسے ہفت ہزاری ہین دلال مرفہ حال خوش پوشاک چمکی چمکائے اور ملکون کے سیٹھہ کروڑپتی لاکھہ ایسٹھہ سے گانڑ ہین لنگوٹی یا دھوتی جب بڑا تکلف کیا گاڑھے کا مرزائی پہن لیا کلمۂ حق کہنے والے کا مدار دار پر ہوتا ہی منصور نگراوسکا محلہ ہی یہ نکتہ بگوش دل و جان سن الحق مر حاسدون کے خوف سے یہ مذکور مختصر کیا اگر زیادہ لکھتا قصہ ہوتا کوتہ بین لکھنو کے نام سے چڑجاتے ہین رشک کھاتے ہین افترا پردازی کرتے ہین کہپ کر جل مرتے ہین اچھے آغاز کا انجام بخیر ہوتا ہی اللہ تعالی مشقت کسیکی بیکار نہین کھوتا ہی یہ فسانہ شروع زمانہ غازی الدین حیدر بادشاہ مین ہوا اور تمام عصر سلطان بن سلطان ابو النصر نصیر الدین حیدر دام ملکہ مین ہوا اللہ اللہ یہ عجب شاہ جمجاہ اریکہ نشین ہوا کہ حاتم کا نام صفحۂ سخا سے مثل حرف غلط مٹا دیا فقیرون کو امیر بنا دیا عیش و نشاط کی طرف طبیعت جو آئی ایک ایک ادنی کنجڑن ہفت ہزاریون سے اعلی بنائی شہزادیونکو کہاریونپر رشک آیا خواصونکو صاحب نوبت کیا چنڈول سکہپال مین چڑھایا ہاتھی پالکی کو جلو مین پھرایا ہزار بارہ سے جلسے والے حور وش برق کردار کبک رفتار نغز گفتار ازپاتا فرق دریای جواہر مین غرق ہردم دست بستہ روبرو کھڑے رہے جہان کی نعمت اونکے سامنے پڑے رہے اسیلونکو کرورون روپے دیے پیش خدمتون نے بادشاہت کی چین کی قدسیہ محل پر طبیعت جو آئی معاً رفعت و شان فلک ہفتم پر پونہچائی کئی کرور روپے اوس منظور نظر نے صرف کیے خزانے خالی کر محتاجون کے گھر بھر دیے تجربہ کارونکا قول تھا کہ انکے بعد

یہ شہر ویران اور تباہ ہوگا نہ اس ہمت کی بیگم نہ اس حوصلے کا بادشاہ ہوگا ہر وقت راجہ اندر کی صحبت سے بہتر جلسہ رہا
نہرون مین عطر بہا مکان اسطرح کے بنوائے کہ فلک گردان نے صدقے ہوکر چکر کہائے اندر اسن گلشن ارم کس کس کا نام لون
یہ باغ یہ کوٹھیان چشم و گوش سنسار نے دیکھین سنین دوازدہ امام کی درگاہ ایسی بنائی کہ چرخ گردان کو اور خواب مین
نظر نہ آئے اندر اسن مین عطر کا حوض چھلکتا رہا تمام شہر مہکتا رہا مغلانیون نے گوٹے کناریکی کترنونسے چاندی سونیکے
محل اوٹھائے خاصے والیون نے لونگ الایچی زعفران کے اپنے گھرونمین جا جا ڈھیر لگائے مکا خیاط مال دنیا سے مالامال
ہی استغنا کا دم بھرتا ہی سینا تو کیا ٹانکا کم بھرتا ہی بجز غم حسین شہر یار کو اندوہ غم نہین کون ہی جو اس زمانے مین شاد و خرم
نہین اربعین تک عزاداری ہوتی ہی خلق خدا ماتم حسین مین روتی ہی لاکھون روپیہ اس راہ مین صرف ہوتا ہی چالیس
شب نہین سوتا ہی تخم عمل نیک مزرعۂ آخرت مین بوتا ہی روز تولد ہر امام و شب وفات جگر بندان خیر الانام لاکھہ لاکھہ
روپے کا صرف ہی اس ہمت کے آگے فیاضان گذشتہ پر حرف ہی حسن صورت شوکت و حشمت جاہ و ثروت
جتنی دنیا کی خوبیان ہین اللہ نے سب دی ہین ہر شب شب برات روز عیدین کے ہین سیر دریا کے
دفعتہً جو لہر آئی گنگا سے نہر منگائی اسمین بھی غربا نہال کارندے مالامال ہوگئے بسکہ خامۂ مولف اختصار رقم ہے
مگر جتنا اوسکی صفت مین لکھیے بہت کم ہی لہذا اس غزل پر مطلب کو اختتام دیا یہ داستان وہ نہین جو لکھی جائے ناچار تمام کیا



نصیر الدین حیدر بادشاہ لکھنؤ

تا ابد قایم رہے فرمانرواے لکھنؤ — یہ نصیر الدین حیدر بادشاے لکھنؤ
گو ملے جنت بھی رہنے کو بجاے لکھنؤ — چونک مین اوٹھتا ہون اسپر کہکے ہاے لکھنؤ
رشک کھا کھا کو فلک مجسے چھڑاے لکھنؤ — تب مین جانون دلسے جب میرے بہلاے لکھنؤ
یا تو ہم پھرتے تھے اونہین یا ہوا یہ انقلاب — پھرتے ہین آنکھون مین ہردم کو چہاے لکھنؤ
انکے استغنا سے کیا کیا آرزو کرتی ہی رشک — جام جم پر تف نہین کرتے گداے لکھنؤ
کیون گمان زاغ بلبل کے ترانے پر نہو — یاد آجائین جو وہ نغمہ سراے لکھنؤ
ہر محلے سے بجا ناجی ہی عیسیٰ کو محال — چھوڑتے جیتا نہین معجز نماے لکھنؤ
جن وانس و وحش و طائر کیون نہ سب محکوم ہون — ہی سلیمان اندنون فرمانرواے لکھنؤ
دشت غربت مین کیا برباد وحشت نے تو کیا — دل سے اوڑتی ہی کوئی اپنے ہواے لکھنؤ
یہ رہے آباد یارب تا بدور مشتری — مین کہین ہون مانگتا ہون پر دعاے لکھنؤ
بلبل شیراز کو ہی رشک ناسخ کا سرور — اصفہان اسنے کیے ہین کو چہاے لکھنؤ

الٰہی بحرمت سید ابرار احمد مختار و بتصدق ائمۂ اطہار لکھنؤ کو آباد رکھہ والی ملک کو یہان کے کارفرما رعیت پرور سر پر حکومت پر دلشاد رکھہ جبتک گنگا جمنا مین پانی بہے یہ خطۂ دلچسپ فرح افزا آباد رہے فرد

الٰہی لکھنؤ بستا رہے دور قیامت تک — سرور دشت پیما کا کبھی یہ شہر مسکن تھا

اور مقلد یہان کے موجد سے بہتر ہوتے ہین شاگرد ہوکر استاد کے ہمسر ہوتے ہین مطبع اس شہر ہزار رنگ کے ہین نمونے نیرنگ کے ہین مگر ہمارے شفیق و مہربان یکرنگ حاضر و غایب یکسان جناب مولوی محمد یعقوب صاحب مدظلہ عزیز دلہا ہمہ صفت موصوف ہین در دور معروف و مشہور ہین سابق ازین فرنگی محل مین چھاپہ خانہ تھا العاقل تکفیہ الاشارۃ زنگ ابناے زمانہ تھا اخبار کا پرچہ چھپتا تھا انکا پتا نہ چھپتا تھا خوشنویس ایسے جمع ہوتے تھے اور محرر اپنے لکھے کو روتے تھے آنکے اپنے انداز پر بے نظیر یادگار آغا

ہم پہلوی میر کلین ولایتی ولکویکل کرتین یہ تکلف کہ بے پانوٴن اشارہ پر چلتین کاپی کو دیکھکے جی کانپتا
کیسا ہی زبردست جوان ہو بیقراری ایک فرمہ نکالنے مین ہانپتا پتھرون پر ایسی جلا کہ دم نظارہ پیک نگاہ
کا پانوٴن پھسلتا یہ صفا اگر بغور دیکھو تو قلموسے یہ لکھا ہی کہ ہر شہر بطور کا جلوا ہی کتب پارینہ کیواسطے احیاے
اموات کا نقشا تھا معجزہٴ عیسی کے اثبات کا نقشا تھا شائقونسے ارنی کی جب صدا آتی بے لن سے یہین
ترانی اور نہ ندا آئی کو تحریر کا مقدمہ زمانے مین ہو سیاہی مین روشنائی کا جلوہ اسی کارخانے مین ہی
جو کتاب چھپی وہ مرقعہٴ مانی کی تصویر تھی حرف مٹنے کا کیا حرف مثل نوشتہٴ تقدیر تھی شہرونمین اس چھاپے
کی دھوم تھی گردش تقدیر کسے معلوم تھی دفعتہً فلک نے یہ چکر کھایا حرف غلط کی طرح رگڑ کے شہر کو مٹایا
پروین سے بنات النعش کی صورت نظر آئی ایسا تفرقہ پڑا کہ پھر نہ کسیکی خبر پائی فقیر حسب الطلب مہاراج
ایسری پرشاد نراین سنگہ بہادر راج بنارس دام حشمتہم بنارس مین آیا شکر صد شکر کہ رئیس والاجاہ رعیت
پناہ غریب نواز غربا پرور باریک بین قدر شناس سخی شجاع سخن فہم عدل گستر پایا درنیولا دوستونکی
تحریک سے مولویصاحب کو شغل پارینہ منظور ہوا پہلے عزم فسانہٴ سرور ہوا اسکی صحت کے خاطر بندہ کو
لکھا بجز اقرار چارہ نہوا انکار گوارا نہوا ہر چند یہ فسانہ بطرز زمانہ ہر ایک چھاپہ خانہ مین نیا نیا رنگ لایا جسنے
چاہا جس فقرہ پر پانی پھیرا صفحہٴ کتاب سے بہایا بقول فقیر جو مضمون سمجھ مین نہ آیا نہ پڑھا گیا وہ کند بسولے
سے گڑھا گیا جودت قلم نثارونکی ہوئی اصلاح خطا یارونکی ہوئی شعر اور تو بس نہین چلتا ہی رقیبونکا
وسلے ٭ سوز کے نام کو لکھہ لکھہ کے جلا دیتے ہین ٭ یہ نہین سمجھتے مصرع قبول خاطر و لطف سخن
خدا داد است ٭ تُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ حاسد مفلس کے چراغ کیطرح جھلملا کے جلتے ہین فروغ کیا ہو
منہ کی کھاتے ہین ٹیڑھی راہ چلتے ہین فقیر نے اسکے دیکھنے مین عرق ریزی از حد کی حضرت کے خوف سے
انتہا کی کدکی جس جگہہ محل اور موقع پایا ہی کیا کیا جملہ بڑھایا ہی طبیعت نے بڑھاپے مین کیا کیا زور دکھایا ہی
کہنے کو قصہ ہی کہانی ہی ہر جا تصویر کھینچی ہی مرقع مانی ہی ہر صفحہ رشک گلزار باغ سراپا بہار ہی مگر حاسد کے

دلمین کہٹکتا ہی خار ہو ایسے متاع گران بہا کس گنجینہ مین ہی جسکی جگہ ذی فہم قدر شناسون کے سینے مین ہی باریک بین نکتہ سنج مرزجان مرنج خود دیکہ لینگے کہ اونسخونمین کیا ہی اور اسمین کیا لکھا ہی فصاحت کا دریا بہا دیا ہی حشر تک اسکی شائق دنیا مین کم نہون گے قیامت یہ ہی کہ ہم نہونگے الٰہی جبتک فلک کے حرکت سے چمن دنیا مین نسیم بہاری رہے کار فرما سر سبز کام جاری رہے بندہ کمترین تلامذہ اور خوشہ چین خرمن سخن جناب قبلہ و کعبہ استاد شاگرد نواز معزز و ممتاز مجمع فضل و کمال نیک سیرت فرخندہ خصال خرد آگاہ دانش آموز یادگار جناب میر سوز عرفی عصر سعدی زمان رشک انوری و خاقانی آغا نوازش حسینخان صاحب عرف مرزا خانی تخلص نوازش ہی حقیقت حال یہ مقال ہی کہ طرز ریختہ اور روزمرہ اردو کا اونپر ختم ہی شعرا اونکے واسطے دہ شعر کے خاطر موضوع ہین کہنے کے علاوہ پڑھنے کا یہ رنگ ڈھنگ ہی اگر طفل مکتب کا شعر زبان معجز بیان سے ارشاد کرین فیض وہان تاثیر بیان سے پسند طبع سحبان وائل ہو فی زمانہ تو کیا سابقین موجد کلام کو بہن لحن الملکی سجاتے تھے اونکے دیوانونمین دس پانچ شعر مناسب لفظی یا صنائع بدائع کے ہونگے وہ اونپر نازان تھے اور متاخرین فخریہ سند گردانتے ہین لہذا جس شخص کو فہم کامل یا اس فن مین مرتبہ کمال حاصل ہو اور طبع بھی عالی ہو آپکا دیوان بچشم انصاف و نظر غور سے دیکھے کوئی غزل ایسی نہو جو کیفیت سے خالی ہو ہر مصرع گواہ ہزار صنعت ہر شعر شاہد معانی با کیفیت مطلع سے مقطع تک ہر غزل پری صورت اکثر اشعار آپ کے تبرکاً و تیمناً بطریق یادگار بندہ نے لکھے ہین جہان لفظ استاد ہو وہ آپکا شعر سمجہو

وجہ تالیف اس قصۂ بی نظیر کی اور کیفیت صاحب فرمایش کے تقریر کی حکیم صاحب کی تحریک سفر کانپور کا لکھنا سرور کا

حسب اتفاق ایک روز چند دوست صادق محب موافق باہم بیٹھے تھے مگر نیرنگی زمانۂ ناہنجار اور کجروی فلک سفلہ پرور دون نواز جفا شعار سے سب با دل حزین و زار اور ہجوم اندوہ و یاس سے اور کثرت حرمان و افکار سے کہ ہر دم یہ پاس تھے دل گرفتہ سینہ ریش اور اوداس تھے یہ ذکر بر زبان آیا کہ شعبدہ بازی

چرخ چنبری نیلی فام از زمان آدم علیہ السلام تا آیندم یون ہین چلی آئی ہی اور تفرقہ پردازی رنج ومحن سے سوا آزار دیتی ہی یہ ادنی اس ظالم کی کج ادائی ہی آب بہی غنیمت جانیے اسکا احسان مانیے کہ تم ہم اسدم باہم تو بیٹھے ہین استاد جو ہم تم پاس بیٹھے ہین سنو یہ دم غنیمت ہی * یہ ہنسنا بولنا رہجائے تو کیا کم غنیمت ہی * اور واقعی شدت رنج والم مین دوست صادق یار موافق ہم پہلو ہو تو کچھ خیال مین نہین آتا ہی دل بہل جاتا ہی اور صحبت غیر جنس مین تخت سلطنت تختۂ تابوت سے بدتر ہو کے کاٹے کہاتا ہی سعدی پای در زنجیر پیش دوستان * بہ کہ با بیگانگان در بوستان * لیکن زمانے کی عادت یہی ہی کہ باوجود کثرت غم وشدت اندوہ والم دو شخص باہم نہین دیکہہ سکتا مرزا پہینکے ہی منجنیق چرخ تاک کے سنگ تفرقہ * بیٹھکر یک دم کہین ہو وین جو ہمکلام دو * جب سلسلۂ سخن یہانتک پونہچا اوس زمرے مین یک آشنای بامزہ بندہ کے تھے اونھون نے فرمایا اسوقت تو کوئی قصہ یا کہانی بشیرین زبانی ایسی بیان کر کہ رفع کدورت وجمعیت پریشانی طبیعت ہو اور غنچۂ سربستۂ دل جو سموم حوادث سے مضمحل ہی باہتزاز نسیم تکلم کہل جائے فرمان بردار نے بجز اقرار انکار مناسب نجانا چند کلمے گوش گزار کیے اگرچہ گریہ کردن راہم دلخوش ببایہ مگر اس نظر سے مصرع ہرچہ از دوست میرسد نیکوست * وہ باتین اونہین بہت پسند آئین کہا اگر بدلجمعی تمام تو اس پراگندہ تقریر کو از آغاز تا انجام قصہ کے طور پر زبان اردو مین فراہم اور تحریر کرے تو نہایت منظور نظر اہل بصر ہو لیکن تقصیر معاف ہو لغت سے صاف ہو بندے نے کہا طبیعت ابنای روزگار بیشتر متوجہ عیب جوئی وہنر پوشی ہی بقول دلگیر شعر قبح کے دیکہنے والے تو بہت ہین دلگیر * اور یہان حسن شناسان سخن تہوڑے ہین * وہ بولے چشمداشت صلہ طلب اجرت کسی سے متصور نہین فقط ہماری خوشی مدنظر رکہہ جیسا رطب ویابس کہیگا ہمین پسند ہی بشرطیکہ جو روزمرہ اور گفتگو ہماری تمہاری ہی ہی ہو ایسا نہو کہ آپ رنگینی عبارت کے واسطے دقت طلبی اور نکتہ چینی کرین ہم ہر فقرے کے معنی فرنگی محل کے گلیو مین پوچہتے پہرین نیاز مند نے کہا یہ تو مقدمۂ تحریر ہی اگر سرکار کے کام آئے جاے

تقریر نہین مگر جلدی نکرنا بوقت فرصت لکھونگا وہ تو یار شاطر نہ بار خاطر تھے قبول کیا اوسی دن سے ہمیشہ
اسکا خیال رہتا تھا عدم فرصت سے نکہتا تھا آخر الامر بمقتضای عادت تلاش معاش کے حیلے مین فلک
تفرقہ پرداز گردون عربدہ ساز نے صورت مفارقت کی دکھائی مہاجرت وطن آوارہ کے استقبال کو آئی
مسرت بوقت لقمہ خوردن اے مسرت گفت بہایم ⁂ کہ روزی میکند از ہم جدا یاران ہمدم را ⁂ ربیع الثانی
کے مہینے مین کہ سن ہجری نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بارہ سو چالیس تھے آنے کا اتفاق مجبور کوردہ کانپور
مین ہوا اسکا یہ بستی ویران پوچ دلچرہی اشراف یہان عنقا صفت ناپیدا ہین اور جو ہونگے تو گوشہ نشین
عزلت گزین مگر چھوٹی امت کی بڑی کثرت دیکھی یہ طور جو نظر آیا دل وحشت منزل اس مقام سے سخت
گھبرایا قریب تھا جنون ہوجائے تیرہ بختی روز سیاہ دکہائے مگر شربت عنایت و معجون شفقت ارسطو
فطرت بقراط حکمت حارو بارو زمانہ دیدہ تجربہ رسیدہ حکیم سید اسد علی صاحب شیر بیشۂ علم و کمال سخن فہم
خوش خصال طبع سودا خیز اور سر جنون انگیز کو آرام و تسکین حاصل ہوئی اکثر حال فقیر دلگیر پر الطاف و کرم
فرماتے تھے تدبیرین نیک و حسن دافع رنج و محن بتاتے تھے ایک روز بعد اظہار حال مکلف فسانہ دوستانہ
یہ بھی کہا کہ حسب وعدہ ایک کہانی لکھا چاہتا ہون سنکے فرمایا بیکار مباش کچہ کیا کر میسر نہین پیر تم کاہلی
اللہ ری ⁂ نام خدا ہو جوان کچہ تو کیا چاہیے ⁂ اوسوقت یہ کلمہ توسن طبع کو تازیانہ ہوا تحریر کا بہانہ ہوا
اگرچہ اس ہیچمیرز کو یہ یارا نہین کہ دعوی اردو زبان پر لائے یا اس فسانے کو بنظر شاعری کیسکو سنائے اگر
شاہجہان آباد کہ مسکن اہل زبان کبھی بیت السلطنت ہندوستان تھا وہان چندے بود و باش کرتا
فصیحون کو تلاش کرتا اونسے تحصیل لاحاصل ہوتی تو شاید اس زبان کی کیفیت حاصل ہوتی جیسا
میر امن صاحب نے قصہ چار درویش کا باغ بہار نام رکھکے خار کھایا ہی بکھیڑا مچایا ہی کہ ہم لوگون کے ذہن حصے
مین یہ زبان آئی ہی مگر یہ نسبت مؤلف اول عطاحسین خان کے سو جگہ منہ کی کھائی ہی لکھا تو ہی کہ ہم
دلی کے روڑے ہین پر محاورون کے ہاتہ پانوٴن توڑے ہین پتھر پڑین ایسی سمجھ پر یہی خیال انسان کا

خام ہوتا ہی مفت مین نیک بدنام ہوتا ہی بشر کو دعوی کب سزاوار ہی کاملون کو بیہودہ گوئی سے انکار بلکہ ننگ وعار ہی مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار گوید یہ ہی مثل سُننے مین آئی کہ اپنے منہ سے دہنا بائی لیکن تحریر اسکے ایفای تقریر ہی قصہ یہ دلچسپ بے نظیر ہی امید ناظرین پر تمکین سے یہ ہی کہ بچشم عیب پوشی و نظر اصلاح ملاحظہ فرمائین جہان غلطی یا سہو پائین باصلاح مزین فرمائین کیسی ہی طبیعت عالی ہو ممکن نہین جو بشر خطا سے خالی ہو اسکے مطالعہ سے خاطر خطیر اگر شاد ہو عاصی دعای خیر سے یاد ہو نیازمند کو اس تحریر سے نمود نظم و نثر جودت طبع کا خیال نہ تہا شاعری کا احتمال نہ تہا بلکہ نظر ثانی مین جو لفظ دقت طلب غیر مستعمل عربی فارسی کا مشکل تہا اپنے نزدیک اوسے دور کیا اور جو کلمہ سہل ممتنع محاورے کا تہا رہنے دیا دوست کی خوشی سے کام رکہا فسانۂ عجائب اسکا نام رکہا اِنَّہٗ اَلْمُبْدِءُ وَاِلَیْہِ اَلْمَاٰبُ عنایت ایزدی سے تمام ہوئی یہ کتاب

آغاز داستان اعجاز بیان سلطان فیروز بخت کے اور تلاش اوسکو وارث تاج وتخت کے خوش قسمتی سے حاجت کا بر آنا گوہر درج شہریاری صدف تمنا سے پانا

مثل ہی سے نہ الفاظِ تلازم سے یہ خالی ہی || ہراک فقرہ کہانی کا گواہ بے مثالی ہی

لا اعلم یادگار زمانہ ہین ہم لوگ * سن رکہو تم فسانہ ہین ہم لوگ * گرہ کشایان سلسلۂ سخن تازہ کنندگان فسانۂ کہن یعنی محرران رنگین تحریر و مورخان جادو تقریر نے اشہب جہندۂ قلم کو میدان وسیع بیان مین باکرشمۂ سحر ساز و لطیفہای حیرت پرداز گرم عنان و جولان یون کیا ہی کہ سرزمین ختن مین ایک شہر تہا مینو سواد بہشت نژاد پسند خاطر محبوبان جہان قابل بود و باش خوبان زمان شمیم صفت اوسکی معطر کن دماغ جان مُسکن التہاب قلب دافع خفقان زمین اوسکی رشک چرخ برین رفعت و شان چشمک زن بلندی فلک ہفتمین گلی کوچہ خجلت دہ گلشن آبادی گلزار بسان تختۂ چمن بازار ہر ایک لئے آزار مصفا ہموار دکانین نفیس مکان نازک پائدار خلق خدا با خاطر شاد اوسی فسحت آباد کہتے تھے سب طرح کی خلقت ہر طور کی رعیت رغبت سے آمیز

رہتی تھی والی ملک وہانکا شاہ گردون وقار تیکمین بافتخار سکندر رسے ہزار خادم دارا سے لالا کہ فرمانبردار قباد شوکت
وکاؤس حشم مالک تاج وتخت والا مرتبت عالیمقام شاہنشاہ فیروزبخت نام موج بخشش سے اوس بحر
جود وعطا کی سائلان لب تشنہ سیراب اور نائرہ غضب کے شعلے سے دشمن بدباطن جگر سوختہ بیتاب
ودبدبہ داد دہی غلغلہ عدالت سے دشمن دوست جانی چور مسافر کے مال کا نگہبان ڈکیتون کو عہدہ
پاسبانی ملک و افرسپاہ افزون ازقیاس خزانہ لاانتہا بیکران وزیرامیر جانفشان تاج بخش و باج ستان
محتاج اور فقیر کا شہر مین نام نہین و اد فریاد آہ ونالے سے کیسکو کام نہین رعیت راضی سپاہ سرفروش
جان نثار شادان دشمن خائف شمع کا چور سر محفل لرزان اس نام سے یہ ننگ تھا کہ امیرونکا چور محل ہونے
پاتا تھا دزد حنا کا رنگ نہ جمتا تھا سر دست ہاتھہ باندھا جاتا تھا آنکھہ چرانے سے ہمچشم چشمک کرتے تھے کارخیر سے
اگر کوئی جی چراتا تو نامردی کی تہمت اوسپر دہرتے تھے لیکن باین حکومت وثروت کاشانۂ امید کا چراغ گل اولاد
بالکل نہ تھی خواہش فرزند دردل نہونیکی کاہش متصل حسرت پسر مین رَبِّ لَا تَذَرْنِی فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ
ہر ساعت برزبان رَبِّ ہَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ وَلِیًّا وظیفہ ہر زمان لڑکے کی تمنا مین بادشاہ مثل گدا دست دعا از اییناالا برد
بی نیاز کی قدرت سے بانیاز آخرش جناب باری مین تضرع وزاری اوسکی منظور ہوئی لاولدی کی بدنامی دور ہوئی
ساٹھہ برس کے سن مین بڑھاپے کے دنین گوہر آبدار در شاہوار صدف بطن بانوی خجستہ اطوار سے پیدا ہوا چھوٹا
بڑا اوسکی صورت کا شیدا ہوا اوس روح افزا کا فیروزبخت نے جانعالم نام رکھا شب وروز پرورش سے کام
رکھا حسن اللہ نے یہ عطا کیا کہ نیر اعظم چرخ چارم پر رعب جمال سے تہرایا اور ماہ باوجود داغ غلامی تاب مشاہدہ
نہ لایا اوس نقش قدرت پر تصور مانی وبہزاد حیران اور صناعی آذر کی ایسی لعبت حقیقت کے روبرو پشیمان کلہ سے
سرا سر شور جوانی زور شباب سے معمور آنکھین جھپکانیوالی دیدۂ غزالان ختن کی شراب عشق کے نشے سے چلبلا چہرہ
چہرے پر جلال شاہی شوکت جہان پناہی نمایان حسن درخشندہ کی تڑپ بہ از انجم واختر تابان مصحفی اوسے
دیکھہ طفلی مین کہتی تھی دایہ ◆ یہ لڑکا طرحدار پیدا ہوا ہی ◆ مرزا قتیل ◆ ہارہ خواہ شد از ین دست گریبانے چند ◆

لکھا ہی کہ جب وہ مہر سپہر سلطنت برج حمل سے جلوہ افروز ہو زینت بخش کنار مادر و زیب دہ آغوش دایہ ہوا در خزانہ
و مجبس کھلا ہزار ہا قیدی رہا ہو اپنے گھر آیا اور سیکڑون لونڈی غلام نے فرمان آزادی پایا شہر مین محتاج
ناپید اتھا مگر اشرفی روپیہ حاجیون کے واسطے مکہ معظمہ اور زائرونکی خاطر کربلای معلی مین بہیم بہیجا ایک
سال کا خراج رعیت محتاج کو معاف ہوا شہزادہ کے نام کے گنج آباد ہوئے مسجدین مدرسے مہمانسرا
مسافر خانے تعمیر ہوے اہل شہر دلشاد ہوئے نجومی پنڈت جفردان حاضر ہوئے بہت سوچ بچار کر برہمنون
نے عرض کی مہاراج کا بول بالا جاہ وحشم ہر دم بڑھے مرتبہ دوبالا اعلی رہے ہماری پوتھی کہتی ہی
بہگوان کی دیا سے شہزادیکا چندرمان بلی ہی چھٹا سورج ہی جو گرہ ہی وہ بہلی ہی دیگ تیگ کا مالک ہے
دہرم مورت یہ بالک رہے جلد راج پر براجے پرتھمی مین دھوم مچے ایسی شادی رچے استری تین ہو دوکا
پرمان ایک کے ہین ہو مگر سیندر ہوین برس مشتری بارہوین آئیگی سنیچر پانون پڑیگا ایک پنکھیرو سوئے کے
برن مین ہاتہ آئیگا تریا کی کہٹ پٹ سے وہ بچن سنائیگا کہ راج پاٹ چھڑا دیس سے بدیس لیجائیگا ڈگر مین
شہزادہ بہٹکے گا کوئی مانس پاس نہ پہٹکے گا ساتھی چہٹین اپنے ڈیل سے ڈانوان ڈول رہے پہر ایک منکھہ
ٹہاکر کا سیوک کرپا کرے راہ لگائے کوئی کلنگن لوبھی ہو کشٹ دکھائے وہانسے جب چھٹے رانی ملے مہا سندر
وہ چرن پر پران وارے بتا اوسکا گیانی گن کی تکھتی دے اوس سے کئی پلچھہ مارے دکھ مین آڑے آئے بگڑے
کاج بنائے جب اوس نگر پونہچے جسکے چت مین گھر چھوڑے تو لاب بہت ہو درب گہنے ہاتہ آئین وے درسب
کلیس ہو جائین پر ایک ہتی من کا کپٹی استری پر دوچت ہو کہٹائی کرے جہہ ٹہرین نرناری لڑین اور کچہ جل
مین بھی ہل چل پڑے پریتی لوگ چہٹ جائین نگر نگر کہوج مین پہرائین سب بچھڑے ملجائین ماتا پتا کے دکہ آئیز
بڑا راج کرے دیا دہرم کے کاج کرے گسیان کی کرپا سے جانکی کہیر ہی بڑی بڑی دہرتی کی سیر ہی یہ سنکے بادشاہ
گونہ بلول ہوا پھر مستقل مزاجی سے یہ کلمہ فرمایا فِعْلُ الْحَكِيمِ لَا يَخْلُو عَنِ الْحِكْمَةِ اون سبکو بقدر حال فرا خور کمال
مالا مال کیا خلعت و انعام دیا بہ بشاشت تمام سرگرم پرورش صبح و شام رہا کوئی برس کنین بڑھتا ہی

وہ نہال نودمیدۂ بستان سلطنت گہڑیونمین بلند بالا ہوتا تہا چند عرصے مین بحول و قوت الٰہی وہ ہاتہہ پانون نکالے دس برس کے سن مین اوس غزال چشم نے ہرن کے سینگ چیر ڈالے دست و بازو مین یہ طاقت ہوئی کہ درندۂ فیل مست ہوا جوان رعنا چہرۂ زیبا رستم شوکت اسفندیار سے زبردست ہوا جو اوسکا روے منور دیکھتا یہ کہتا لا اعلم منہ دیکھو آئنہ کا تری تاب لا سکے ٭ خورشید پہلے آنکہہ تو تجہسے ملا سکے ٭ تصویر تیری کہینچے مصور تو کیا مجال ٭ دست قضا تو پہر کوئی تجہسا بنا سکے ٭ تحصیل علم و فضل مین شہرۂ آفاق ہوا جتنے فن سپہ گری ہین اونکا مشاق جمیع علوم ہر فن مین طاق ہوا جل جلالہ باپ ویسا بیٹا ایسا محبوب محبت مین بسان یوسف و یعقوب علیہ السلام جب وہ ہلال سپہر شہریاری بفضل باری بدر کامل ہوا اور چودہوان برس بہر گیا جوانونمین شامل ہوا تصلاح و صوابدید ارکان سلطنت و ترقی خواہان دولت شادی کی تجویز ہوئی تبلاش بے شمار و تجسس بسیار ایک شاہزادی پری پیکر خوبصورت نیک سیرت حورنژاد گل اندام سیمین بر رشک سرو غیرت شمشاد ماہ طلعت نام دودمان والا سے مقرر ہوئی وہ جو آئین بادشاہے طریق فرمانروائی ہے اوسی طرح اوسکے ساتہہ اس اختر تابندۂ فلک شاہی کو ہمقران کیا نکاح پڑہوادیا



تصویر سلطان جان عالم و فیروز بخت و شادی ماہ طلعت

جولانی سمند تیز رفتار قلم کی میدان بیان میں آرہی شہزادہ جانعالم مین اوج رخ رہد یا تو تی کا اور کج بحثی ماہ طلعت کے تو تی سی ہر کیفیت حسن انجمن آرا تو تی سی سننا شہزادہ اوکا نادیدہ عاشق ہونا اور دہنا

بلبل نوا سنج ہزار داستان طوطی خامۂ زمزمہ ریز خوش بیان گلشن تقریر مین اسطرح چہکا ہی صفحۂ فسانہ مہکا ہی کہ
بعد رسم شادی سیر و شکار کی اجازت سواریکا حکم شاہ ذوی الاقتدار سے حاصل ہوا گاہ گاہ شام و پگاہ جانعالم
سوار ہونے لگا سیر و شکار کی طرف مائل ہوا ایک روز گذر اسکا گذری مین ہوا انبوہ کثیر جم غفیر نظر آیا اور غلغلۂ
تحسین و آفرین از زمین تا چرخ برین بلند پایا شہزادہ اودہر متوجہ ہوا دیکھا ایک مرد پیر نحیف ستر اسی
برس کا سن نہایت ضعیف پنجرا ہاتہہ مین لیے کھڑا ہی اوسمین ایک جانور مانند ساکنان جنان سبز پوش
طائر سیرت خانہ بدوش با منقار گلنار لطیفے لطیف رنگین اور نکتے قابل تعریف نمکین مثال طوطی پس آئینہ بیان کر رہا ہے
تماشائیونکی کثرت سے بازار بہر رہا ہی لا اعلم درپس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند ؎ انچہ استاد ازل گفت ہمان میگویم ؎



تصویر جان عالم و پیرمرد طوطی فروش و مجمع تماشائیان بازاری

شہزادہ کے دیکھتے ہی توتا مالک سے بولا اے شخص کو کب بخت تیرا افلاس کے برج تیرہ سے نکلا نصیب چمکا طالع
برسر یاری و زمانہ آمادۂ مددگاری ہوا دیکھہ ایسا شہزادہ حاتم شعار ابر گہر بار متوجہ اس مشت پر ذرہ بیمقدار پر ہوا ہے
وہ بیکار شی کارگاہ بے ثبات مین ہون جسکا طالب نہین کہین بجد یکہ جانور ہون اور بلی کا کہا جا نہین مگر
جو یہ نظر عنایت کرے ابھی تیرا ہاتہہ پر زر ہو دامن گہر سے بہرے جان عالم نے یہ سخن ہوش ربا کلمۂ حیرت افزا
کو سن توتے عقل کے اوڑ انپجرا اوس طائر ہمہ دان جانور سحر بیان کا ہاتہہ مین لیکے مالک سے قیمت پوچھی توتے نے
کہا مولف کب لگاتا ہی کوئی اس دل بیحال کا مول ؎ سب گہٹا دیتے ہین مفلس کے عوض مال کا مول ؎

مگر جو حضور کی مرضی جان عالم نے لاکھہ روپے خلعت کے سوا عنایت کیے اور پنجرا ہاتھہ مین لیے دولتسرا کو روانہ
ہوا گھر مین جا ماہ طلعت کو توتا دکھایا یہ مصرع انشا کا پڑھا انشا بازار ہم گئے تھے اک چوٹ مول لائے پھر توتے
نے شہزادہ کو سخنان دلچسپ قصص عجیب حکایات غریب شعر خوب خمسہای مرغوب سنا اپنے دام محبت مین
اسیر کیا یہ نوبت پونہچی کہ سوتے جاگتے دربار کے سوا ایکدم جدا نہوتا جب دربار جاتا پنجرا بتاکید حفاظت ماہ طلعت
کو سونپ جاتا اور دربار سے دیوانہ وار بشوق گفتار بیقرار جلد پھر آتا ایک دن شاہزادہ دربار گیا توتا محل مین رہا
اوس روز ماہ طلعت نے غسل کیا اور لباس مکلف سے جسم آراستہ زیور پر تکلف سے پیراستہ ہو جواہر نگار کرسی پر
بیٹھی ہوا جو لگی آئینے مین صورت دیکھہ خود محو تماشا ہوئی بحر عجب و نخوت مین آشنا ہوئی خواصون سے جلیسون سے
جو جو دمساز محرم راز تہین اپنے حسن و صورت کی داد چاہی ہر ایک نے موافق عقل و شعور تعریف کی کسی نے
کہا ہلال عید ہو کوئی بولی خدا جانتا ہی دیدہ ہو نہ شنیدہ ہوا اللہ تعالی نے باین کثرت مخلوقات تمہارا ہمسر از قسم
جن و بشر بنایا نہین پری نے یہ قد و بالا حور نے یہ حسن جہمکڑا پایا نہین جب وہ کہہ چکین ماہ طلعت نے کہا توتا بہت
عقلمند ذی شعور سیاح نزدیک و دور ہی اس سے بہی پوچہنا ضرور ہی مخاطب ہوئی کہ ای مرغ خوشنود طائر زمرد لباس
سرخرو بدلسنج بیرنج سچ کہنا اس سج دہج کی صورت کبہی بیر طائر وہم و خیال کی نظر سے گذری ہی نیرنگی
چرخ کجرفتار فتنہ پردازی گردون دوار ون عیان ہی آگاہ سب جہان ہی اوسوقت توتا رنجیدہ دل کبیدہ خاطر
مضمحل بیٹھا تھا چپ ہو رہا شہزادی نے پہر پوچہا توتے نے بے اعتنائی سے کہا ایسا ہی ہو یہ نڈی معشوق
مزاج طرہ یہ کہ شہزادہ کی جورو شوہر مالک تخت و تاج برہم ہو کے بولی میان مٹھو جینے سے خفا ہو جو ہمارے روبرو
چبا چبا کر گفتگو کرتے ہو توتے نے کہا سوال و جواب اور دہمکانا اور حکومت سے ڈرانا غصے کی آنکھہ دکھانا اور ہی
کیون اوجہتی ہو شاید تم ہی سچی ہو پھر تو شعلہ غضب کانون سینہ شہزادی مین مشتعل ہوا کباب دل ہوا کہا
کیون جانور بدتمیز ناچیز تیری موت آئی ہی کیا بیہودہ ٹین ٹین مچائی ہی واہی بک رہا ہی ہمارا مرتبہ نہین
سمجہتا ہی توتے کے منہ سے نکلا کیون اتنی خفا ہوتی ہو اپنا منہ ملاحظہ کرو صاحب تم بڑی خوبصورت ہو یہان تو

یہ حیص و بیص تھی جان عالم تشریف فرما ہوا عجب صحبت دیکھی کہ شہزادی بچشم پر آب و با دل کباب غیظ مین آ تہرا
تہرا توتے سے بحث ہی ہی شہزادے نے فرمایا خیر باشد توتا بولا آج نرا شر ہی خیر بخیر گذری ورنہ حیات مستعار اس وحشی کی از
آب و دانہ قفس مین پینا کھانا باقی تھا اگر آپ اور گھڑی بھر دیر لگاتے تشریف نہ لاتے تو میرا طائر روح گربہ غضب
شہزادی سے مجروح پرواز کر جاتا ہرگز جیتا نہ پاتے مگر پنجرا خالی دیکھہ مزاج عالی پریشان ہوتا بحسرت و افسوس
یہ فرماتے انشا توتا ہمارا مرگیا کیا بولتا ہوا ٭ ماہ طلعت ان باتون سے زیادہ مکدر ہوئی شہزادہ سے کہا اگر
میری بات کا توتا جواب صاف نہ دیگا تو اس نگوڑے کی گردن مروڑ لینگے تلووں سے اسکی آنکھیں ملونگی جب
دانہ پانی کھاؤنگی جان عالم نے کہا کچھہ حال تو کہو توتے نے گذارش کی حضور یہ مقدمہ غلام سے سنیے آج
شہزادی صاحب اپنی دانست مین بہت نکھر نکھا دیکھہ آئینہ کو کہتی تھی کہ اسدری مین ٭ پھر مجھسے فرمایا تو نے
ایسی صورت کبھی دیکھی تھی مجھہ اجل رسیدہ کے منہ سے رو مین نکلا خدا نکرے اس جرم قبیح پر شہزادی کے نزدیک
کشتنی و سوختنی و گردن زدنی ہون بقول میر تقی شعر بے جرم ہے تیغ ہی رکھا تہا گلے کو ٭ کچھہ بات بری منہ سے نہ نکلی تھے
بھلے کو ٭ جان عالم نے کہا تم بھی کتنی عقل سے خالی حمق سے بھری ہو تم تو پری ہو اور جانور کی بات پر اتنا آزردہ
ہونا گویا ہی پھر طائر ہی نادانی اسکی ظاہر ہی میان مٹھو کو ان باتون کی تاب نہ آئی آنکھہ بدل کے رو دکھی صورت بنا کے
اور ٹین سے بولا خداوند نعمت جھوٹ جھوٹ ہی سچ سچ ہی ہمسر جسکا کوئی نہین وہ ذات وحدہ لاشریک کی ہی اوسکے
سوا ایک سے ایک بہتر و برتر ہی سبکو یہ خبر ہی فَضَّلْنَا بَعْضُكُمْ عَلَى الْبَعْضِ مین نے جھوٹ اور سچ دونون سے بچکر ایک کلمہ کہا
تھا اگر راستی پر ہوتا گردن کج کیے سیدھا گور مین سوتا یہ سنکے وہ اور مجوز ہوئی مثل مشہور ہی راج ہٹ تریا ہٹ
بالک ہٹ جان عالم نے مجبور ہو کے کہا جو ہو سو ہو مٹھو پیارے سچ کہدو توتے نے بمنت عرض کی
دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز مجھے سچ نہ بلوائیے میرا منہ نہ کھلوائیے نہین انجام راستی حضور کے
دشمنون کو دشت نوردی بادیہ پیمائی غریب الوطنی کوچہ گردی نصیب ہوگی شہزادہ نے کہا یہ جملہ تمنی اور نیا
سنایا اب جو کچھہ کہنا ہی کہا چاہیے باتین بہت نہ بنائیے اوسنے کہا مین نے ہرچند چاہا کہ آپ رنج سفر مصائب

شہر بشہر ایذای غربت سے باز رہین کہ سفر اور سقر کی صورت ایک ہی اس سے بچنا نیک ہی مگر معلوم ہوا حضور کے
مقدر مین یہ امر لکھا ہی میرا قصور ہمین کیا ہی رفیع سودا چاک کو تقدیر کے ممکن نہین کہ رفو * سوزن تدبیر
ساری عمر گو سیتی رہے * سنیے قبلۂ عالم یہان سے برس دن کی راہ شمال مین ایک ملک ہی عجائب زرنگار
ایسا خطہ ہی کہ مرقع خیال مانی و بہزاد مین نکھچا ہوگا اور پیر دہقان فلک نے مزرعۂ عالم مین ندیکھا ہوگا شہر
خوب آبادی مرغوب رنڈی مرد حسین طرحدار مکان بلور کے بلکہ نور کے جواہر نگار عقل باریک بین مشاہدہ سے
دنگ ہو خلقت اس کثرت سے بستی ہی کہ اوس بستی مین وہم و فکر کو عرصہ تنگ ہو خورشید ہر سحر اوسکے دروازے سے
ضیا پاتا ہی بدر کامل وہان دو دن نہین رہتا غیرت سے کاہیدہ ہو ہو ہلال نظر آتا ہی وہان کی شہزادی ہی
انجمن آرا اوسکا تو کیا کہنا کہان میری زبان مین طاقت اور دہان مین طلاقت جو شمۂ مذکور شکل و شمائل اوس
زہرہ جبین فخر لعبتان لندن و چین کا سناؤن استاد ایک مین کیا خوب گر دیکھے اوسے حسن آفرین * اپنی
صناعی پہ حیران خود وہ صورت گر رہے * لیکن سات سو خواص زرین کمر تاج دلبری بر سر ماہ رو عنبرین مو
سرگروہ خوبان جہان جانجان آرام دل مشتاقان اوسکی خدمت مین شب و روز سرگرم خدمتگزاری بڑی طیاری سے
رہتے ہین اگر اونکی لونڈیونکو شہزادی صاحب بچشم انصاف دیکھین اور کچہ غیرت کو بھی کام فرمائین یقین ہی تو چلو بھر
پانی مین محجوب ہوکے ڈوب جائین ماہ طلعت یہ سنکے سُن ہوئی سر جھکا لیا جان عالم کو کچہ اور ہی دھن ہوئی بیچارا
اوٹھا لیا دیوان خانے مین لیجا مفصل حال دریافت کرنے لگا جی کا حال کچہ اور ہی ہوگیا ہر دم آہ سرد دل نیم بسمل
سے بھرنے لگا مولوی جامی نہ تنہا عشق از دیدار خیزد * بسا کین دولت از گفتار خیزد * درآید جلوۂ حسن
از در گوش * ز جان آرام برباید ز دل ہوش * ز دیدن ہیچ اثری درمیان نہ * کند عاشق کسان را غائبانہ *
توتے کو شہزادہ کی طرز گفتگو رنگ رو آنکھہ کی تری ہونٹ کی خشکی دل کی دھڑک کلیجہ کی پھڑک سے کہ یہ نشان عشق
گمان خبط سب ہین ثابت ہوا کہ شہزادہ کا دل پرزے پرزے اور دماغ کا ایاغ بادۂ عقل سے خالی ہوا خیال
محال وصال انجمن آرا بھرا خوب حالی ہوا سخت نادم و خجل ہوکے دل سے کہا کمبخت زبان نے حسن کے بیان نے

غضب کیا منتر کارگر ہوا اثر ہوا جن سر چڑہا حضرت عشق کا گذر ہوا چاہا کہ بلطائف الحیل اس عزم سے باز رکھے
عقل اور عشق مین امتیاز رکھے کہا اے نادان دشمن جان یہ قصد لا حاصل ہی عمدا اس کوچے مین پاؤن نہ دہر اپنے
خون سے ہاتہہ نہ بہر بقول مولف **مولف** خدا کو مان نہ لے نام عاشقی کا **سر ورے** کہ منفعت مین بہی اسکی ہین
سو ضرر پیدا ٭ بیان اسکا محال ہی مگر مختصر یہ حال ہی عقل اس کام مین دور ہو جاتی ہی وحشت نزدیک
آتی ہی لب خشک چشم تر چہرہ زرد دل خون ہوتا ہی بہوک پیاس جاتی ہی خواب مین نیند نہین آتی ہی جان شیرین
تلخ ہو کلیجے مین درد آخر کو جنون ہوتا ہی لخت جگر کہاتا ہی خون دل پیتا ہی مر مر کے جیتا ہی رقیبونکے طعنونسے
سینہ فگار رہتا ہی لڑکون کے پتہرونسے سر کا رنگ گلنار رہتا ہی دن کو ذلت و خواری شب کو انتظار مین
اختر شماری بیقراری سے قرار رہتا ہی اپنے بیگانے کی نظر مین ذلیل و خوار رہتا ہی جنگل مین جی لگتا ہی بستی
اوجاڑ معلوم ہوتی ہی دربدر پہرنے مین دن تو کٹ جاتا ہی تنہائی کی رات پہاڑ معلوم ہوتی ہی سینہ آتش
غم سے جل کے تنور رہتا ہی آنکھونسے دریا اوبلتے ہین طوفان کا ظہور رہتا ہی عقل کا چراغ گل تپ فراق سے
دل جلتا ہی شجر تمنا بے برگ و بار رہتا ہی پہولتا ہی نہ پہلتا ہی جوانی کا گہن پیری تک اوڈہیرن رہتی ہی گونگا
بہرا بن جاتا ہی ہر دم طبیعت سن رہتی ہی ابہی پہلی بسم اللہ ہی ٹہنڈی سانسین بہرتے ہو لب پر آہ ہی دیکھا نہ بہالا
ہی سینے کے پار عشق کا بہالا ہی آئینہ ہاتہہ مین لے منہ تو دیکھو نقشہ کیا ہی معشوق باوفا گوگرد سرخ لعل سپید سے
نایاب سوا ہی کہان ملتا ہی خاک مین ڈہونڈہتے ڈہونڈہتے خواہان ملتا ہی یہ جو زمانے مین مشہور با مہر و فا ہین بیوفا
بانی صد جور و جفا ہین عقل کمبخت بے پیر ہی او نوجوان یہی ٹیڑہی کہیر ہی سنا نہین کوہکن نے جان شیرین کس تلخی
سے کہوئی یوسف کی چاہ مین زلیخا نے کیسے کنوئین جہانکے کیا کیا روئی مجنون کو اس دشت مین جنون ہوا لیلی کا
کیا بگڑا پرویز کا اس کوچے مین خون ہوا شیرین نے کیا کیا افسوس تو یہ ہی کہ اتنا بہی کوئی نہ سمجہا جامی **غم چیزے رگ جان را**
خراشد ٭ کہ گاہے باشد و گاہی نباشد ٭ ذلت اس کام مین عین عزت ہی درد کا نام بیان راحت ہی دل اس
کشمکش مین ٹوٹ جاتا ہی رستم کا اس معرکے مین جی چہوٹ جاتا ہی اسفندیار سا روئین تن ہو موم کیطرح پگہلکر

بجائے حسرت ہی حسرت رہجائے لوگون نے ہزارون رنج صدمے اس کام مین اوٹھائے بعد خرابی بسیار تجربہ کا
کھلائے یہ وہ برا کام ہی ناکامی جسکا آغاز بدنامی انجام ہی مبتدی ہو یا مشتاق ہو دونون کی رای ایک سی ہوتی ہی صدمہ
دوری الم حضوری شاق ہی مؤلف مرض عشق مین کوئی بھی گرفتار نہو ☆ دوست تو دوست ہی دشمن کو یہ آزار نہو

کیا مین اس کافر بدکیش کا احوال لکھون
یہی خونخوار ایسا کرتا ہی عاشق کا خون
زار کر دیتا ہی انسان کو یہ اور زبون
رفتہ رفتہ یہی پونہچاتا ہی نوبت بجنون
یہی خونریز تو خونخوار ہے انسانون کا
دین کھوتا یہی کافر ہے مسلمانون کا

یہی کرتا ہی ہر اک شخص کو رسوا ظالم
یہی کرتا ہی ہر اک چشم کو دریا ظالم
کوہ دکھلاتا ہی گاہے گہے صحرا ظالم
کیا بتاؤن لمھین کرتا ہی یہ کیا کیا ظالم
دربدر خاک بسر چاک گریبان کرکے
جان لیتا ہی ولے بی سر و سامان کرکے

یہی بانی تو زلیخا کی بھی تھا خواری کا
یہی باعث دمن و نل کے ہوا یاری کا
یہی فرہاد کے حامی تھا تبرداری کا
عشق کہیے نہ اسے قہر ہی یہ باری کا
تلخکامی ہوئی شیرین کو اسی سے حاصل
کیے بے پردہ و برباد ہزارون محمل

اسنے مجنون سے بنائے ہین بہت دیوانے
اسنے خود رفتگی مین اپنے کیے بیگانے
گو کہ مشہور جہان اسکے ہین سب افسانے
پر جو اس کام کا مشتاق ہو وہ ہی جانے
کبھی معشوق کے پردے مین نہان ہوتا ہی
کبھی سر چڑھکے یہ عاشق کے عیان ہوتا ہی

ناقہ لیلے مضطر کا شتربان یہ تھا
نجد مین قیس سے پہلے ہی حدی خوان یہ تھا
چاہ مین ڈال کے یوسف کا نگہبان یہ تھا
جان ہر شیر کی لینے کو نیستان یہ تھا
حسن بنجاتا ہی انداز کہین ناز کہین
درد دل ہی یہ کہین سوز کہین ساز کہین

مثل فرہاد بہت مر گئے سر پھوڑ حزین
دی ہی شیرین کی طرح کتنون نے جان شیرین

پاس عذرا کے گیا اور کوئی وامق کے قرین | اس سے آوارہ بچا اور نہ بچا گوشہ نشین

اس سے ملتا ہی جسے رنج و محن ملتا ہی | گور ملتی ہی کسیکو نہ کفن ملتا ہی

طور کو نور کے جلوے مین جلایا اسنے | کبھی آتش کو ہی گلزار بنایا اسنے
جان چھوڑی نہین جیتا جسے پایا اسنے | اور نیرنگ جہان اپنا دکھایا اسنے

کام مردون سے لیا زندون کا کام کیا | درد کا نام بھی بیدرد نے آرام کیا

اسکے افسانے ہین دنیا مین بہت طول و طویل | جسکا ہمدم یہ ہوا ہو گیا وہ خوار و ذلیل
اسکا بیمار پڑا رہتا ہی بستر پہ علیل | دہونس دیدے کے بجا دیتا ہی یہ کوس رحیل

رنج و ماتم کے سوا اور یہ کیا دیتا ہی | وصل کی شب سحر ہجر دکھا دیتا ہی

یہی اخفا ہی بصد زیب رگ ہر گل مین | سوز و نالہ یہ اسیکا ہی دل بلبل مین
یہی ہی جز مین اگر دیکھو یہی ہے کل مین | گر فرشتہ ہو تو آجاتا ہی اسکے جل مین

خون بیجرم زمانے کا بہاتے دیکھا | میل چتون پہ کبھی اسکے نہ آتے دیکھا

ایک شمہ ہی لکھا حال جو مین نے اسکا | جسپہ اس دیو نے الطاف کا سایہ ڈالا
دشت غربت مین وہ آوارہ و سرگشتہ ہوا | دوست بھی چھوٹتے ہین شہر بھی چھوڑا اپنا

پاس جسکے یہ گیا خلق سے وہ دور رہا | کونسا شیشۂ دل تھا کہ نہ وہ چور ہوا

ہجر کے رنج مین کتنون کا ہوا اسمین وصال | لیگئے سینے مین فرقت کا سبھی درد و ملال
اسکی گردش سے ہر اک ماہ ہوا بدر ہلال | کسکی طاقت ہی جو تحریر کرے اسکا حال

زیست کرنا غم ہجران سے یہ ہی سبکے شاق | جان دیدیتے ہین کہ کہلے ہی ہاے فراق

وصل مین گو مزا ہی ہجر کا رنج ولے جانگزا ہی چاہ کنوئین جھکواتی ہی یہ وہ بیماری ہی جو جان کے ساتھ جاتی ہی ہمیشہ سے اس کام والے آہ و نالہ برلب خاک بسر چاک گریبان سب رہے ہین اگر عاشق کی عزت

وتوقیر ہوتی تو دنیا مین اس سے بہتر کوئی شی نہ تھی جستہ جستہ ان لوگون کے مرتبہ شناس قدردان ہین مگر جگہ جگہ کہان ہین اور یہ قصہ جو مین نے کہا فقط بات کی پچ کا جھگڑا تہا ورنہ کہان ملک زرنگار کجا شہزادی عالی تبار جان عالم نے کہا استغفر اللہ اگر وہ جھوٹ تہا تو یہ فقرہ کب سچ ہی یہ تو نری کٹہ پچ ہی سو خدا ہی کی قسم ناصح نمانون گا کہا اتہو ٭ پنچھوٹے گا ترے کہنے سے میرا دل لگا اتہو ٭ اسی تقریر مین یہ حال ہوا کہ دلمین درد چہرہ زرد ہونے لگا لب پر آہ سرد گرفتار رنج و تعب عشق کے آثار سب ظاہر ہوے شاہزادہ صاحب جامہ سے باہر ہوئے ضبط کا پردہ درمیان سے اوٹھا شور فغان سے اوٹھا جنون پیرامون عقل بیچارہ ہو گرفتار سلسلہ محبت مین اسیر بقول میر ہو گیا طالع بیدار و فتنہ سویا فتنہ چونک کر جاگا دل بر سے نکل بہاگا میر طبع نے اک جنون کیا پیدا ٭ اشک نے رنگ خون کیا پیدا ٭ ہاتہ جانے لگا گریبان تک ٭ چاک کے پانون پہیلے دامان تک ٭ بیقراری نے کج ادائی کی ٭ تاب و طاقت نے بیوفائی کی ٭ توتا یہ حال دیکھکر محجوب ہوا کہ ناحق رنڈی کی کج بحثی سے شہزادہ کو مرگ کا مستعد کیا بیٹھے بٹھائے خون بیگناہ اپنی گردن پر لیا اب اسطرح کا سمجھانا مانع ہونا اوبھارنا بھڑکانا بلکہ نرا جلانا ہی گھبرا کر تسکین و تشفی کرنے لگا اور زخم شمشیر عشق کو مرہم مژدۂ وصال سے بہرنے لگا کہا آپ ہوش و حواس بجا رکھیے اگر مجھے ایسا سچا جانا کہ میرا جھوٹ سچ مانا اس شرط سے آپ کو لیچلونگا جو میرا کہا مانوگے رنگ اوٹھاؤگے دھوکا کھاؤگے پھر مجکو نپاؤگے پچتاؤگے جان عالم نے فرمایا اے رہبر کامل رنج کے غمگسار راحت کے شامل تیرے جادۂ اطاعت سے ہرگز قدم باہر نہ دھرونگا جو تو کہیگا وہی کرونگا مگر جلد حال مفصل اور بعد منازل و سمت شہر دوست سے نشان کامل دے ورنہ یہ دل بیتاب خجلت دہ بیقراری سیماب کہ قطرۂ خون سے فزون نہین تڑپ کر از راہ چشم نادیدہ روے دوست نکل جائیگا پھر بجز حسرت و افسوس تیرے کیا ہاتہ آئیگا میرا دل تڑپتا ہی متصل میرا ٭ مرغ بسمل ہی یا کہ دل میرا ٭ توتے نے کہا اضطراب کا کام خراب ہوتا ہی ناحق حجاب ہوتا ہی اتنی جلدی موقوف کیجیے آج کی رات اس شہر مین کاٹ صبح اودھر کی راہ لیجیے اگر کشش صادق اور طالع بھی موافق ہی منزل مقصد کا سفر در پیش ہوگا ہمراہ رکاب یہ خیر اندیش ہوگا عزم بالجزم در کار ہی

درِ شہر پناہ پر خانۂ دلدار ہی جانِ عالم یہ خوشخبری سنکے بشاش ہوا پھر کہا استاد مژدۂ وصل ہی کل رات کی نیت ہو حرام ✤ دین اگر طالع برگشتہ نہ تدبیر اولٹ ✤ اوس رات کی بیقراری گریۂ وزاری اختر شماری شہزادہ کی کیا کہون ہر گھڑی بحالِ پریشان سوے آسمان مضطر نگران تھا کہ رات جلد بسر ہو نمایان رخ سحر ہوتا عزم سفر ہوا اور یہ کہتا تھا

سعدی سعدیا نوبتے امشب دہل صبح نکوفت ✤ یا مگر صبح نباشد شب تنہائی را ✤ آخرش تاثیر دعای سحری اثر نالۂ نیم شبی سے ظلمت شب بنور روز منور ہوئے وزیر زادہ کو باوجود خود فراموشی یاد فرمایا لڑکپن سے تا زمانۂ عشق انجمن آرا اوس سے بھی الفت رکھتا تھا جب وہ حاضر ہوا حکم کیا دو گھوڑے صبا رفتار برق کردار جنکی جھپٹ نسیم تندرو کو کھنڈل ڈالے اونکے قدم سے کمیت صرصر کی ڈپٹ پانوئن نہ آگے نکالے جلد لاؤ وہ کمجر دار شاد اصطبل خاص مین جا گھوڑے لایا کچہ اسباب ضروری وہ بھی بمجبوری لیکے دونون خستہ تن بقول میر حسن چل نکلے **میر حسن** نہ سدہ بدہ کی لے اور نہ منگل کی لی ✤ نکل شہر سے راہ جنگل کی لے



وطن آوارہ ہونا نو گرفتار محبت کا اوٹھانا ایذاے غربت کا پینا پینا سفر راہ معلوم نہیں ہمرہ بجز ذات حی قیوم نہین ایک رفیق وہ اکیلا دوسرا جانور یہ بیچارہ پر پہیر زر کا ملنا ان سب کا چھوٹنا جادوگرنی کا گمراہ ہو کے فریب لوٹنا

بادیہ پیمایان مرحلۂ محبت وصحرا نوردان منزل مودت رہروان دشت اشتیاق وطی کنندگان جادۂ فراق مسافران بار ناکامی بردوش بجز راہ کوچۂ یار دین ودنیا فراموش عشق سر پر سوار خود پیادہ زیست سے دل سیر مرگ کے آمادہ

شہزادہ و وزیر زادہ کا بہ نیت سفر احباب سے رخصت ہونا

لکھتے ہین کہ جب باین ہیات گذائی وہ پروردۂ دامن نازو آغوش شاہی گھر سے نکلا اور در شہر پناہ پر پونچا پھر کر عمارات سلطانی بسے ہوے شہر کو بنظر پریشانی دیکھہ آہ سرد دل پر درد سے کھینچی بیابان مد نظر کر غریب الوطنی پر کمر ہمت چست کی اور فراق یاران وطن مین دل کھو لکے وہ خستہ تن خوب رو دیا پھر فاتحہ خیر پڑہ آگے بڑہ توتے کو پنجرے سے کھول دیا گھوڑون پر شہزادہ اور وزیر زادہ سمند صبا پر میان مٹھو پیادہ نیا دانہ کھاتے نیا پانی پیتے روانہ ہوئے بعد طی منازل و قطع مراحل انکا گذر ایک دشت عجیب صحرای غریب مین ہوا ہر تختہ جنگل کا بروش باغ تھا جو پھول پھل تھا تازہ کن دل معطر نمای دماغ تھا جہانتک پیک نگاہ جاتا بجز گلہای رنگین و یاسمن و نسرین اور کچہ نظر نہ آتا شہزادہ شگفتہ خاطری سے صناعی باغبان قضا و قدر کی دیکھتا جاتا تہا ناگاہ ایک سمت سے دو ہرن برق وش صبا کردار سبک جست باچشم سیہ مست تیز رفتار سامنے آئے زربفت کے جھولین پڑین جڑاؤ سنگوٹیان جڑین گلے مین مغرق ہیکلین مثل معشوق طناز عربدہ ساز سرگرم خرام ناز چہم کرتے چوکڑیان بھرتے جان عالم بے چین ہوا وزیر زادہ سے کہا کسیطرح انکو جیتا گرفتار کیجیے جانے نہ دیجیے اس سعی مین گھوڑے ڈالے یا تو وہ اپنی وضع پر چلے جاتے تھے جب گھوڑونکی آمد دیکھی سنبھل کنوٹیان بدل چوکڑی تیز با جست و خیز بھرنے لگے انہون نے گھوڑے ڈپٹائے انکا گھوڑے دوڑانا وہ طائر فرزانہ چوکڑی بھول کے پکارا ہان ہان ای نوجوان کیا غضب کرتا ہی یہ دشت پر سحر ہی بیہودہ کیون قدم دہرتا ہے ہر چند پکارا مگر سناٹے مین کسی نے نہ سنا توتے نے لاکھ سر دھنا آخر مجبور ایک درخت کی ٹہنی پر بیٹھہ رہا وہ چلے گئے



سے اتنی تسکین ہوئی کہ آنکھ کھولی رات ہوگئی تھی پیرمردنے کچھ کھلا لب چشمہ سلایا جسوقت افق چرخ سے راہ
گمکردۂ مسافر مغرب یعنی آفتاب عالمتاب جلوہ افروز ہو حصۂ چہارم آسمان پر آیا شہزادہ کی آنکھ کھلی وہان آپکو
پایا جہان سے ہرن کے پیچھے گھوڑا اوٹھایا تھا سجدۂ شکر ادا کر سرگرم رہِ دوست ہوا راہ کا پتا اوس رہبر خیل
سبز پوشان سے پوچھہ لیا تھا قدم بڑھایا جاتے جاتے ایک روز آفتاب کی تمازت بدرجۂ اتم تھی پیاس کی شدت
ہوئی آب وہان گوہر نایاب تھا خضر تک اوس دشت مین لاعلاج پانی کا محتاج تھا زبان مین کانٹے پڑے
ریت کی گرمی سے تلوے جلتے تھے دو گام قدم نہ چلتے تھے لون کا شعلہ یہ سرگرم آزار جگر سوختگان تھا کہ پرندے
پتون مین منہ چھپاتے تھے کوسون دوندے نظر نہ آتے تھے دشت کورۂ آہنگران تھا ہر طرف شعلہ جوالہ دوان تہا
ریگ صحرا کیفیت دریا دکہاتی تھی پیاسون کی دوڑ دھوپ مین جان جاتی تھی صدای زاغ وزغن سے
سناٹا دھوپ کا تڑاقا دشت کا پتھر تپنے سے انگارا تھا جانور ہر ایک پیاس کا مارا تھا وہ تابش شمس جس سے ہرن کا لاہو
مذکور سے زبان مین چھالا ہو بادسموم سے وحشیون کے منہ پر سیہ تاب تہا لون سے گاوزمین کا جگر کباب تہا
سیپیون نے گرمی کے مارے لب کھولے تھے حباب دریا کی چھاتی مین پھپولے تھے ہر ذی حیات حرارت سے بیتاب
تھا سوا نیزہ پر آفتاب تھا مچھلیان پانی مین بہنتی تھین جل جلکر کنارے پر سر دھنتی تھین سرطان فلک جلتا تھا
کیکڑا لب دریا اوبلتا تھا ایسے موسم کے سفر مین مفر کیونکر ہو مسافر خواب مین بڑاتے چاہ بہر پانی دو درخت خشک
سوکھے پتے کھڑکھڑاتے تھے جانور پر کھولے پھڑپھڑاتے تھے چارپائے ایک سمت ہانپتے تھے گرمی کے خوف سے
کانپتے تھے یہ حرارت مستولی تھی کہ دوستونکی گرمی سے جی جلتا تھا مسافر وہم پاے گمان سے راہ نہ چلتا تھا
خورشید حشر کیطرح آفتاب تابان تھا صحراے قیامت وہ بیابان تھا اسی حال خراب مین شہزادہ سرگشتہ دل برشتہ
حیران پریشان ایک طرف درخت گنجان سایہ دار دیکھکر آیا وہان حوض مصفا پانی سے لبلب بہرا پایا پانی دیکھہ کے
جان رفتہ تن مین آئی آنکھونسے لہر دن نے ٹھنڈک پائی گھوڑے سے اوترا پانی پینے کو جھکا چرخ کہن نے نیرنگی
نئی دکہائی وہی معشوقہ مرغوبہ مطلوبہ جسکے سیل تلاش مین غریق محیط الم گرفتار لطمۂ غم مثل پرکاہ بہا بہا پہرتا تھا

حوض مین نظر آئی آنکھہ چار ہوتے ہی وہ بولی ای آشناء بحر محبت وای غواص چشمۂ الفت دیر سے تیری منتظر
تھی للہ الحمد تو جلد پونہچا تامل نکر کود پڑا انہین تو وہ آنکھہ بند کرنے کا نقشہ ہر پل مد نظر تہا بے تامل نہنگ آفت کے
منہ مین کود پڑا از بسکہ زیست سے سیراب ہو یہ کہتا شعر کودا کوئی یون گھر مین ترے دہم سے نہو گا ٭ جو کام ہوا ہم سے وہ رستم
سے نہو گا ٭ کودتے ہی سر تلے ٹانگین اوپر غلطان پیچان تحت الثری کو چلا گھڑی بھر مین تہ کو پانون لگا آنکھہ کہولے
نہ حوض نظر آیا نہ اوس درشہوار کو پایا مگر صحرای لق ودق جسے دیکھکے رستم اور اسفندیار کا رنگ فق ہو دیکھا اوسوقت
سمجھا دوسرے زک اوٹھانے تو تے کی بات آگے آئی مصرع وای بر ما و گرفتاری ما ٭ یہ کہکے آگے چلا دور سے
چار دیواری معلوم ہوئی جب قریب آیا باغ اور عمارت مفصل دیکھی در باغ بسان آغوش مشتاق وا سر دسفر
ہوا یہ تو گرمی کا مارا وطن آوارا تہا بے تکلف اندر قدم رکھا باغ مین آیا قطعۂ دلچسپ پہولا پہلا پایا تختہ بندی
معقول پیڑ خوش قطع خوبصورت پہول روشین صاف نہرین شفاف چشمے ہر سمت جاری نئی طیاری قرینہ خوب
جانوران نغمہ سرا برگ و بار و گل سے بالکل باغ بہرا باغبانیان پری وش ہر روش پر بروش دلبری خرامان
شاخون پر بلبلین غزلخوان بیچ مین بارہ دری عالیشان سب تکلف کا سامان اوسکے متصل چبوترہ سنگ مرمر کا
بادلے کا سائبان کہچا مسند مغرق بچھی ایک عورت خوبصورت عجب آن بان سے اوسپر بیٹھی خواصین دست بستہ
گرد و پیش وہ مغرور بحسن و جمال خویش شہزادہ کو دیکھکر ایک خواص پکاری ایصاحب تم کون ہو جان نہ پہچان بیدہڑک
پرائے مکان مین چلے آئے یہ تو زیست سے بیزار مرگ کا طلبگار تہا اوسے جواب نہ دیا بے تامل مسند پر برابر جا بیٹھا
یہ شعر پڑھتا استاد بہڑ بیٹھے ہو دو زانو وضع مودب اوس سے ٭ وضعی جو تہا تو ہم کو داب ادب نہ آیا ٭



شاہزادہ کا عورت خوبصورت کے ہمراہ باغ میں بیٹھنا

وہ تو فریفتۂ قدیم تھی ہنسکے چپ ہو رہی پوچھا آپ کہان سے تشریف لائے ہین شہزادہ متحیر باغ کو دیکھہ رہا تہا جو
پیڑ تہا پردار جانور کی صورت پہول کہلے پہل تیار آپس مین سرگرم گفتار جس میوے پر رغبت ہو اوس درخت کا
جانور سامنے آ رقص کرے پہل بے ہاتہہ لگائے منہ کے پاس آ گئے جتنا اوسے کہاؤ ثابت پاؤ جب طبیعت سیر ہو
اوسے درخت مین دیکھہ لو یہ حرکتین اوسکی خواصین شہزادہ کے دکہانے کو در پردہ ڈرانے کو کرتی تہین اس
قرینے سے جان عالم کو یقین ہوا کہ یہ سب جادو کا ڈہکوسلا ہی پیر مرد سچ فرماتا تھا افسوس بُرے پہنسے یہ تو
ان خیالو مین تہا اوسنے مکرر پوچہا شہزادہ نے جواب دیا کہ ہمارا آنا جانا تم ہی خوب جانتی ہو اجنبی ہین
مگر تم پہچانتی ہو وہ مسکرائی خواصون سے کہا آپ مہمان ہین مروت شرط ہی اونہون نے کچہ اشارہ کیا کشتیان
شراب کی قابین گزک کو کباب کی مع جام و صراحی خود بخود آئین اور مینا سے بزبان منبہ وہان قصان یہ
بولی حافظ اگر شراب خوری جرعۂ فشان برخاک * ازان گناہ کہ نفعی رسد بغیر چہ باک * پہر دفعتہً جام لبریز
بریز بریز کہتا خندہ زنان جان عالم کے قریب آکے بولا حافظ بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند * چنان
نماند و چنین نیز ہم نخواہد ماند * شہزادہ نے انکار مین مصلحت نہ دیکھی ڈرا کہ اگر عذر کرون اور اسیطرح یہ شراب
بے قصد حلق مین اوترے تو کیا لطف رہے مگر صاحب خانہ سے آنکھہ ملا بصد حسرت یہ شعر پڑہا لا اعلم یار سے
ہی لطف مے کا آہ یہ ہووہ نہو * یہ کوئی صحبت ہی ساقی واہ یہ ہووہ نہو * پہر اوس جام کو ناکام ہاتہہ مین
لیکے لہو کے سے گہونٹ گلا گہونٹ گہونٹ پیے وہ دورہ بے سرانجام پر آلام گردش مین آیا جب دو چار ساغر
متواتر جادوگرنی نے پیے کاسۂ دماغ سے عقل دور ہو ولولۂ مستی سے معمور ہو چہیڑ چہاڑ کرنے لگی شاہزادہ اوسکا
اختلاط کج بحثی سے بدتر جانتا تہا مجبور گردش گردون دون دیکہکر کچہ ہان ہون کر دیتا اور سچ ہی جسے جی پیار
کرتا ہو اوسکی گالی بدمزہ چی کے بوس و کنار سے زیادہ مزہ دیتی ہی اسی صحبت مین آدہی رات گذری خاصہ طلب کیا
دو چار نوالے جان عالم نے بجبر پانی کے سہارے سے اُگل اُگل حلق کے نیچے اوتارے اوس مرہکی نے قرار واقعی
ہتہے مارے کہانا زہر مار کر شہزادہ کا ہاتہہ پکڑ بارہ دری مین لیگئی جواہر نگار مسہری پر بٹہایا ایک توشہ اوسکا

نشا، دوسرے عالم تنہائی بیٹھتے ہی شرم وحیا کا پردہ اوٹھا لپٹ گئی وہ سر کا پھر تو خفیف ہوکے بولی تونے سنا ہوگا
شہپال جادو شہنشاہ ساحران جہان فخر سامری و جی پال کا نام مین اوسکی بیٹی ہون تمام باغ بلکہ نواح اسکا سب
سحر کا بنا ہی برسون سے تیری فریفتہ و شیدا ہون تمنائے وصال خراب حال جیتی تھی کوفت کے سوا کچہ کہاتی نہ پیتی تھی آج لات منات
کی مدد سے تو میرے اختیار مین آیا دلکا مطلب بھر پایا جس چیز کا شائق و طلبگار ہو جو شی تجھے درکار ہو بجز ملاقات انجمن آرا
جہان کا سامان مہیا ہی بشرط اطاعت و اظہار محبت وگرنہ خدا جانے تیرا آل کار کیا ہو اوبے مروت



جانعالم کا جادوگرنی کے ساتھہ شرب شراب مین مشغول ہونا

جان عالم پہلے ڈرا پھر جی مضبوط کرکے بولا یہ سب سچ ہی جو تونے کہا مگر تیری تقریر سے ثابت ہوتا ہی کہ تو رہ و رسم
محبت سے آشنا ہی نوش وصل نیش فصل کا مزہ چکھا ہی انصاف کر جسکے واسطے خانمان آوارہ غربت کا مارا گرد ان
ہوا ہون تو اوسیکی نام کی دشمن ہین تیری دوستی پر کیونکر اعتماد کرون دنیا مین تین طرح کے دشمن ہوتے ہین ایک تو
وہ جو صریح اپنا عدو ہو دوسرا دشمن کا دوست تیسرا دوست کا دشمن یہ سب سے برا ہی اوس سے کنارہ اچھا ہی یا یہی شرط
محبت ہی کہ ایک شخص کا نام خراب کرکے جہان آسایش ملے وہان بیٹھہ رہے فکر سلطنت جستجوی دولت مین صحرا بصحرا
نہین ہوا ہون جو تیرے جاہ و ثروت پر اکتفا کرون تجھے معلوم ہوگا اللہ کی عنایت سے گھر کی حکومت چین کرنیکو
کافی تھی مگر میرا تو یہ حال ہی میر تقی اک مدت پای چنار رہے اک مدت گلخن تابی کی ٭ برسون ہوئے ہین گھر سے
نکلے عشق نے خانہ خرابی کی ٭ یہ سنکے وہ کھسیانی کتیاسی جھنجھلائی کہا قدرت سحر میری سن لے مغرب و مشرق
کا فاصلہ گردش چشم ہی زرنگار جانا کیا پشم ہی آدھر پلک جھپکائی اتنے عرصے مین زرنگار گئی اور آئی خیر اگر میرے
ہم صحبتی کر یہ جانتا ہی تیری امید بھی قطع کردیتی ہون ابھی انجمن آرا کو لا تیرے روبرو جلا اپنا دل ٹھنڈا کرتی ہون

جان عالم بدحواس ہوا کہ رنڈی کے غصے سے ڈرا چاہیے سخت غضب مین گرفتار ہوئے انکار مین قتل معشوق
مدنظر اور اقرار کرنے مین اپنی جان کا ضرر دونون طرح مشکل ہی حیران ہو مآل کار سوچنے لگا منہ نوچنے لگا دافعے
یہ مقدمہ بہت پیچدار ہی جسپر گذرا ہو وہ جانے دلکا حال یہ ہوتا ہی جدھر آیا آیا جس سے پھرا پھرا اور یہ کیا عذاب
عظیم ہی فراق محبوب وصال نامرغوب آخر کار شہزادہ کو بجز اطاعت مصلحت نہ بن پڑی دلکو تسلی دے کہا اگر
اس سے موافقت کروگے انجمن آرا کی اور اپنی زندگی ہوگی خالق رحمۃ للعالمین جامع المتفرقین ہی کوئی صورت
نکل آئیگی کہ اس بلا سے رہائی در دلدار تک رسائی ہو جائیگی الاحیلہ شرط ہی یہ خیال کر ساحرہ سے کہا ظالم ہم
تیرا ہی دیکھتے تھے ہمنے سنا تہا عاشق معشوقون کے ناز بردار ہوتے ہین مگر یہ جھوٹ تھا دھمکاتے ہین ڈراتے
ہین عاشقی مین حکومت کسی نے کانون سے نہ سنی ہوگی ہمنے آنکھون سے دیکھی تو یہ نہ سمجھی ایسا کون احمق
ہوگا جو تجسا معشوق عاشق خصال اور یہ سلطنت لازوال چھوڑ کے امر نادیدہ کی جستجو کرے امید موہوم پر جنگل
جنگل ڈھونڈھتا پھرے یہ فقط اختلاط تہا یہ کہکے گردنمین ہاتھ ڈال دیا بات کو ٹال دیا وہ قحبہ تو ازار کھولے میٹھی
تھی لپٹ گئی ناچار باخاطر فگار پہلے توٹا لاکیا پھر اوس تیرہ بخت کا منہ کالا کیا پھر ہاتھ منہ دھوا اوسکے ساتھ سورہا
وہ چڑمرانی بدمست لیٹتے ہی جہنم واصل ہوئی دلکی تمنا حاصل ہوئی یہان نیند کہان جی سینے مین بیقرار پہلو مین
وہ خار ہردم آہ سرد دل پر درد سے بلند چشمہ چشم جاری فریاد و زاری دو چند جگر مین سوز فراق نہان لب سے
دود پنہان عیان سینہ مجمر دل و جگر سپند یہ رباعی برزبان لا اعلم کیسکی شب وصل سوتے کٹی ہی * کیسکی شب ہجر
روتے کٹی ہی * ہماری یہ شب کیسی شب ہی الٰہی * نہ سوتے کٹی ہی نہ روتے کٹی ہی * مگر جب وہ کروٹ لیتی
اسکی جان خوف سے نکلتی دم بخود ہو جاتا جھوٹ موٹ سو جاتا اسی حال سے بہزار خرابی و مشاہدہ بینائی جان عالم
گریبان سحر چاک ہوا رات کا قصہ پاک ہوا جادوگرنی اوٹھے شہزادہ کو حمام مین لے گئی وہان اور عجائبات
سحر دکھائے نہاکے دونون باہر آئے خاصہ چنا ناچ دیکھا گانا سنا بعد فراغ صحبت و جلسہ طعام اوسنے
یہ کلام کیا کہ میرا معمول ہی اسوقت سے تا شام علی الدوام شہپال کے دربار مین حاضر رہتی ہون تیرے

اجازت ہو تو جاؤن دربار کا رنگ دیکھ آؤن جان عالم نے دل مین کہا الحمد للہ جو دم تیری صورت پر کدورت
نہ دیکھے غنیمت ہے مگر ظاہر مین زمانہ سازی سے کہا فرقت تمہاری گوارا نہین روکنے کا یارا نہین جلد آنا
ساحرہ اس کلمے سے بہت خوش ہو چل نکلی اوسکے جانے سے باغ سنسان ویران وحشت انگیز ہو کا مکان ہوا
تنہا شاہزادہ با خیال دلبر پھر تو بے تکلف ہو جی کہولکے میر غم دلکو زبان پر لایا* آفت تازہ جان پر لایا*
کہا ہمسا بھی بدنصیب و دراز جیب دوسرا نہو گا جسکا یار نہ مددگار جس سے دل کا درد کہیے تا تسکین ہو صحبت
اونکی ملی ہی جنہین دیکھ چپ رہیے کہ عشق اور کا نہ اونکے ذہن نشین ہو ایک جانور جو رہبر تہا یون اوڑا
وزیرزادہ جو لڑکپن سے جان نثار اور یاور تہا دو دن چہٹا ہوس سوائے اندوہ و یاس و حرمان ہوا نہ حاصل
جہان سے ہمکو* اوٹہائین کاندھے پہ بار ہستی سفر ہی بہتر یہان سے ہمکو* نہ رفیق ہی نہ شفیق حیران و پریشان
بے سر و سامان ہون خیال دوست ہی اور مین نیم جان ہون شعر بہیجدیتا ہی خیال اپنا عوض اپنے مدام*
اسقدر یار کو غم ہی مری تنہائی کا* اسی سوچ مین چھ گھڑی دن باقی رہا جادوگرنی چمکی چمکائی آئی جان عالم کو
اوسکی صورت دیکھ کے رونا آیا لیکن ڈر کے مارے جو ہنسنے لگا نالہ گلے مین پہنسنے لگا پہر وہی اکل و شرب کا چرچا
مچا جب نصف شب آئی لہو و لعب سے فرصت ملی وہ تو سو رہی انکو بیداری اختر شماری نصیب ہوئی فرد شاہد ہیجو
تو اہی شب ہجر* جہپکی نہین آنکھ مصحفی کی* اسی انداز سے دو مہینے گذرے جان عالم کا روز کی کوفت سے یہ عالم ہوا
کہ سوکھ کے کانٹا ہو گیا بدن ڈہانچا ہو گیا استاد ہون کاہ سے کاہیدہ بس زار اسے کہتے ہین* عیسیٰ سے نہو اچھا
بیمار اسے کہتے ہین* بن ہاتھ لگے دس کے جا سے نہین ہلتا مین* لاغر اسے کہتے ہین تیار اسے کہتے ہین* تصویر مرقع
ہون سکتے کا سا عالم ہی* جنبش ہی نہین نقش دیوار اسے کہتے ہین* قضارا ایک روز وقت رخصت ساحرہ بولی جان عالم
تیری تنہائی کا اکثر خیال بلکہ مجھے ملال رہتا ہی تو اکیلا تمام دن گہبراتا ہو گا باغ خالی کاٹے کہاتا ہو گا مجبور ہون کوئی
تیرے دل بہلانے کی گون نہین جسے چھوڑ جاؤن یہ زنڈیان بے سلیقہ ہین انکو کہانتک آدمیت سکہاؤن ہنوز نہین نشست
برخاست کا قرینہ نہین آیا انسے تو اور برخاستہ خاطر ہو گا شہزادہ نے کہا ہم کیا گہبرائینگے دل بہلانے والا کہانسے لائینگے تنہا

پیدا ہوئے تمام عمر اکیلے رہے ہماری قسمت مین دوسرا لکھا نہین ہم صحبت ہمارا خدا نے خلق کیا نہین لیکن یہ اندیشہ
ہمیشہ رہتا ہی کوئی ہمین مار ڈالے تو دن بہر مفت مٹی خراب رہے تم سے کون جا کر کہے ہنسی کی جا ہی رونے والا پیدا
ہی وہ بولی یہ مکان طلسم ہی باد مخالف کا گذر محال ہی تیرا کدہر خیال ہی شہزادہ نے کہا اگر کوئی جادوگر یہ قصد
کرے آوے کون روکے فریفتہ بشدت تھی نبد ہوئی وہم یہ ہوا کہ میرے بعد کوئی جادوگرنی آئے اور اسپر عاشق ہوجائے
مار ڈالنا کیسا یہان سے اوڑائے تو تو کہان پائے سب محنت برباد جائے فرط محبت نشا الفت مین انجام کار نسوچے
بے تامل نقش سلیمانی جو بزرگونکی امانت اور نشانی تھی صندوق سے نکال اسکے بازو پر باندہا کہا اب نہ تاثیر سحر نہ دیو
کا گذر نہ پری کا ضرر ہوگا دل کا کہٹکا مٹا مزے اوڑایہ کہکے وہ تو بدستور چلی گئی جان عالم کے سر پر خرابی آئی وہی بلبلا
شور مچانا باغ کو سر پر اوٹہانا اور گاہ انجمن آرا کے تصور سے یہ کہنا مؤلف لکھا ہوا ہی قسمت کا تھا سو جان ملا *
کہ میری خاک مین محنت دے آسمان ملا * ہزار صدمے یہ دل نے ہمارے اُف بھی نکی * جو اک رفیق ملا وہ بھی بیزبان
ملا * نہ ہمنے چین بزیر فلک کبھی پایا * عنایت ازلی سے عجب مکان ملا * تری تلاش مین در در بھٹکتے پھرتے ہین *
ملا نہ تو ہی تو جوتی سے گو جہان ملا * نکہ تو پیر فلک پر کہیگی ساری خلق * کہ خاک مین ترے جورونسے کیا جوان ملا *
بہت جہان کی کی سیر ای سرور حزین * یہ پنجرا ان نہ ہمین کوئی بوستان ملا * ایکدن عالم تنہائی مین جان عالم کو
یہ خیال آیا اس نقش کی تعریف اوسنے بہت کی تھی کہولو تو شاید عقدۂ کار بستہ کہلے یہ سوچکے اوسے کہولا اوسکا یہ نقشہ
تہا بست در بست کا نقش ہر خانے مین اسماء الٓہی مع ترکیب و تاثیر تحریر تھی دیکھتے دیکھتے خانۂ مطلب مین نظر پڑی
لکھا تھا کہ کوئی شخص اگر کسی ساحر کی قید مین ہو یہ اسم پڑھے نجات پائے یا مکان طلسم مین پہنسا ہوا سے پڑھتا
جدہر چاہے چلا جائے اور جو کوئی سحر کرتا ہوا اوسپر دم کر پہونک دے اوسی دم اسکی برکت ساحر کو پہونک دے
یہ سانحہ اوسمین دیکھکے قریب تہا شاہزادہ شادی مرگ ہو جلد جلد وہ سب اسم یاد کر نقش بازو پر باندھا اس
عرصے مین جادوگرنی موجود ہوئی جان عالم کے تیور برے دیکھے پوچھا مزاج آج کیسا ہی وہ بولا الحمد للہ بہت
اچھا ہی دیر سے تیرا منتظر تھا لے تجھے شیطان علیہ اللعن کو سونپا ہمارا اللہ نگہبان ہی یہ سنتے ہی روح قالب سے نکل گئے

سمجھی پیچ پڑا جان عالم چل نکلا سحر سے روکنے لگی تاثیر نکلی سر پیٹ کر کہا سعدی کس نیاموخت علم تیر از
من * کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد * یہ کہکے ناریل زمین پر مارا وہ پھٹا ہزارہا اژدہا شعلہ فشان پیدا ہوا شہزادے نے کچھ پڑھا
وہ سبکے سب پانی ہو گئے ہستی سے فانی ہو گئے پھر تو منت کرنے لگی پانو پر سر دہرنے لگی جادوگرنیان سمجھانے لگین
کہ یہ شرط مروت نہین جو اپنا والہ و شیدا ہوا اوسے دغا کیجیے شہزادہ نے کہا گریبان مین منہ ڈالو سوچو تو ہم بھی
کسیکے عشق مین خود رفتہ وحشی عزیزونسے جدا مصیبت کے مبتلا سر بصحرا ہوئے تھے ہمین جبر سے قید کیا ہزار طرح کا
الم مفارقت دیا یہ احسان کچھ کم ہی ہمنے طلسم درہم و برہم جو نہ کیا وہ سمجھین یہ نہ ٹھیریگا عاشقی کا کام نصیحت و پند قید
و بند سے نہین ہوتا اور جبر کا کام اگر اختیار کیا جاب آب سا ناپائدار ہی اوسکا کیا اعتبار ہی حسن سدا ناؤ کاغذ کے
بہتی نہین * اور یہ قضیہ اتفاقیہ ہی مصرع ہر روز عید نیست کہ حلوا خورد کسے حسن کبھی یون بھی ہی گردش
روزگار * کہ معشوق عاشق کے ہو اختیار * لیکن سوچو تو لاکہ طرح کا راحت و آرام ہو جہانکا چین صبح و شام
ہو جو جی نہ لگے تو کیا کرے اوستاد دولت کونین حاصل ہو تو اوسے ٹھیے لات مار * پھر نہین لگتا ہی جی جس جا سے ہو
جسکا اُچاٹ * الغرض وہ سر پیٹتی رہین جان عالم نے برکت اسمائے الٰہی اوس طلسم سے رہائی پائی اپنی راہ لی
چند روز مین پھر اوس حوض پر وارد ہوا دیکھا اسپ وفادار پتھر سے سر مار مار مر گیا تھا اوسکی لاش دیکھکے دل پاش پاش
ہوا خوب رویا اب اور رنج پیادہ پائی کا قدمبوس ہوا پانون اوٹھانا کالے کوس ہوا سبحان اللہ کہان وہ شہزادہ
پروردۂ نعم و ناز کہان یہ پیادہ پائی کا سفر دور و دراز ہر قدم خار ہر گام آزار مگر تصور یار پیش نظر ہر قطرۂ اشک مین
سو سو لخت جگر آہ و نالہ در دہان یہ شعر ہر ساعت بر زبان ناسخ مانع صحرا نوردی پانون کی ایذا نہین * دل
دکہا دیتا ہی لیکن ٹوٹ جانا خار کا * کیون نہ کہٹکون آسمان کو رات دن مین ناتوان * آبلے کی شکل اوسمین مجہ مین عالم
خار کا * رنگ رو فق دلمین قلق سینہ فگار پا آبلہ دار چھاتی غم دوری سے شق کبھی حکایت شکایت بیزگاہ نالۂ
قیامت خیز اور یہ غزل مؤلف کی درد آمیز پڑھتا چلا جاتا تھا مؤلف توڑ کر خم اور ٹپک کر آج پیمانے کو ہم * سوے مسجد جاتے
ہین زاہد کے بہکانے کو ہم * شمع رو محفل مین کب دین بار پروانے کو ہم * ایک کیڑے سے بھی کیا کچھ کم ہین جلجانے کو ہم

خواب سا کرتے ہین ہم ایام عشرت کو قیاس * دہیان مین لاتے ہین جبدم گذرے افسانے کو ہم * کل تلک تہا جس
مکان پر شمع رویونکا ہجوم * چہانتے ہین اب وہان پر خاک پروانے کو ہم * اشک گلگون کے نشان چہٹ
کچہ پتا ملتا نہین * جب خزان مین ڈہونڈہتے ہین اپنے کاشانے کو ہم * جرم کچہ صیاد کا اپنی اسیری مین نہین *
روتے ہین کنج قفس مین آب ودانے کو ہم * رشک زلف یار ہے عقدے ہین میرے ای سرور * اور اولجہ اوٹہتے
ہین بیٹہین جبکہ سلجہانے کو ہم * چشم تر رنگ زرد آہ سرد دلمین درد پانون کہین رکھتا آبلہ پائی سے کہین اوڑتا جاتا
نہ راہ مین بستی نہ گانون نہ میل نہ سنگ نشان راہ کا سر نہ پانون دل صفا منزل مین عزم درد لدار آبلونکو نیش
خار سخت بدحواسی تھی کانٹون کی زبان تلوون کے خون کے پیاسے تھے نہ کوچ کی طاقت نہ یارا مقام گہبرا کے
وہ ناکام یہ کہتا مولف بدل دے اور دل اس دل کے بدلے * الٰہی تو تو رب العالمین ہی * اور اسپر نقد
جان دیکر بدل لیتا سرور * گر دل پر بخ چڑہ جاتا کسیکا دہیان مین * اور جب ولولۂ شوق سے جوش جنون ہوتا
آنکہونسے موج زن دریای خون ہوتا تو یہ غزل مولف کی پڑہتا مولف قرار پاتی نہین جان زار بن تیرے * ستارہا ہے
دل بیقرار بن تیرے * گہمنڈ تہا مجہے جن جن کا سب وہ بہاگ گئے * حواس و ہوش و شکیب و قرار بن تیرے
سرور کشتۂ محبوب خاک شرح کرے * بسر جو کرتا ہے لیل و نہار بن تیرے * خلاصہ کار یہ کہ اسی حال
خراب اور دل بے تاب سے ہر روز سرگرم منزل تھا دیدۂ دیدار طلب سے روان خونابۂ دل تھا

رہا ہونا اوس گرفتار دام سحر کا جادوگرنیکے جال سے اور ملاقات ہونی ملکہ مہر نگار سے حسب رضا حسن و جمال ملکہ کی طبیعت کا لگاؤ تازہ شمشیر الفت کا گہاؤ باہم چہیڑ چہاڑ بناؤ کا بگاڑ پہر ملکہ کے باپ سے ملنا لوح لیکے چل نکلنا

عشق ہی تازہ کار تازہ خیال * ہر جگہ اسکی اک نئی ہی چال * کہین آنسو کی یہ سرایت ہی * کہین یہ خونچکان
حکایت ہی * گہ نمک اسکو داغ کا پایا * گہ پتنگا چراغ کا پایا * کہین طالب ہوا کہین مطلوب * اسکی باتین غرض
ہین دونون خوب * یہانسے دشت نوردان وادی سخن جگر افگار و غربت زدگان پر محن و سینہ ریش یا پای

زخمدار و دل خار خار بیان کرتے ہین کہ وہ مسافر صحرای اندوہ و حرمان عازم سمت جانان بے توشہ و زاد راہ
ہر روز با دل پر سوز گراہ گراہ بادیہ گردی کرتا جیتا مرتا ایک روز نواح دلکشا و صحرای فرح افزا مین گذرا دیکہا کہ
باغبان قدرت نے صفحۂ دشت گلہای گوناگون مختلف بوقلمون رنگ سے بہشت ہشتم رشک صحن چمن بنایا ہی
اور بوٹا بوٹا پتا پتا گہانس کا بہ از گل باغ ارم خجلت دہ نسرین و نسترن کر دکہایا ہی گرد جدول آب وان چشمہ ہر ایک چشمہ
حیوان اور لکہا ہی ابر نے چہڑکاؤ سے عجب رنگ جمایا ہی نسیم بہار اور درخت گلدار سے میدان رشک ختن و تاتار ہی
نہ کہین گرد ہی نہ غبار ہی درختون پر فیض ہوا اور ترشح سے سرسبزی اور چمک کا جوبن ہی گلہای خودرو سے جنگل
نمونہ گلشن ہی یہ تو مدتون کا مسافت دیدہ مسافرت گزیدہ تہا وہ زمین خجستہ آئین بہت پسند آئی دل مین آیا
آج کی شب اسی جا سحر کیجیے قدرت حق مدنظر کیجیے ایک سمت زمین ہموار درخت گنجان چشمہای آب وان دیکہکے
جا بیٹہا جنگل کی کیفیت جی بیکل کرنیوالی جانورونکی چہلبل اُچہل کود کے دیکہا بہالی خوش فعلی کی سیر کُلیل مین وحش
و طیر بو باس ہر برگ و گل کی دہوم دہام طائرونکے غل کی بوٹے بوٹے کی نشو و نما سرد سرد ہوا کوسون تک پہاڑ کے
ڈانگ او سیر عجائب غرائب نقاش ازل کے سانگ ایک سمت ابر سیاہ گہرا سرخ و سفید اودی ساون بہادون کے
گہٹا چرخ کہن نئے نئے رنگ بدلتا کبہی بجلی چمک جاتی آنکہہ جہپک جاتی رعد زور شور سے مینہ اور ونکو یہ سنا رہا
میر سوز کے فرشتون کی راہ ابر نے بند * جو گنہ کیجیے ثواب ہی آج * ندیان نالے چڑہے دریا بڑہے جہیلین تال
لبریز ڈبرے موج خیز پپیہے کا مستون سے مخاطب ہونا پی پی کہکے آپی جان کہونا کوئل کی کوکوا اور تو تو سے
کلیجہ منہ کو آتا تہا مور کا شور برق کی چمک رعد کی کڑک ہوا کا زور زور رنگ دکہاتا تہا شام کا وقت غروب آفتاب
کا عالم جانورونکا درختون پر بیٹہنا باہم زمین پر فرش زمردین یکسر بچہا جہانتک نظر جاتی وہان لہرین لے رہا آسمان
مین زنگار رنگ کی شفق پہولی شام اودہ کی سیر بہولی ایک سمت قوس قزح جسے دہنک کہتے ہین بصد جلوہ و
شان فلک پر نمایان سرخ سبز زرد دہانی لکیرین عیان بلبل کے پیچہے درخت سرسبز لہلہے کوسون تک سبزہ زار
پہولون کی بہار کہین ہرن چرتے کہین پرند سیر کرتے کسی جا طاؤسان طناز سرگرم رقص ناز لب ہر چشمۂ آب

مرغ آبی و زخاب کبھی نمود ہونا ماہ کا چکور کا دوڑنا بہرنا آہ کا دونون وقت ملتے اس دید کی خراش سے
دل پاش پاش زخم جگر چھلتے یہ سیر جو ہجر جانان مین نظر سے گذر جائے کیونکر دل ٹکڑے ٹکڑے نہو چھانہ بہرآئے
استاد کا راخگر گرتی ہی ہر بوند تن پر یار بن * کیا عجب گر ہون ہرے داغ جگر برسات مین * قاعدہ ہی جب
آدمی کو سامان عیش و نشاط اسطرح کی سیر فرحت و انبساط میسر ہوتی ہی جسے جی پیار کرتا ہی وہ یاد آتا ہی شہزادہ
نے مدت کے بعد یہ فرحت و فضا جو دشت مین پائی یار کے یاد آئی آنکہین بند کر کے کہا شعر مین وہ نہین جو کرون سیر
بوستان تنہا * بہشت ہو تو نہ منہ کیجے باغبان تنہا * اس سوچ مین بیٹھا تھا ایک طرف سے سواریکا سامان نظر آیا ادب
اور ملاخطہ کا غل تفاوت اور قرینے نگاہ روبرو کا شور بلند پایا غور جو کیا رنڈیونکا غول سامنے آیا یہ گھبرایا کہ دہوکا پاچکا تہا
جنگل مین غوطہ کہا چکا تہا سنبھل بیٹھا اور اسمار و سحر پڑھنے لگا بموجب مثل دودہ کا جلا چھاچہ پہونک پہونک پیتاہے
جب وہ آگے بڑہین غور سے دیکہا چار پانچ سے عورت پریزاد حور وش غیرت سرو خجلت دہ شمشاد زرین کمر
نازک تن سیمبر چست و چالاک کمسن الڑہ پنے کے دن او چہلتی کودتی مردانہ وار پیادہ اور جواہر نگار ہوادار پر
ایک آفتاب محشر سوار گرد پریون کی قطار تاج مرصع کج سر پر لباس شاہانہ پر تکلف در بر نیمچۂ سلیمانی اوس
بلقیس وش کے ہاتہہ مین سیماب وشی بات بات مین صید کرنیکی گھات مین آور بندوق چقماقی خاص لندن
کے طائر خیال گرانے والے برابر رکھے شکار کہیلتے سیر کرتے چلی آتی ہے حسن خداداد بے مثال کاہش بدر
غیرت ہلال عجب سن و سال میر حسن برس پندرہ یا کہ سولہ کاسن * جوانی کی راتین مرادون کے دن *



ملکہ مہرنگار کا سیر کو آنا اور شاہزادہ جان عالم کا فریفتہ ہونا

طالع بیدار یاور اقبال دمساز غمزہ و عشوہ جلو مین انداز و ادا ردو مین آفت جان عاشق سرمایہ ناز جان عالم نے
باآواز بلند کہا میر تقی کیا تن نازک ہی جان کو بھی حسد جس تن پہ ہی * کیا بدن کا رنگ ہی تہ جسکے پیراہن پہ ہی *
یہ صدا جو اہتمام سواری آگے آگے کرتی تہین اونکے کان مین پڑی اور نگاہ جمال جان عالم لڑی دفعۃً سبکے سب لڑکہڑا کر
ٹہٹک گئین کچہ سکتے کے عالم مین سہم کر جہجک گئین کچہ بولین ان درختونسے چاندنی کہیت کیا ہی کوئی بولی نہین رے
سورج چہپتا ہی کسی نے کہا غور سے دیکہہ ماہ ہی ایک جہانک کے بولی بالسہی مگر چودھوین کا چاند ہی دوسرے نے کہا اسکے
روبرو وہ بھی ماند ہی ایک نے غمزہ سے کہا چاند نہین تو تارا ہی دوسرے چٹکی لیکے بولی وچہال چہکا نور بڑی خام پارا ہے
ایک بولی سرو ہی یا چمن حسن کا شمشاد ہی دوسری نے کہا تیری جان کی قسم پرستان کا پریزاد ہی کوئی بولی غضب کا
دلدار ہی کسی نے کہا دیوانیو چپ ہو خدا جانے کیا اسرار ہی ایک نے کہا چلو نزدیک سے آنکہہ سینک کے دل ٹہنڈا
کرین کوئی کہلاڑن کہا اوٹہی دور رہو ایسا نہو اسی حسرت مین تمام عمر جل جل مرین ایک نے خوب جہانک تاک کے
کہا خدا جانے تم سبکے دیدونمین چربی کہان کی چہا گئی ہی کیا ہوا ہی یہ تو بہلا چنگا ہٹا کٹا مرد وا ہی سواری جو رکے
ملکہ نے پوچہا یہ کیا سبنے ڈرتے ڈرتے دست بستہ عرض کی قربان جائین جان کے امان پائین تو زبان پر لائین
ہمیشہ سواری حضور کی اس راہ سے جاتی ہی مگر آج خلاف معمول ان درختون سے ایک شکل دلچسپ ایسی نظر آتی ہے
کہ فردوس نا یوسف کو حسینان جہان بہی دیکہے * ایسا بیمثل طرحدار نہ دیکہا نہ سنا * ملکہ متعجب ہو کے پوچہنے لگی کہان
ایک نے عرض کی وہ حضور کے سامنے جیسے ملکہ کی نگاہ چہرۂ بے نظیر صورت دلپذیر جان عالم پر پڑی دیکہا ایک
جوان رشک مہ پیر کنعان رعنا سرو قامت سہی بالا بحر حسن و خوبی کا دُر یکتا کاسۂ سر سے فرشاہی نمایان بادہ حسن
دلفریب سے معمور ہی دماغ کشورستانی ہی اوٹہتی جوانی ہی نشاء شباب سے چلنا چور ہی خم ابرو محراب حسینان
سجدہ گاہ پردہ نشینان چشم غزالی سرمہ آگین ہی آہوی رم خوردہ دیدۂ کشور چین ہی چتون سے رمیدگی پیدا ہی
مست مۓ محبت ہی اسپر چوکنا ہی دیدے کی سفیدی اور سیاہی لیل و نہار کو آنکہہ دکہاتی ہی سواد چشم پہ جو رسوائے
دل صدقے کیا چاہتی حلقۂ چشم مین کتنے ہموار مردم دیدہ دہرے ہین صانع قدرت نے موتی کوٹ کوٹ کے

بھرے ہین قرنفلی اوس کمان ابرو کے دلمین دو سار ہونے کو لیس ہی رشک لیلی یہ غیرت قیس ہی ناوک نگاہ سے سپر چرخ تک پناہ نہین دلدوزی بیگناہونکی اسکے ملت مین صواب ہی گناہ نہین لوح پیشانی تختہ سیمین یا مطلع نور ہی یا طباشیر صبح یا شمع طور ہی کاکل مشکین سے زلف سنبل کو پریشانی ہی بو باس سے ختن والونکے ہوش خطا ہوتے ہین حیرانی ہی عنبرین مویون کو زندگی وبال ہی بال بال پرپیچ وخمدار ہی روے تابان لبان چشمۂ حیوان ظلمت سے نمودار ہی ہما اپنے پروبال سے اس صاحب اقبال کا مگس ران ہی رخ تابندہ کی چمک سے نیر اعظم لرزان ہی لب گلبرگ تر پر سبزے کی نمود ہی یا دہوان دہا ر شتاقون کے دل کا دود ہی نظر جھپکتے ہی تجلی قدرت رب ودود ہی ہر حلقۂ گیسوی معنبر کا کمند گرہ گیر ہی مگر بالون کے اولجھنے سے کھلتا ہی کہ کسیکی زلف پیچان کا خود بھی اسیر ہی خندۂ دندان نما سے ہونٹ لعل بدخشان کا رنگ مٹاتا ہی دانتون کے چمک سے گوہر غلطان بے آب ہو کر لوٹا جاتا ہی معشوقون کا اونپر دانت ہی دل وجان وارتے ہین جو نظر سے پنہان ہون ڈاڑہین مارتے ہین دم تقریر درج دہان جو کھولتا ہی سامع موتی رولتا ہی ہر کلمہ اعجاز نما ہی بیمار محبت کا مسیحا ہے دونو ہاتھہ نہال الفت کے شاخ باردار ہین دلکی دست بردے کو اور خزانۂ قارون بانٹ دینے کو سر دست طیار ہین کف دست کی لکیرین دست آویز محبت ید قدرت سے تحریر ہی سرنوشت سے یہ کھلتا ہی کہ سلسلۂ الفت مین کسیکے رگ وپی بستۂ زنجیر ہی مرآت سینہ مین عکس افگن کوئی صاحب جمال ہی مدنظر کسیکا خیال ہی کمر ناز جستجو پر چست باندھے ہی گو بیٹھا سست ہی چلنے کو مثل صبا آندھی ہی پانوٴن وادی تلاش مین سرگرم رفتار ہین زیر قدم دشت وکہسار ہین مگر قسمت اپنی برسر یار ہی کہ ہمارے دام مین یہ ہما اوج شہریاری ہی یہ تصور دلمین تہا کہ کارپردازان محکمۂ ناکامی حاضر ہوئے اور مشاطۂ حسن وعشق نے پیش قدمی کر متاع صبر وخرد نقد دل وجان اساس ہوش وحواس تاب وتوان ملکہ جگر فگار ارمغان رونمائی مین نذر شاہزادۂ والاتبار کیا عقل ودانش گم صمٌ بکمٌ کا نقشہ ہوا حضرت عشق کے مددہوئی سب بلا رد ہوئی شوق وصل دلمین پیدا ہوا جی شیدا ہوا دفعۃً کیا تہا کیا ہوا امیر تقی تہی نظر یا کہ جی کے آفت تھی ✤ وہ نظر ہی وداع طاقت تھی ✤ ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھہ

صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھہ ۔ دل پہ کرنے لگا طپیدن ناز ۔ رنگ چہرے سے کر گیا پرواز ۔ ملکہ تھرتھرا کر
ہوادار پر غش ہوئی خواصون نے جلد جلد گلاب اور کیوڑا بید مشک چھڑکا کوئی نادعلی پڑھنے لگی کوئی سورۂ
یوسف دم کرنے کو آگے بڑھنے لگی کسی نے بازو پر رومال کھینچکر باندھا تلوے سہلانے لگی کوئی مٹی پر عطر چھڑک کر
سنگھانے لگی کوئی بید مشک سے ہاتھہ منہ دھوتی تھی کوئی صدقے ہو ہو روتی تھی کوئی بولی جہل گنجی کا کٹورا لانا
کسی نے کہا لیشب کے تختی دہو کے پلانا کسینے کہا بلا ریب آسیب ہی کوئی بولی اوسیکے دیکھنے سے دل ناشکیب ہے کوئی
بولی یہ تو عجب چمک کا ماہ پارہ ہی اسکا دیکھنا یہ رنگ لایا گویا چاندنی نے مارا ہی کوئی سمجھی یہ شخص ہمجنس نہین قسم
جن سے ہی کوئی بولی دیوانیو یہ غشی تقاضای سن سے ہی غرض کہ دیر مین ملکہ کو افاقہ ہوا مگر دل مضطرب طپان
خواہش اوسی طرف کشان جذب عشق سے مقناطیس و آہن کا عالم کشش محبت سی کاہ و کہربا اوسی دم ہو گئے
رنگ رو طائر پریدہ صبر و ضبط دامن کشیدہ مشورہ ہوا سوار ادھر سے پھیرو ملکہ کو بیچ مین گھیرو لیکن تاب تحمل
یارای صبر ملکہ کو بالکل نرہا اوس بدحواسی مین کہا تو یہ کہا دیوانیان ہو یہ کوئی مسافر بیچارہ خانمان آوارہ
غربت کا مارا تھک کر بیٹھہ رہا ہی اس سے ڈرنا کیا ہی قریب چلو حال پوچھو ناچار وہ سب فرمانبردار چلین مگر
جھجکتی ایک دوسرے کو تکتی جون جون سواری قریب جاتی تھی ملکہ کے چھاتی دھڑکتی تھی دلمین تڑپ زیادہ
باقی تھی اگرچہ جمال پری تمثال ملکۂ مہر نگار بھی سحر سامری کا نمونہ مہ و مہر سے چمک دمک مین دونا عابد کش زاہد
فریب تھا جان عالم بھی بے چین ہوا مگر دامن ضبط دست استقلال سے نچھوڑا جسطرح بیٹھا تھا جنبش نکی تیور
پر میل نہ آیا ایک خواص خاص باشارۂ ملکہ آگے بڑھی پوچھا کیون جی میان مسافر تمہارا کدھر سے آنا ہوا اور کیا
مصیبت پڑی ہی جو اکیلے سوائے اللہ کے ذات ہیہات کوئی سنگ نہ ساتھہ اس جنگل مین وارد ہو شہزادہ
نے مسکرا کر کہا مصیبت خیلا تجپر پڑی ہوگی معلوم ہوا یہان آفت زدے آتے ہین ٹھوکرین کھاتے ہین کہو
تو تم سب کی کیا کمبختی آیا مونکی گردش نصیبونکی سختی ہی جو خاک پھانکتے مسافرونکو تاکتے جھانکتے چڑیلون کیطرح
ناکام سر شام پھرتی ہو سو کھے مین مسافرون پر بہسل بہسل گرتی ہو ملکہ یہ کلمہ سنکے پھڑک گئی اور ہوادار آگے

بڑھا خود فرمانے لگی واہ واہ صاحب تم بہت گرما گرم تند مزاج حاضر جواب پا بر کاب ہو حال پوچھنے سے اتنا درہم
برہم ہوئے کڑا فقرہ زبان پر آیا اس مردار کے ساتھ تھو تھو مجھ جھٹ سبکو چھپلپائیان بنایا جان عالم نے کہا اپنا
دستور نہین کہ ہر کس و ناکس سے ہمکلام ہون دوسری مردار سے بات کرنا مکروہ ہی مگر خیر دہو کے مین جیسا اوسنی
سوال کیا دیسا ہمنے جواب دیا اب تمہارے منہ سے مردار نکلا ہم سمجھ گئے چپ ہو رہی ملکہ نے ہنسکر کہا خوب یک
نشد دو شد صاحب چونچ سنبھالو ایسا کلمہ زبان سے نہ نکالو کیا میرے دشمن درگور مردار خور ہین آپ بھی کچھ
زور ہین بہلا وہ تو کہلے سن چکی مین آپ سے پوچھتی ہون حضور والا کس سمت سے رونق افروز ہوئے دولتسرا
چھوڑے کے روز ہوئے اور قدوم میمنت لزوم سے اس دشت پرخار کو کیون رشک لالہ زار کیا بار گران سفر
غربت کب سے سر پر لیا جان عالم نے کہا چہ خوش آپ در پردہ بناتی ہین بگڑ کر طنز سے یہ سناتی ہین ہم حضور
کاہے کو مزدور ہین آپ اپنے نزدیک بہت دور ہین جیتے جی چار کے کاندھے چڑھی کھڑی ہو بیشک حضور ہو
عارضی جاہ و حشم پر مغرور رہو جو جو جلیسین تہین بولین ملکۂ عالم آپ کس سے گفتگو دو بدو کرتی ہین یہ مرد وا تو
لٹھ ہی سخت منہ پھٹ ہی ملکہ بولی چپ رہو ان باتونمین دخل نہ دو اگر یہ بدمزا ہو جائیگا تو صلواتین سنائے گا وہ سب
ہٹین آپس مین کہا خدا خیر کرے آج جنگل مین گل پھولا چاہتا ہی یہ پردیسی پنچھے راہ بھولا چاہتا ہی پھر ملکہ بولی اے
صاحب خدا کے واسطے کچھ منہ سے بولو سر سے کہیلو نذر ہیٹ جو درکار ہو لے لو جان عالم نے کہا امرا یت کے کام
نہ فرماؤ نیچے آؤ یہ ہمین معلوم ہوا تم بڑی آدمی ہو سوار آئے مانگے کی نہین خواصین بھی تمہاری ہین جو ہمراہ سوار آئی ہین
خاک نشینون کی ہم بستری اختیار کرو تکلف تہ کر رکھو طبیعت حاضر ہوگی تو تمہارے بیٹھنے سے کچھ کہا اوٹھین گے
آپ ہوا دار کیا ہوا کے گھوڑے پر سوار فقیر بستر خاک پر سایہ دار حافظ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا
ملکہ نے کہا مدۃ العمر مین ایسا مسافر جریدہ دہن دریدہ تمہارے سوا بخدا نہ دیکھا نہ سنا استاد زبان سنبھالو یہ
منہ زوریان غریبون پر ہ خدا کی سون کوئی تمسا بھی بدلگام نہین ہ زور چیز ہو کتنے بے تمیز ہو یکہ و تنہا ٹٹو نہ
گھوڑا پیادہ پائی مین لحاظ پاس پاس نہین سبکو چھوڑا گٹھری نہ بقچا ننگا لچا دہی شل ہو رہے جھونپڑا مین خواب دیکھے

مخلوقکا ہر بات مین ٹھنڈھی گرمیان کرتے ہو جو بہی خوشی ہو تو لو یہ کہکے ہودار سے اوترزمین مین شہزادہ کے برابر بیٹھہ گئی خواصون نے بہت بہیانک ہوکے کہا لو بی بی یہ موا کیا سحر بیان جادو کا انسان ہی ملکہ سی پری کو گالیان دیدیکے کیسا شیشے مین اوتار لیا میٹھے بٹھائے میدان مار لیا ایک بولی تجھے اپنے دیدونکی قسم سچ بولیو ایسا جوان رنگیلا سجدار نکیلا ٹھٹھول طرار آفت کا پرکالا دنیا سے نرالا تو نے یا کبھی تیری ملکہ نے دیکھا بھالا تہا اے دیوانے نادان خوبصورتی عجب چیز ہی اسکا دوست طالب دشمن کا مطلوب ہی حسن خوب سبکو مرغوب ہے جہان کو عزیز ہے



ملکہ کا شہزادہ جان عالم کی سرگذشت سننا [illegible]

غرض کہ جب ملکہ بیٹھی جان عالم دم سرد بھر کے بول اوٹھا لا اعلم چہ گویم از سر و سامان خود عمریست چون گل * سیہ بختم پریشان روزگارم خانہ بردوشم * مؤلف سراسر دل دکہاتا ہی کوئی ذکر او رہی چہیڑو * پتا خانہ بدوشون سے نہ پوچھو آشیانے کا * گرفتار رنج والم خوشی سے دور مبتلای غم بے یار و مددگار دوست نہ غمخوار آفت کا مارا خانمان آوارہ ہمہ تن یاس باختہ حواس توشۂ راہ بجز غم جانکاہ نہین اور رہبر سوائے دل مضطر ہمراہ نہین گو پانو مین طاقت رفتار نہین لیکن ایڑیان رگڑنا بھی اس راہ مین ننگ و عار نہین یہ حال ہی وہ سب نام ہین کوہ و دشت اپنے مسکن و مقام ہین آدمی مجھسے رم کرتے ہین جانور رام ہین اور حال یہ ہی میر سوز ظاہر مین گرچہ بیٹھا لوگون کے درمیان ہون * پر یہ خبر نہین ہی مین کون ہون کہان ہون * اے ساکنان دنیا آرام دو اک شب بچھڑا

ہون دوستون سے گمگردہ کاروان ہون * ہان اہل بزم آؤن مین بھی پر ایک سن لو * تنہا نہین ہون بہائی
با نالۂ و فغان ہون * سوراخ چاک لاکھون داغون کی کون گنتی * گلشن دل و جگر ہو گو صورت خزان ہون
نام و نشان نے یارب رسوا کیا ہی مجکو * جی چاہتا ہی حق ہو بے نام و بے نشان ہون * سر مانگتا ہی قاتل
قاصد شتاب لیجا * اتنی سبک سری پر کاہے کو سرگران ہون * قاتل پکارتا ہی ان کون کشتنی ہی * کیون سوز چپ سے
بیٹھا کچھ بول اوٹھ ہان ہون * یہ پڑہ کے چپ ہو رہا ملکہ سمجھے یہ مقرر شاہزادۂ عالی تبار ہے مگر کسی کا عاشق
زار ہی بات مین یہ تاثیر ہی کہ ہر کلمہ ناوک کا تیر ہی دل مین آیا کسی طرح گھر لے چلیے پھر مفصل حال معلوم ہو جائیگا
کہان تک چھپائیگا بمنت و سماجت کہا ای عزیز یہ سرزمین ہمارے علاقے مین ہی تم مسافرانہ اتفاقات زمانہ
سے وارد ہو مہمانی ہمپر واجب ہی چند گام اور قدم رنجہ کیجیے غریب خانہ قریب ہی آج کی شب استراحت
فرمایئے نان خشک کھایئے صبح اختیار باقی ہی اتنی مشتاقی ہی جان عالم نے تبسم کرکے کہا پھر در پردہ امارت کے
لی یعنی ہم تو یہان کے مالک ہین آپ بھوکے پیاسے سالک ہین چلو یہ فقرہ کسی فقیر کو سناؤ محتاج کو
کرو فر جاہ و حشم سے دبکاؤ جادۂ اعتدال سے زبان کو باہر کام فرسا نفرماؤ یہان طبیعت اپنی اپنے اختیار
مین نہین اور رہ داروی سے فرصت قلیل ہی مکان پر جانا دعوت کھانا جبر ہی آنے جانے کی کونسی سبیل ہی
ملکہ نے افسردہ خاطری سے کہا دعوت کا رد کرنا منع ہی آیندہ آپ مختار ہین ہم مجبور ونا چار ہین جان عالم نے
دل مین خیال کیا برسون کے بعد ہمجنسون کی صحبت میسر آئی ہی اور یہ بھی شاہزادی ہی اسکا آزردہ کرنا نرے
بیحیائی ہی آدمیت کا لحاظ انسانیت کا پاس اپنی بے اعتنائی کا حجاب کرکے کہا کھانے پینے سونے بیٹھنے
کی ہوس دل سے اوٹھ گئی ہی مگر دل شکنی کیسکی اپنے مذہب مین گناہ عظیم ہی خدا اس بات کا علیم ہی
شعر عوض ہی دل شکنی کا بہت محال ای یار * جو شیشہ ٹوٹے تو کیجے جواب شیشے کا * لیکن اتنی رکھائی
اور یہ کج ادائی جو ظہور مین آئی معاف کیجیے اسکا یہ سبب تھا شعر در محفل خود راہ مدہ ہمچو منے را * افسردہ
دل افسردہ کند انجمنے را * دل فگارونکی صحبت سے انسان کو ملال حصول ہوتا ہی غمگین کا ہمنشین ہمیشہ

ملول ہوتا ہی میر درد نہ کہین عیش تمہارا بھی منغص ہووے * دوستو درد کو محفل مین نہ تم یاد کرو * اور جو یون ہی
مرضی ہی تو بسم اللہ یہ کہکے اوٹھا ساتھہ ساتھہ ہاتھہ مین ہاتھہ پیادہ پا باتین کرتا چلا بسکہ شاہزادہ لطیف و ظریف تھا کوئی
فقرہ نوک جھوک رمز و کنایہ و ذومعنی سے خالی زبان پر نہ لاتا تھا ملکہ کا ہر بات پر دل پگھلا جاتا تھا مگر دل سے کہتی تھی
کہ ای ناکام و بخت نافرجام ایسا نکرنا کہ ہاتھہ ننگ و ناموس سے دھونا پڑے بیٹھے بٹھائے الم مفارقت مین رونا جان
کھونا پڑے ظاہر ہی کہ یہ کسیکا عاشق زار ہی نشاء محبت مین سرشار ہی دوسرے غریب الوطن بقول میر حسن
مسافر سے کوئی بھی کرتا ہی بیت * مثل ہی کہ جوگی ہوے کسکے میت * مگر طپش دل متصل ترقی مین تھی خواہش جے
کی کاہش مین بیقراری کو اسیر قرار تھا کہ خدا کے کارخانے مین کبھی کسیکو دخل نہین ہوا اے نادان جو دم وصل
ہی اوسے غنیمت جان آغاز عشق مین انجام کار سوچنا سراسر خلاف ہی اسمین شرع کی تکلیف معاف ہی مولف
غنیمت جان لے یہ صحبتین آپس کی ای نادان * دگرگون حال ہو جاتا ہی اک دم مین زمانے کا * القصہ
تا در باغ با خاطر فراغ پہونچی دروازہ کھلا اندر قدم رکھا جہان فضای صحرا وہ تھی وہان کے باغ کا کیا کہنا اگر
ایک تختے کی صفت تحریر کرون ہزار تختہ کاغذ پر بخط ریحان اوس گلزار کی تعریف نہ لکھہ سکون دم تسطیر قلم مین
برگ نکلتے لکھنا بار ہوتا ہی ہاتھہ پانون بالکل پھولتے ہین صفحہ قرطاس پر گل پھولتے ہین حاسد شاخسانے نکالتا ہی
خار ہوتا ہی سر پر خامہ مین بلبل کے چہچہے پیدا ہوتے ہین باغبان کو حالت حالکی ہوتی ہی اور سطر پیچائین طایر
مضمون پھنستے ہین بعینہ کیفیت صیاد کی جال کی ہوتی ہی بہت آراستہ و پیراستہ عرض مربع مین چارون کونون
پر چار بنگلے گرد سبزۂ نوخاستہ دروازہ عالیشان نفیس مکان زیر دیوار خندق پر کیلے اکیلے نہین قطار در قطار تختہ بندی
کی بہار روش کی پٹریان قرینے کی منہدی کی ٹٹیون مین رنگت مینے کی گل منہدی سرخ زرد پر افشان عباسی
کے پھولون سے قدرت حق نمایان نرگس دیدۂ منتظر کے شکل آنکھین دکھاتی تھی گل شبو سے بھینی بھینی بو باس
آتی تھی میوہ دار درخت یک لخت جدا بار کے بار سے ٹہنیان جھکی درخت سرکشیدہ پھل لطیف و خوشگوار
پھول نازک و قطعدار روشین بلور کی نہرین نور کے حوض و نہرین فوارے جاری چمنون مین باد بہاری

موسم کے تاک مین تاک کا مستون کی روش جھومنا غنچۂ سربستہ کا منہ تاک تاک کے نسیم کا چومنا انگور کے خوشونپر
دل آبلہ دار کا پتا زربفت کی تہیلیان چڑہین نگہبانی کو گوشونمین باغبانیان الست کہڑین ہر تختہ ہرا بہرا روش
کے برابر چینی کے نامذونمین درخت گلدار معنبر و معطر بیلا چنبیلی موتیا موگرا مدن مان جوہی کیتکی کیوڑا نسرین و
نسترن کی نرالی آن بان ایک سمت تختونمین لالہ خوف خزان سے با دل داغدار گردا وسکے نافرمان کے بہا
سرو شمشاد لب ہر جو فاختہ اور قمریکی اوسپر کوکو حق سرہ شاخ گل پر بلبل شوریدہ کا شور چمن مین رقصان مور کہین
خندۂ کبک دری کہین تدرو برسر جلوہ گری نہرونمین قاز بلند آواز تیز پرواز کسی جا بطا اپنے ولولہ مین خود غلطان کیطرف
قرقرے دورویہ درخت گل وبار سے بہرے سیب سے زنخ گلعذارونکی کیفیت نظر آتی ناشپاتی اور بہی آسیب دست باغبان سے
بری ہر شاخ ہری سنبل مسلسل مین پیچ وتاب زلف مہوشان کا ڈہنگ سوسن کی اوداہٹ مسی لب خوبرویونکا
جوبن دکہاتی داؤدی مین صنعت پروردگار عیان صد برگ مین ہزار جلوے نہان آم کے درختونمین کیریان زمرد نگار
مولسری کے درخت سایہ دار باغبانیان خوبصورت سرگرم کار خواجہ سرا امرد اونکے مددگار حور و غلمان کا عالم بیلچے
کہرپیان جواہر نگار مرصع ہاتہونمین باہم درخت اور روشون کو دیکھتے بہالتے گل و بار چمن سے چنتے گلابرگ سڑا
بار جہڑا پڑا خار صحن سے نکالتے پہرتے تہین بیچ مین بارہ دری پرشوکت و بارفعت وشان پرستان کا سا مکان ہر
کمرہ سجا سجایا صناع نادر دست کا بنایا غلام گردش کے آگے چبوترہ سنگ مرمر کا حوض مصفا پانی سے چہلکتا فرش
یک لخت افشان تہہر کا شامیانہ تمامی کا تنا سفید بادلے کی جہالر کلابتون کی ڈوریان سراسر مغرق بنا چودہوین
رات ابر کہلا آسمان صاف شب ماہ سا سامان اس تکلف کا برسات کی چاندنی سبحان اللہ فوارون کے خزانے
مین بادلہ کتا پڑا ہزار یکا فوارہ چڑہا پانی کے ساتہہ بادلے کی چمک ہوا مین پہولون کی مہک فوارے نے
زمین کو ہمسر آسمان بنایا تہا ستارون کے بدلے بادلے کی تارون کو بچہایا تہا بڑی چمک دمک سے ملکہ کے
مکان پر چاندنے دیکھنے کا سامان تہا شہزادہ کے آنے کا کسی گمان تہا غرض کہ جان عالم کو لیجا شامیانیکے
تلے مسند جواہر نگار پر بٹہایا شراب ارغوانی و زعفرانی کی گلابیان کشتیونمین لیکر وہ زن پری پیکر زیب دہ انجمن ہوئے

کہ بطامی رشک و خجالت سے بحر ندامت مین غوطہ زن ہوئی ایکطرف جام و سبو ایک سمت نغمہ سرایان خوبرو خوش گلو سفید سفید صوفیانی پوشاک سے سر پانون تک الماس کا زیور دو رویہ صف باندھکر کھڑے ہوئین انکے بیٹھتے ہی گانا ناچ شروع ہوا



سارنگی کے سُر کی زون ٹونکی صدا چرخ پر زہرہ کے گوش زد ہوتی تھی تبلے کی تہاپ باینن کے لمک خفتگان خاک کا صبر و قرار کھوتی تھی ہر تان اوپچ تان سین پر طعن کرتے باربد اور نکیسا کے ہوش پران تھے چھجو خان کو غش تھا غلام رسول حیران تھے زمزمے اور تحریر گٹکری پر شوری زور شور سے ہاتہ ملتا تھا ہر بیپی دفقرے اور سُر کے پلٹے پر الٰہی بخش پوربی کا جی نکلتا تہا ناچنے کو ایسے ایسے برق وش آئے اور اس تال و سم سے گھنگرو بجائے کہ للوجی شرمائے کتھک جو بڑے استاد اتھک تھے اونہون نے سم کھائے ٹھوکر مردہ دلون کے مسیحائی کرتے تھی گت کے ہاتہ پر یہ گت تھی کہ مجلس کف افسوس ملتی تھی اور دم سرد بھرتی تھی جب ہنگامہ صحبت باین نوبت پونہچا کہ راجہ اندر کی محفل کا جلسہ نظر سے گر گیا بہشت کا سامان پیش چشم پھر گیا اوسوقت ملکہ مہر نگار نے گلاس شراب سے بھر کر شہزادہ کو دیا کہا اسے اوش کر دیجیے تاریخ سفر خاطر انور سے دور ہو مجھے استفسار حال ضرور ہی جان عالم نے باسباب ظاہر انکار کیا مہر نگار نے کہا آپ دل شکنی بری جانتے ہین اس پہلو تہی کرنے مین ملال خاطر کے سوا کیا متصور ہی شاہزادہ نے مسکرا کر ساغر ہاتہ مین لیا یہ شعر

پڑھکر باطبع شگفتہ پیا انشا گر یار مے پلائے تو پھر کیون نہ پیجیے * زاہد نہین ہین شیخ نہین کچہ ولی نہین * پہر جانعالم
نے جام لبالب اپنے ہاتہہ سے بھر کے ملکہ کو دیا دور جام بید غدغہ نیرنگے ایام چلن نکلا دو چار ساغر آب آتش رنگ
جوانی کی ترنگ مین پیہم و متواتر جو پیے دونون کو گونہ سرور ہوا رنج سفر دہر سے تمیز و خیال خیر و شر اودہہر سے
دور ہوا اوسوقت جانعالم نے کہا میرا درد سا قیا یان لگ رہا ہی چل چلاؤ * جب تلک بس چل سکے
ساغر چلے * یہ سنکر وہی خواص گرما گرم جسنے شہزادہ سے پہلے گفتگو کی تھی ملکہ کے بہت منہ لگی تھی آنکھہ ملا کر
بولی بقا لطف شب مہ اے دل اوسدم تجھے حاصل ہو * اک چاند بغل مین ہو اک چاند مقابل ہو * ملکہ نے
بحسرت فرمایا کہ مردار ہم تیری چھیڑ چھاڑ سب سمجھتے ہین کیا کرین افسوس کی جا ہی حال اپنا موافق قول
سودا ہی رفیع سودا جو طبیب اپنا تھا دل اوسکا کسی پر زار ہی * مژدہ باد اے مرگ عیسی آپ ہی بیمار ہی *
جانعالم نے یہ خبر سنکر اوسی خواص کو سنا کے متنبہ کیا استاد مین مسافر ہون مجھسے دل نہ لگا * کیا بھروسا
مرا رہا نہ رہا * ملکہ ٹالکر حال پوچھنے لگی کہا تمکو قسم ہی پروردگار عالم کے سچ کہو تم کون ہو کہان سے آئے ہو کسکی
تلاش مین خود رفتہ گھبرائے ہو اوسوقت جانعالم کو بجز راستی مفر نظر نہ آیا کہا ملکہ مین شاہ فیروز بخت کا بیٹا
ہون جانعالم نام ہی سرزمین ختن وطن ہی فسحت آباد بیت السلطنت کا مقام ہی مینے ایک توتا مول
لیا تھا بہت طرار سحر گفتار اوسکی زبان سے شہرہ حسن انجمن آرا سنکے نادیدہ دیوانہ وار بیقرار بیابان گرد
آوارہ وطن مورد رنج و محن ہوا ہون پھر توتے کا راہ مین اوڑجانا وزیر زادہ کا پتا نہ پانا شمۂ بیان گرفتار
طلسم اور اپنی خواری جادوگرنی کا نقش سلیمانی دینا اور اپنا رستہ لینا کہکر کہا بے ملک زرنگار پہونچے نہ جان کو
چین نہ دل کو قرار ہی زیست بیکار ہی اور یہ غزل پڑھی مؤلف بسوز شمع رویان اسطرح کا سینہ سوزان ہون
کہ رفتہ رفتہ آخر جلوہ کسر و چراغان ہون * نسیم صبح ہون یا بوے گل یا شمع سوزان ہون * مین ہون جس
رنگ مین پیارے غرض دم بہر کا مہمان ہون * نہ پھل پایا لگانے کا بجز افسوس و حسرت کے * مین نخل
بے ثمر کس مرتبہ مردود دہقان ہون * عبث تدبیر ہی گور و کفن کی اوسکے کوچے مین * مین ننگ دو جہان

ننگے ہی رکھدینے کا شایان ہون * نہ مرتے مرتے منہ پھیرا محبت سے کبھی مینے * جفائین کسقدر جھیلین وفا پر اپنی نازان ہون * تنی رہتی ہی اکثر چادر مہتاب تربت پر * کہ تا معلوم ہو سبکو قتیل مہ جبینان ہون * سر و رغم رسیدہ ہون مجھے طوفان محشر مین * ترا آنا تو ہی خاوندا غریق بحر عصیان ہون * ملکہ نے جب سنا کہ یہ فریفتۂ جمال پری تمثال انجمن آرا ہی آہ دلدوز نعرۂ جانسوز کھینچکر رونے لگی امید قطع ہوئی جان عالم نے بیقرار ہو کے کہا کہ ایٔن ملکۂ مہر نگار خیر باشد ملکہ نے اوسی بیتابی مین جواب دیا **استاد** مائل اوس فتنۂ عالم پہ کیا جو مجکو * سوی بیداد مگر مرضی دوران آئی * چاک دل تک تو کچہ ای دست جنون پردہ تہا * یہ کھلا اتبو کہ نوبت بگریبان آئی * ای شاہزادۂ والا تبار غارتگر کشور دل عاشق زار میرا حال سن **مصرع** عجب واقعہ و طرفہ ماجرا ہست * باپ میرا شاہنشاہ تہا بہت تاجدار باج گذار تھے مگر ابتدا سے طبیعت متوجہ فقر اور عبادت کے عادی تھی آخر کار کارخانۂ دنیای دون ہیچ و پوچ جانکے عزم وارستگی ٹھان کے برزبان ہر آن تھا سوز جب ہیچ ہی ہم بوجہ چکے وضع جہان کو * غم ہیچ الم ہیچ طرب ہیچ عطا ہیچ * اور حکومت کا بکھیڑا چھوڑا معاملۂ سلطنت بیکار جان اور بے ثباتی جہان گذران مد نظر کر دنیا سے ہاتھہ اوٹھایا بادشاہت کو مٹایا آبادی سے منہ موڑا اس صحرای پرخار مین مکان بنوا کے بیٹھہ رہا ہر چند مجھے شادی کو ارشاد کیا مینے بسبب مفارقت انکا کیا اب دفعتہً آفت آسمانی بلای ناگہانی مجپر ٹوٹ پڑی کہ بیک نگاہ عاشق کیا دیوانی ہوگئی ہوش و حواس سے بیگانی ہوگئی میرا رسوا ہوا خراب ہوا ابتلا ہوا * کیا جانیے کہ دیکھتی ہی مجکو کیا ہوا * اور تو اوسکا عاشق و طلبگار ہی جسکا نظیر ہاتھہ آنا اس زمانے مین بہت دشوار ہی میرا محل نشین مین کتنے خدام یار مین یان * لیلی کا ایک ناقہ سو کس قطار مین یان * اب بجز مرگ کیا چارہ مین ننگ خانمان خراب کنندۂ خاندان فقط ذلت و خواری مان باپ کی اور گریہ و زاری اپنی چاہتے تھے صبح تو کہان مین کہان یہ صحبت شب خواب ہو جائیگی نمود سحر مفارقت شام غربت کا رنگ دکھائیگی دامن سحر کیطرح گریبان صبر چاک ہوگا ہمارے سر پہ آفت و خرابی آئیگی انصاف کیجیے کس سے کہونگی بیقراری ستاتی ہی جان عالم کی جدائی سے روح بدن سے جدا ہوتی ہی جان

جاتی ہی ہم صحبتین طعنے دینگی انسیین چھیڑ چھیڑ کر جان لینگے جب لونڈیونپر خفا ہونگے بڑبڑائینگے زبان پر یہ کلمہ
لائینگے بلکہ عاشقی کا رنج و ملال یون در پردہ ٹالتی ہین شہزادہ چلا گیا نہ رک سکا اوس سے تو بس نہ چلا جو بس ہین
بس غصے کی جہا بجھہ ہمپر نکالتے ہین باپ پر حال کہلا تو خجالت ہوگی مان نے گر سنا تو ندامت سے کیا حالت
ہوگی رسوائی کے خوف سے دل کہولکر رو سکونگی بدنامی کے ڈر سے جی نہ کہو سکونگی جب دل بیتاب ہجر سے
گہبرائیگا فرمائیے کون تسکین فرمائیگا کیا کہکے سمجھائیگا آپ ادہر تشریف لیجائینگے ہم ادہر غم فرقت سے
گھٹ گھٹ کر مر جائینگے ہماری سرنوشت پر رونا روا ہی ماجرا عبرت اور حیرت افزا ہی ہرچند ظل سبحانی عامل
بے بدل ساحر بیمثل ہین علوی سفلی سب کچھ پڑھا لکھا ہماری پیشانی اور لوح جبین کی تحریر نہ دیکھی کہ کیا پیش
آنی ہی اور خط شکستہ سے ایسے نستعلیق نے کیا برا لکھا ہی افسوس صد افسوس مؤلف وہ بھی ہوگا کوئی
امید بر آئی جسکی ✽ اپنے مطلب تو نہ اس چرخ کہن سے نکلے ✽ یہ باتین کر دلپر ہاتھہ دھر رونے لگی دامن و گریبان
آنسوؤنسے بھگونے لگی شہزادہ کو ثابت کیا یقین ہوا ملکہ بشدت فریفتہ و شیدا ہی بات سے حزن و ملال پیدا
ہی دل دکھنے کے مزے سے زبان لذت پا چکی تھی جان ہجر کے صدمے اوٹھا چکی تھی بیچین ہوکر بولا زبان کو تسکین
کی باتوںمین کہولا کہا آپکا کدہر خیال ہی بندہ فرمانبردار بہرحال ہی جو کہوگی بجا لاؤنگا بار اطاعت سے سر اوٹھاؤنگا
مگر برای چندی صبر دلپر جبر ضرور ہی اگر اوسکی جستجو مین نجاؤنگا تمہین سیر کیا امید ہوگی ہاچشمونسے آنکھہ کیونکر ملاؤنگا سبحان
اللہ وہ وقت دیکھا چاہیے کہ معشوق عاشق کی تسکین کرے اپنی اطاعت اوسکے ذہن نشین کرے خوش قسمتو
ایسے بھی ملجاتے ہین کہ عاشق کے رنج کا غم کہاتے ہین دلداری کرکے سمجھاتے ہین اسکا لوگ رشک کرتے ہین
آتش حسد سے جل مرتے ہین ملکہ یہ سنکر دلمین شاد بند فکر غم سے آزاد ہوئے یہ بات امتحان کی ہی جسے جی پیار
کرتا ہی وہ اگر جھوٹ بھی بولے عاشق کو سچ کیا بمنزلہ حدیث و آیت ہو جاتا ہی مگر یہ کہا مصحفی عاشق سے
بھی ہوتا ہی کہین صبر و تحمل ✽ وہ کام تو کہتا ہی جو آتا نہین مجکو ✽ لیکن خیر ہم تو اسے بھی جھیل لین یہ کھیل بھی
کھیل لین اگر ہماری یاد تمہین فراموش نہو وحشت کا جوش نہو جان عالم نے قسمین شدید کہائین اختلاط کے

باتین درمیان مین آئین کہ اسمین سر مو فرق نہو گا اور مژدۂ وصل سے مسرور کیا خیال مفارقت ملکہ کے دل
سے دور کیا کہا اب ہنسی خوشی کے باتین کرو یہ بکھیڑا جانے دو جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہی رات تھوڑی
کہانی بڑی ہی فلک سفلہ پرور جفا کیش ہی عاشق و معشوق کا بد اندیش ہی **استاد** بشب وصل شکوہا مکنید *
شب کوتاہ و قصہ بسیار ست * مگر شب وصل ازل سے کوتاہ ہی خدا گواہ ہی دو کلمے ہنسی کے خوشی سے ہونے پائے
فلک نے رونیکے سامان دکھائے یکایک مرغ سحر بیدار باش پکارا زاہد نے اللہ اکبر سنا کے للکارا گجر کی آواز
بھی دونون کے کان مین آئی بیادلان سلطان خاور نے صبح کی دھوم مچائی ملکہ پریشان ہو کر بولی
مؤلف وصل کے شب چونکا دیئے ہم سنکے زاہد کی صدا * یان دم تکبیر ہی اللہ اکبر ہو گیا * **ولہ** زاہد
بھی تیرا ہی شب وصل مین حریف * مشہور گو جہان مین صبح و خروس ہی * جان عالم نے نماز صبح پڑھکر
کمر بعزم سفر چست کی ملکہ سہم کر آبدیدہ ہو یہ شعر پڑھنی لگی جرأت نہ آیا اور کچہ اس چرخ کو آیا تو یہ آیا * گھٹانا
وصل کے شب کا بڑھانا روز ہجران کا * جب شاہزادہ نے چلنے کا قصد کیا ملکہ نے کہا اگر حرج متصور نہو میرے
والد سے ملاقات کر لو یہ امر فائدے سے خالی لاابالی نہو گا جان عالم نے کہا بہتر ہی پھر وہی خواص ہمراہ
ہوئی جب قریب پونہچا دیکھا مکان پاکیزہ بوریا سے بیریا بچھا ہی مصلے پر ایک مرد مہذب بذکر حق
مشغول بادل ملول بیٹھا ہے یہ رسم سلام بجا لایا اوسنے دعاے خیر دیکر ہاتھ بڑھایا چھاتی سے لگایا



قریب بٹھا کے فرمایا ماجرای شب تیرہ ملکہ فقیر پر روشن ہی ایسی بدقسمت دوسری خلق مین خلق نہین ہوئی ہمارے
کہنے سے انکار کیا بڑے بول کا سر نیچا ہوا تو تم سے کیا کیا دار و مدار کیا جو تم اتنی تسکین نکرتے اوسکا زندہ رہنا محال
تھا اسیطرح کا دلپر صدمہ اور ملال تھا اگر ایفای وعدہ کر دکے اللہ بھلا کریگا وگرنہ یہ رنج برا ہی دیکھیے اوسکا حال
کیا کریگا دلداری جگر فگارونکی عیادت مرض محبت کے بیمارون کی جوانمردون پر فرض ہی یہ سمجھنا ساحل برا از
خس و خاشاک گذار و گل را از صحبت خار ننگ و عار نباشد شہزادہ نے سر جھکا عرض کی آپ کیون محجوب
فرماتے ہین مجبور ہون اس عزم مین گھر چھوڑا عزیزون یگانون سے ترک کر شہر سے منہ موڑا نجانے مین وہ جانینگے
سخت کم ہمت و بے جرأت تہا راہ مین آسایش لی بیٹھ رہا خوف سے جانسکا جھوٹا تہا ناحق عشق کا دم بھرا پیر مرد
نے فرمایا مرحبا جزاک اللہ یہی شرط جوانمردی و ثابت قدمی کی ہی ہمین بھی تمہارے اس عزم سے ایفای وعدے
کی امید ہوئی پھر ایک لوح عنایت کی اور کہا جب کوئی مہم سخت روبکار ہو بطرز فال اوس حال مین اسے دیکھنا
جو نکلے اوسپر عمل کرنا اللہ تعالی وہ مشکل سخت ایک آن مین آسان کریگا لو بحفظ حافظ حقیقی سپردم وَاللّٰهُ مَعَكُمْ
اَیْنَمَا کُنْتُمْ فرد بسفر رفتنت مبارک باد * بسلامت روی و باز آئی * شہزادہ رخصت ہوا لوح لیکے ملکہ کے پاس
آیا اوس روشن ضمیر کا ارشاد سنایا اور یہ زبان پر لایا مؤلف کوچ کی اپنی اب طیاری ہی * تیرا حافظ جناب
باری ہی * ملکہ ناکام گردش ایام دیکھا اور یہ کلمہ جانکاہ سنکر کلیجہ تہام سر شوریدہ کو دھنکر یہ شعر پڑھنے لگی استاد
مین مرگئی سن اوسکے سرانجام سفر کا * آغاز ہی دیکھا نہ کچہ انجام سفر کا * کہتے ہین وہ اب جاتا ہی ایسی ہی دعا کر
مسدود ہو رستہ دل ناکام سفر کا * مت جان نکما مجھے ایجان لیے چل * کرتے چلونگی ساتھ ترے کام سفر کا *
مین کشور ہستی ہی سے اب کوچ کرونگی * آگے نہ مرے لیجیو تو نام سفر کا * چلنے کی صلاح اوسکے ٹھہرتے نہین آپ
ساتھ * موقوف نوازش ہوا آرام سفر کا * آخر جبراً قہراً رخصت کیا کہا خدا حافظ امام ضامن ثامن کے حفظ
مین سونپا مصرع ترا موسی رضا ضامن ترا اللہ والی ہی * جسطرح پیٹھ دکھاتے ہو اسی صورت اللہ تمہارا منہ
دکھائے غم دوری ہمارا دور ہو جائے جان عالم یہ سنکر روانہ ہوا یہان طپش دلکو بہانہ ہوا دریائے سرشک چشم خون سے

موج زن ہوا غرلوق لجہ مفارقت جان وتن ہوا جلیسین بولین ملکہ کیون جی کہوتی ہو کسواسطے بلک بلک کر روتے ہو مسافر کے پیچھے رونا زبون ازحد ہی بی بی خیر ہی یہ شگون بد ہی وہ دن بھی اللہ دکہائیگا جو وہ پردیسی صحیح سلامت خیر سے پھر آئیگا تو اونکو وہ غم کے ماری یہ سمجہاتی سوز چشم کا کام اشکباری ہی ❊ چشمہ فیض ہی کہ جاری ہی **مولف** بیدرد کوئی اتنا سمجہتا نہین ہی ہی ❊ دل دکھے توکسطرح سے فریاد نہووے ❊ **ولہ** مجبور رونیکو نہ تم منع کرو ہمنفسو ❊ غم دل کرتے ہون مین دیدۂ ترسے خالی ❊ اور جب آنسو کمی کرتے تو دل اور جگر سینے مین برہمی کرتے اوسوقت گہبراکر یہ کہتی **مولف** مددای سوز جگر تاکہ نہووے خفت ❊ نوک مژگان ہوئی پھر لخت جگر سے خالی پھر نہ منہ اوسنے کیا میری طرف ہی ظالم ❊ سخت تم بھی مرے نالو ہوا ثر سے خالی ❊ نہ لگا اسکو مری بات کو تو مان سرور ❊ دل کا لگنا نہین ای یار ضرر سے خالی ❊ غرض کہ جون جون شہزادہ کی مفارقت بڑھتی تھی ملکہ صدمۂ ہجر سے دون دون گھٹتی تھی بدر سا چہرہ کاہیدہ ہو کے ہلال ہوا تپ جدائی سے عجب حال ہوا کبھی کہتی تھی وای ناکامی اگر دل کا حال کہون شرم آتی ہی جو چپ ہون جان جاتی ہی یہ سب کہتے ہونگے ملکہ کو غیرت نہین آتی راہ چلتونسے بیٹھے ہوئی دل لگاتی ہی آپ دقی ہی ہمین مفت رولاتی ہی اوس سمجہانیوالی کو کہانسے لاؤن جسے دل کا حال سناؤن زیست اسی مین ہی جو مرجاؤن اب کون آنسو پوچہہ رونیکو منع کریگا کون میرے دم گرم پر آہ سرد بھریگا پیار سے سرچہاتی پر دہریگا جب ملکہ کا یہ حال بتر چپکی چپکے جی سے باتین کرنا دیکہکر لوگ گہیرتے دست شفقت سر وحشت انگیز پر پہیرتے اور پوچہتی کہ ای جی کی دشمن ہمین تو بتا دل کا حال کیا ہی تو وہ کہتی اور تو کچہ جانتی نہین پر یہ نقشا ہی ہاتھ پانون سنسناتے ہین خود بخود غش چلے آتے ہین دم سینے مین بند ہی گہبراتا ہی مکان کاٹے کہاتا ہی باغ ویران گل و بوٹا خار معلوم ہوتا ہی گھر زندان بات کرنا بیکار معلوم ہوتا ہی جان بیقرار ہی بند بند ٹوٹتا ہی دامن صبر و دست استقلال سے چھوٹتا ہی جنگل پسند ہی ویرانیکا جی خواہشمند ہی دشت کا سناٹا بہاتا ہی بلبل کا نالہ دل دکھاتا ہی خدا جانے کسکی جستجو ہی دلکو مرغوب قمری کی کوکو ہی تنہائی خوش آتی ہی آدمیو نکے صورت سے طبیعت نفرت کھاتی ہی سینہ جلتا ہی دلکو کوئی مسوسکر ملتا ہی آنکہہ ظاہر مین بند ہوئی جاتی ہی گر نیند

مطلق نہین آتی ہی ہاتھہ چاہتے ہین سر دست چاک گریبان دیکھین پانون چل نکلے ہین کہ بیابان دیکھین نظم کی مثنوی سے ربط ہی لیلی مجنونکا قصہ پڑھتی ہون یہ کیا خبط ہی دلکی تمنا ہی کہ بیقراری کر آنکھین اڈتی ہین کہ اشکباری کر جہان کی بات سے کان پریشان ہوتے ہین مگر جان عالم کا ذکر دل لگاکر سنتی ہون جو کوئی سمجھاتا ہی رونا چلا آتا ہی سر دھنتی ہون ناکامی مجہ خستہ و پریشانکا کام ہی آہ مجہ بے سر و سامان کا تکیہ کلام ہی منہکی رونق جاتی رہی زردی چھاگئی بہار حسن پر خزان آگئی ہردم لب پر آہ سرد ہی ایک دل ہی اور ہزار طرح کا درد ہی جان جانیکا وسواس نہین بزرگونکا لحاظ و پاس نہین زیور طوق و سلاسل ہی زیب و زینت سے بدمزگی حاصل ہی دل و جگر مین گھاؤ ہی بگاڑنا بناؤ ہی بستر نرم خار خار ہی ارے لوگو یہ کیا آزار ہی سب سے آنکھہ چراتی ہون ہمصحبتونسے شرماتی ہون اب صدمے اوٹھانیکا یارا نہین بے موت اس بکھیڑے سے چھٹکارا نہین عجیب حال ہی اکثر یہ خیال ہی مولف

افسوس یہ حال ایک عالم دیکھے * ایسا نہوا کہ جان عالم دیکھے * اگر اسیکا عشق و عاشقی نام ہی تو مین درگذری میر اسلام ہی جو لوگ عشق کرتے تھے کیونکر جیتے تھے تباؤ تو کیا کھاتے تھے کیا پیتے تھے دو دن سے کچہ نہین کھایا مگر پیٹ بھرا ہی کھڑی ہون جی میٹھا جاتا ہی پہلے مجھے نہ منع کیا ہی ہی میری جان کے دشمنو یہ کیا کیا اللہ کی مرضی جیسا کیا ویسا بھگتین گے کسیکا کیا بگڑا میری قسمت کا لکھا جو کیا وہ اچھا کیا یہ سنکے ایک کھیلی کھائی عشق کے نیرنگ دیکھے وصل کے ہجر مین صدمے اوٹھائے قریب آئی کہا قربان جاؤن واری الہی سلامتی سے تو گرفتاری ہی جو اتنی آہ و زاری اور بیقراری ہی سہتے سہتے عادت ہوجائیگی تو تسکین آئیگی ان باتونکے سننے سے چوٹ سی لگی ملکہ کا دل جو بھر آیا بے اختیار خونابۂ دل لخت جگر چشم تر سے متصل بہانے لگی دیدۂ دیدار طلب سے سمندر کی لہر لہرانے لگی نظم مین دلکا حال سنانے لگے مولف

حالت ہی اسکی پارہ کی برق و شرار کی * کیا کیا تڑپ سناؤن دل بیقرار کی * پہوٹے طپش سے دل کے یہ سب آبلے مرے * منت کشی نہ کرنی پڑی نوک خار کی * دل اپنا قبر مین بھی جلیگا اسی طرح * حاجت رہیگی ہمکو نہ شمع مزار کی * وعدے کی شب کو دیدۂ اختر جھپک گئے * دیتے مثل ہین لوگ مرے انتظار کی * لے جائیو ادھر سے جنازہ مرا سرور * حسرت بھرے ہے دل مین مرے کوی یار کی *

رخصت ہونا جانعالم کا ملکہ مہر نگار سے اور پہونچنا ملک زرنگار مملکت دلدار کا ملاقات خواجہ سرا کی دریافت ہونا حال پر ملال جادوگر کا پھر اوسکو قتل کرکے لانا اوس ماہ پیکر کا

یہانتک تو قصہ یہ چھوڑا یہان ٭ سنو پھر اوسی غمزدے کا بیان ٭ طلسم کشایان گنجینۂ سخن فخر سامری فرہ نوردان اقلیم حکایت کہن مشاق جادو و شعبدہ گری نکتہ طرازان جفاکش محنت کشیدہ سحر سازان سخن سنج درین سرای سپنج روی راحت ندیدہ گوسالۂ سخن کو دیر خراب آباد مین یون گویا کرتے ہین کہ ملکۂ مہر نگار کے باغ سے چالیس منزل ملک زرنگار کشور آفت روزگار تھا شہزادہ دل از کف دادہ یکہ و تنہا صعوبت سفر کا مبتلا پانوئین چھالے لب پر آہ و نالے گرتا پڑتا کئی مہینے کے بعد اوس زمین خجستہ آئین مین پونہچا اور جو جو پتے توتے نے بتلائے تھے وہ سب اوس جوار مین پائے واقعی عجب نواح شگفتہ و شاداب ہر سمت چشمہای آب جنگل سب سبزہ زار گل بوٹے خود رو کے انوکھے بہار ہوا فرحت انگیز بو باس مشک بیز جنون خیز جان عالم خوش و خرم جلد جلد قدم اوٹھاتا چلا جاتا تھا ایک روز دو چار گھڑی دن رہے کیا دیکھتا ہی کہ ایک شی مثل آفتاب بصد آب و تاب شمال کی سمت ایسی درخشان ہی کہ نگاہ نہین ٹھہرتی عقل حیران ہی دل سے کہا آثار حشر نمود ہوئے یہ کیا قیامت ہی ہم مشاہدۂ جمال جانان سے محروم رہے مشرق و مغرب کو چھوڑ سورج شمال کی طرف جا نکلا افسوس صد افسوس اب تک نہ دل کا مدعا نکلا جب قریب پہنچا دیکھا تو دروازہ ہی عالیشان سر باوج فلک کشیدہ دیدۂ روزگار ندیدہ بسکہ مطلا ہی اور لعل و یاقوت اس کثرت سے جڑے ہین کہ جوہری وہم و گمان حیران کھڑے ہین شعاع آفتاب سے یکرنگے خورشید حاصل ہی شرمندہ اوسکے روبرو بدر کامل ہی یقین ہوا اب سر مطلب پونہچا یہ وہی دروازہ ہی باب امید جسکا ذکر وہ سرخرو زمرد لباس کرتا تھا سجدۂ شکر بدرگاہ منزل رسان راہ گمکردگان کیا اور خوش ہوکر دوڑا ٭ فرد ٭ وعدۂ وصل چون شود نزدیک ٭ آتش شوق تیز تر گردد ٭ غرض افتان و خیزان در شہر پناہ پر آیا دروازہ جواہر نگار رفعت فلک دکھاتا دیوار و در جگمگاتا بلور کی اینٹین یاقوت کی تحریر ہر خشت مصفا و مطلا در بہشت کی طرح و احصن حصین بصد فر و تمکین بنا جابجا برج برنجی و آہنی ڈہلے ہوئی توپین چڑھی ہین گولنداز جوان بنفشے بادلے کے دگلے پہنے گلنار اک پیچے سجے چست و چالاک

توپونکے بائین دہنے ٹہل رہے ہین زمین و آسمان اونکی ہیبت سے دہل رہے ہے گلی کوچے صاف خس نہ خاشاک کثافت سے
پاک دروازے پر پانچ ہزار سوار لاکہہ پیادے کچہہ جابجا چوکی پہرے پر کچہہ جنگ کے آمادی چہاونی کے طور پر لیتین ہیٔز
پیدل بگڑے دل جو تھے اونکی چھولداریان تنین جان عالم نے اونسے پوچھا اس شہر کا کیا نام ہی اور حاکم یہان کا
کون ذی احترام ہی اونہون نے دیکھا ایک جوان سرو قامت قمر طلعت خسوف سفر خاک رہگذر مین نہان ہے
مگر دبدبۂ شوکت و صولت نشان جرات چہرۂ انور سے عیان ہی وہ خود کہنے لگے آپ کہانسے تشریف لائے ہین شہزادہ
نے کہا بہائی سوال دیگر جواب دیگر آخر ایک شخص نے کہا قبلہ اس ملک کو زرنگار کہتے ہین بڑی چہک دمک کے لوگ
اسمین رہتے ہین سنتے ہی چہرہ بشاشت سے کندن کیطرح دمکنے لگا جوریت کا ذرہ تہا افشان کیصورت منہ پر چمکنے لگا
ویسے کہا یہ خواب ہی یا بیداری طالع گردش میں سے امید یار و مددگاری نہ تھی ایسی قسمت رہبر ہماری نہ تھی پہر کچہ نیچہ جہا
یہ کہتا چلا مؤلف بسد الحمد ٹہکانے لگی محنت میری * طے ہوئی آج کی منزلین مسافت میری * دروازے سے آگے بڑھا
شہر دیکہا قطعدار ہموار قرینے سے بازار کرسی ہر دکان کی کمر برابر مکان ایک سے ایک بہتر و برتر بیچ مین نہر جابجا فوارے
سب عمارات شہر پناہ کے سیل کی جواہر نگار سانچے کے ڈہلے ہاتھہ کا کام معلوم نہوتا تہا کام اوسکا معمار عقل کے ہوش
کہوتا تہا نہ کہین بلندی نہ پستی ہموار بسی ہوئی بستی ایک کا جواب دوسری طرف ادہر بزاز تو ادہر بہی صراف کے
مقابل صراف بازار کا صحن نفیس شفاف جوہریکے روبرو جوہر زر و جواہر کا ہر سمت ڈہیر نقد و جنس سے ہر شخص سیر کوئی شے
کسیطرح کا اسباب ایسا نہ تہا کہ اوس بازار مین نہ تہا مغرب و مشرق کے اشیای نادرہ کا ہر جا انبار تہا جنوب و شمال کا
خریدار تہا حلوائی نان بائی کنجڑے قصائی سقون کے کٹورونکی جہنکار میوہ فروشونکی پکار دلالونکی بول چال جہانکا
اسباب و مال نہر کی کیفیت جدا قد آدم آب صفا فوارون سے کیوڑا گلاب و چہلتا بازار مہکتا مسافر ہر ایک بہکتا ہر طرف
دہوم دہام خلقت کا ازدحام چلنے پہرنے والونکے کپڑے لتے ہوئے جاتے تھے وہم و گمان کشمکش سے بار پاتے تھے
جان عالم قدرت حق دیکھتا جاتا تہا ہوش بر جا نہ آتا تہا دل سے کہتا تہا اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر کیا ملک کیا
سلطنت کیا شہر و بازار ہی کیا بیوپاری ہین کیسا کیسا خریدار ہی ہر شخص کو آرام و راحت ہی کیا بندوبست با انتظام ہے

کیا حکومت ہی جب چوک مین آیا پوچھا ایوان جہان پناہ دولتسرای شاہ کی کدہر راہ ہی لوگون نے کہا دست راست
سیدہے چلے جایئے پیاس لگی ہو تو شربت حاضر ہی بہوک ہو تو جس شی پر رغبت ہو کہایئے مد نظر مسافر نوازی ہے
جو چیز ہی گرما گرم تازی ہی الغرض بازار طی کر قریب عمارات بادشاہی جب آیا اون مکانونکو نرا طلسم پایا عقل کام نکرتی
تھی ہر کنگرہ ایوان فلک سے اونچا برج ہر ایک جہان نما خورشید سا چمکتا لیکن جو لوگ درباری یا ملازم سرکاری آتے
جاتے دیکھے سب سیاہ پوش خمخانہ الم کے جرعہ نوش اسکا ماتھا ٹہنکا پانوٗن ہر ایک کئی من کا ہوگیا ہر شخص کا منہ تکتا
تھا قدم اوٹھہ نسکتا تہا گویا سکتا تہا کہتا خدا خیر کرے شگون بد ہی دلکو بیقراری از حد ہی چند قدم اور بڑہا سواریکا سامان
سامنے آیا بچوبڑہا ئیو کا شور بلند پایا دیکھا ایک خواجہ سرا زبرک و دانا محبوب علیخان نام نواب ناظر سرپردہ شاہی
با احترام وہ بھی با خاطر حزین غمگین سیہ پوش حواس باختہ ہوش فراموش انسوہ یا درنج سے ہم آغوش جانعالم نے سلام کیا



وہ جواب دیکر شہزادہ کو دیکھنے لگا حیران و ششدر متحیر سا اور سواری روکی کہا سبحان اللہ وبحمدہ کیا تیری قدرت کی
شان ہی جنس بشر مین کس کسطرح کا پری پیکر خلق کیا ہی کہ چشم کو تاب جمال زبان کو صفت کی مجال نہین نہایت
متوجہ ہو کر پوچھا کہ ای شمشاد نورستہ چمن جہانبانی و سرو نوخیز بوستان سلطنت و حکمرانی حضور کہانسے رونق بخش
اس شہر نحوست اثر کے ہوئے شہزادہ نے کہا میانصاحب خیر ہی ہم فقط اس شہر اور یہانکے شہریار کے شوق
دید مین وطن سے بعید ہو خستہ و خراب بادل مضطر و جان بیتاب یہان پونہچے ہین برائے خدا یہانکی نحوست

اپنی سیہ پوشی کی علت بیان کیجیے خواجہ سرا نے یہ سنکر نعرہ مارا بیچین ہوکر پکارا کہ ای جوان رعنا تو نے یہ قصہ سنا ہوگا زینت تخت سلطنت رونق شہر موجدآبادی صاحب جاہ وحشمت مالک عفت وعصمت انجمن آرا یہانکی شہزادی تھے شہرۂ جمال بیمثال اوس حور طلعت پری خصال کا از شرق تا غرب اور جنوب سے شمال تک زبان زد خلق خدا تہا اور ایک جہان حسن کا بیان سنکر نادیدہ اوسکا مبتلا تہا آج تک چشم وگوش چرخ کج رفتار نے باین گردش لیل و نہار ایسی صورت دیکھی نہ سنی تھے مرقع دہر سے وہ تصویر چنی تھی بہت سے شاہ اور شہریار اوسکی وادی طلب مین قدم رکھکر تھوڑے عرصے مین آوارۂ دشت ادبار تہہرونسے سر مار مار مصرع رہرو اقلیم عدم ہوگئے * اب پانچ چار روز سے ہمارے طالع بیدار جاگتے جاگتے دفعتہً سو گئے ایک ساحر مکار جفاکار زبردست سحر اوسی محل سے اوٹھا لیگیا داغ غم فرقت دے گیا ہنوز یہ جملہ غم ناتمام تہا کہ جان عالم کا کام تمام ہوا آہ سرد کھینچکر بحال خستہ و پریشان مثال قالب بیجان زمین پر گرکے بحسرت ویاس پکارا شعر جی کی جی ہی مین رہی بات نہونے پائی * حیف ہی اوس سے ملاقات نہونے پائی * ای گردون جفاپردازو ای فلک عربدہ جو یہ کیا تیری خو ہی اتنی دور لاکر ناکام رکھا مؤلف عشرتکدے جہان مین ہوے سیکڑون ولے * اک دل ہمارا تہا کہ وہ ماتم سرا رہا * تاثیر آہ دیکھی گریہ مین کچھ اثر ناحق مین اس امید پہ کرتا بکا رہا * کیا دیکھتا ہی سینے کو میرے تو ای سرور * جز یاد یار سینے مین نہین دوسرا رہا * شعر یہ لکہکر وہ اسطرح غش کر گیا * کہے تو کہ جیتے ہی جی مرگیا * خواجہ سرا سخت گہبرایا سمجھا یہ شخص بھی گرفتار محبت اسیر دام الفت اوسیکا ہی مجھسے بڑی غلطی ہوئی دفعتہ خبر بد سنانی نہ تھی آفت اسکی جان پر جانکر لانی نہ تھی ہرچند گلاب کیوڑا چھڑکا ہوش نہ آیا بدحواس بادشاہ کے حضور مین حاضر ہوا اور عرض کی آج ماتم انجمن آرا تازہ ہوا بادشاہ نے فرمایا کیا ماجرا ہی اوسنے عرض کی کسی ملک کا شہزادہ اوسکی محبت مین سلطنت سے ہاتھ اوٹھا فقیرانہ سج بنا یہانتک پہنچا ہی مجھسے جادوگر کے اوٹھا لیجانیکی خبر سنکر آہ کھینچ زمین پر گرا ہی ابتک ہوش نہین آیا تہا عجب صدمہ دلپر دھر گیا ہی خدا جانے جیتا ہی یا مرگیا ہی خلق کا انبوہ اوسکے سر پر ہی بازار لوگونکی کثرت سے بہر گیا ہی کیا عرض کرون غلام کی نظر سے اس سج دہج کا پری پیکر آجتک از قسم بشر نہین گذرا اگر ان دونونکی صورت آئینہ چشم مین ہم نظر آتے

قران السعدین کے کیفیت کہلجاتی جو حضور ملاحظہ فرمائینگے شہزادیکو بہول جائینگے بسکہ بادشاہ غم مفارقت انجمن آرا سے بیقرار تہا ارکان سلطنت سے کہا جلد جاو جسطرح ہو اوسے لاؤ لوگ دوڑے مردے کی صورت اوٹھا لیگئے اس عرصے مین شام ہوئی بادشاہ نے ہاتہہ منہ دہلوا بید مشک چھڑکا کیوڑا منہ مین چوایا لخلخہ سنگھایا جانعالم کو ہوش آیا گھبراکر اوٹھہ بیٹھا دیکھا ایک شخص تاج خسروانہ برسر چارقب ملوکانہ دربرسن رسیدہ لیل و نہار دیدہ بڑے کروفر سے تخت پر جلوہ گر ہی اور چار ہزار غلام زرین کمر باشمشیر و خنجر اوپچی بنا دست بستہ روبرو کہڑا ہی گرد امیر وزیر سپہ سالار پہلوان گردان گردنکش ایک سے ایک بہتر جوان اپنے اپنے قرینے سے زیب دہ کرسی و دنگل ہی تہمتنونکا جنگل ہی جانعالم اوٹہا بطور شاہ و شہریار و شہزادہای عالی تبار رسم سلام بجالایا سب تعظیم کو اوٹھے بادشاہ نے گلے لگا پاس بٹھایا



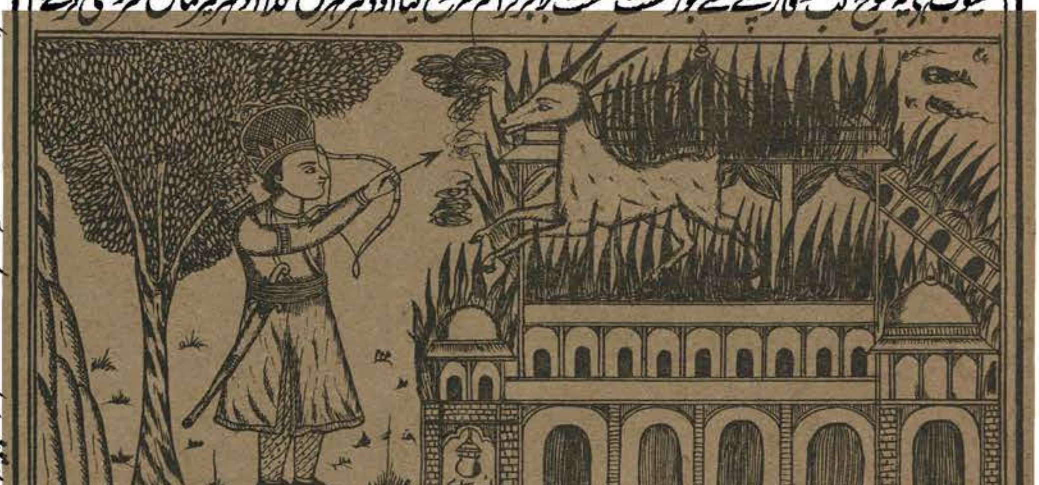
جب سے بادشاہ کی نظر پڑی تھی محو حسن دلفریب مفتون چہرۂ مہروش و صورت پرزیب ہو گیا تہا اور حضار مجلس بہے سب دنگ تھی سکتے کے ڈہنگ تھی سبکو صدمہ تازہ یہ ہوا کہ ایسا وارث تاج و تخت ہاتہہ آئے اور محروم پھرجائے اوسوقت کا رنج و قلق شہزادہ کا کوئی فراق کشیدہ سمجھے بقول مرزا حسین بیگ صاحب **شعر** حسرت پر اوس مسافر بیکس کے روئیے * جو تہک گیا ہو بیٹہ کے منزل کے سامنے * مگر باعث شرم و حیا کہ لازمۂ شرفا و نجبا ہی خاموش سینے مین غم کا جوش و خروش بادشاہ نے استفسار وطن اور نام جد و آبا کیا یہان فرط الم کثرت غم سے گلا گہٹ رہا تہا مگر ضبط

کو کام کرکے حسب و نسب اور ملک کا پتا بتایا پھر سرجھکا شہزادی کا حال پوچھا بادشاہ نے فرمایا ای گرامی اختر سپہر آرائے مدت سے ایک جادوگر اس فکر مین تہا یہان بر تبہ نگہبانی ہوتی تھی لیکن وہ دہوکا دیکر لیگیا آجتک محل مین نہین گیا ہون وہ محل جو محل عشرتکدۂ خاص تہا ماتم سرای عام ہی ہر سو شور رقت ہر سمت نالۂ پر آفت بلند ہی کہانا پانی حرام چھوٹا بڑا مبتلای آلام ہی جانعالم نے کہا کچہ یہ بھی ثابت ہوا کہ کدہر لیگیا بادشاہ نے فرمایا پانچ کوس تک پتا ملتا ہے آگے قلعہ ہی سر بفلک کشیدہ آگ سب بھرہی شعلہ سرگرم تا چرخ چنبری ہی اور انگارونکا ابنار تا کرۂ نار ہی وہانکا حال نہین کہلتا ہی عقل بیکار ہی مگر قرینے سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ سحر کا کارخانہ ہی آگ کا بہانہ ہی وہین سلگا کے جلاتا ہی شہزادہ نے کہا خیر اگر حیات مستعار باقی ہی بمدد ایزد کہان جانے پاتا ہی اوس ملعون کو جہنم واصل کرکے شہزادی کو فدوی زندہ لاتا ہی یہ کہکر اوٹھا کہ قبلہ خدا حافظ بادشاہ لپٹ گیا کہا بابا خدا کے واسطے اس خیال محال سے درگذر طائر خیال کے اوس دشت مین پر جلتے ہین پیک صبا کے پانو مین چھالے نکلتے ہین دوسرے مجھے مفارقت تیری کب گوارا ہی ایک کو دہوکے مین کہویا تجھے دیدہ و دانستہ جانے دینے کا کہان یارا ہی ایسی آفت مین تجھسے جوان کو جانے دون بڑھاپے مین بدنامی لون سلطنت حاضر ہی بسم اللہ حکمرانی کر مین ضعیف ہون گوشے مین بیٹھ اللہ اللہ کرون شہزادہ نے عرض کی یہ تخت و سلطنت حضور کو مبارک رہے بندہ آوارۂ خانمان ننگ خاندان گھر کی حکومت و ثروت چھوڑ عزیزون سے منہ موڑ خراب و خستہ سرگردان دربدر حیران و پریشان ہو یہانتک پونہچا اب یہ کلمہ ہتک اور ذلت کا سننے کو جیتا رہون ملک بیگانے مین بادشاہت کرون لوگ کہین جادوگر تو شہزادی کو لیگیا یہ شخص بیغرت تہا جیتا رہا سلطنت کرنے لگا جوانمردی سے بعید ہی عاشق کو معشوق کی راہ مین جان دینا عید ہی لا اعلم تا سر ندہم پا نکشم از سر کویش* نامردی و مردی قدمی فاصلہ دارد* یکہہ آگے ہٹ رہے اور یکہہ پاچھے ہٹ جائے* قدم عشق بیشتر بہتر* جس مددگار نے ہزار بلا سے بچاکے یہانتک زندہ و سالم پونہچایا ہی وہی وہانسے بھی مظفر و منصور آپسے ملائیگا نہین تو یہ صورت نحس لوگونکو دکہانی کیا ضرور ہی گو بشر مجبور ہی لیکن اس زیست سے آدمی مرنا گوارا کرے بیموت مر رہے پہلے جب عقل و عشق سے معرکہ اٹھا تہا میرا دل کھٹکا تہا عقل کہتی تھی مان باپ کی مفارقت اختیار نکر سلطنت سی شی نچھوڑ عشق کہتا تہا مان

باپ کسلکے آزاد ہو باد شاہت کیسی سر رشتۂ الفت غیر توڑو کوچۂ دلدار کی گدائی سلطنت ہفت اقلیم ہی گر میسر آئے بے یار
خدا کسیکی صورت نہ دکہائے عقل کہتی تھی آبرو کا پاس کرو ننگ خاندان نہو غریب الوطنی سے عار کرو صحرا نوردی
نہ اختیار کرو عشق کہتا تہا یار کے ملنے مین عزت ہی بادیہ پیمائی مین بہار ہی تشنۂ خون آبلۂ پا مدت سے صحرا کا خار ہی
عقل کہتی تھی یہ لباس شاہی ہی قبای فرمان روائی چاک نہین کرتے دانشمند جادۂ راستی سے خلاف قدم نہین دہرتے
عشق کہتا تہا لباس عریانی ہی عقل دیوانی ہی یہ وہ جامہ ہی جسے احتیاج شست وشو نہین کیسی ہی ہاتہا پائی ہو
چاک نہو کسی آلائش سے ناپاک نہو اصلا کار سوزن و رفو نہین نہ بار برداری اسکو چاہیے نہ چور کا ڈر نہ راہزن سے خطر ہی
پانی سے بہیگے نہ آگ سے جلے سڑے نہ گلے گلے سے کبھی نہ جدا ہو نہ بند بندھے نہ وا ہو نہ کوئی اسکو لے سکے نہ خود
کسیکو دیسکے نہ دست وحشت مین اسکا تار آئے نہ اسکے دامن تک سر خار آئے نہ اسکا جسم لاغر پر بوجہ ہو نہ کسیکے
بدن پر بار ہی مسافر صحرای محبت کو یہی درکار ہی آتش تن کو عریانی سے بہتر نہین دنیا مین لباس * یہ وہ جامہ
ہی کہ جسکا نہین سیدھا اولٹا * آخر کار بصد تکرار عقل کو شکست فاش ہوئی کوچۂ دلبر کی تلاش ہوئی نام سے نفرت
ننگ سے تنگ ہو نشان ہوش وحواس مٹایا سلسلۂ دیوانگی ہاتہ آیا طبیعت عشق کی محکوم ہوئی وحشت کی ترقی
مین سر او تہپر کا مقابلہ ہوا گرونگی دہوم ہوئی دامان غیرت گریبان حیا چاک ہوا ننگ و ناموس کا قصہ بکہیڑا پاک ہوا ایک پندہ
کہ توتا تہا رہبر و مددگار رہا دوسرا دوندہ وہ وزیرزادہ تہا تنہائی مین غمگسار ہوا پہر تو سلطنت اور وطن چھوڑ عزیز
اور بیگانونسے رشتۂ محبت توڑ رہ نورد بادیۂ حرمان اور گام فرسای دشت ادبار ہوا لیکن اونکا ساتہہ بھی نہ سزاوار ہوا فلک
دیرینہ آزار ہوا پہلی بسم اللہ یہ غلط ہوئی کہ منزل اول مین توتا اوڑ گیا وزیرزادہ ہرن کے ملنے سے چہٹ گیا وہ جو اس طائر کے
دل لگی کا تہا لٹ گیا تنہائی ہمراہ ہوئی مہردم گرم سرد آہ ہوئی کچہ دنون کے بعد طلسم مین پہنسایا ہمین دلاکے دشمنونکو
ہنسایا تہوڑی سی آفت اوٹہاکے رہائی پائی سمت مطلوب کی راہ ہاتہ آئی مگر نہ سنگ نشان دیکھا نہ میل نظر آیا نہ گرد
کاروان دیکھی نہ صدای زنگ و جرس سنی نہ راہبر ملا نہ کفیل نظر آیا سوار چہٹی پیادہ پائی ملی فکر غیر سے رہائی ملی جب
اس منزل مین حضرت عشق نے آزمایا با وجود آبلہ پائی اور خلش خار صحرا ثابت قدم پایا دوسرے مرحلے مین امتحان مدنظر

ہوا پریون کے اکہاڑے مین گذر ہوا ایک مہ سیما کو اس جانب میلان ہوا پھر وہی عیش و نشاط کا سامان ہوا بہت سے نیرنگ
دکہائی ہر شب عجب دن آگے آئے للہ الحمد کہ شیشۂ عصمت سنگ ہوا و ہوس سے سالم رہا وحشت دل کا بدستور عالم رہا خصت مین مصلحت
جانی جوان و پیر کے بات نمانے اب گھر پہونچکر دھو کا کہانا جان بوجھکر بہول جانا کس ملت مین روا ہی یہ نرا وسوسہ ہی مجھے وحشی
بیخود سے ایسی ہوشیاری دور ہی جیتے جی مرگ منظور ہی اس گفتگو کی خبر محل مین پہونچی کہ آج اس طرح کا جبین حسین انجمن آرا کا
عاشق وارد ہوا تھا وہ بھی حرارت محبت سے اوسی آگ مین جلنے جاتا ہی جو دیکھتا ہی آنسو بہاتا ہی انجمن آرا کی مان دولتسرا چلی آئی
خواجہ سرا دوڑا کر بادشاہ سے عرض کی جلد شاہزادہ کو لیکر محل مین رونق فرما ہو جیے بادشاہ جانعالم کو ہمراہ لے آرامگاہ مین تشریف
لایا وہ بھی ہزار جان سے نثار ہو دیر تک دانہ وار اوس شمع انجمن سلطنت کے گرد پھری رنڈیون نے گہیر لیا سبکو قلق ہوا غرضکہ ہزار
بادشاہ نے بمنت صبح کے رخصت پر اوسکو روکا پہر بجے خاصہ طلب ہوا شہزادہ نے انکار کیا وہی نوح اب ناظر حاضر تھا پانو پر گرا
گرد پھرا سمجھایا پیر و مرشد کئی دنسے محل مین کہانا پانی سبکو حرام ہی جو آپ کچھ بھی نوش فرمائینگے تو یہ سب کہائینگے
ناچار با خاطر فگار دو چار نوالے پانی کے گہونٹ سے حلق مین اوتارے پھر ہاتھ منہ دھو نیند کا بہانہ کر پلنگ پر جا لیٹا
مگر نیند کسکی اور سونا کیسا **مؤلف** وا در دیدہ سدا رہتا ہی تیری یاد مین * آنکھ جیسے لگ گئی روزن مین سو جانیکو
ہم * پھر لیٹے لیٹے انجمن آرا کا تصور کر دم گرم و آہ سرد سینے سے بھر کر یہ پڑھنے لگا **ابیات** تجھ بن ہی خراب
زندگانی * ہی مجکو عذاب زندگانی * اتنا تو نہ چھپ کے لے کفن کا * گھبرا کے نقاب زندگانی * جب کروٹین بدلتے
بدلتے پسلیان دکھ جاتین اور بیقراریان ستاتین تو دل بیتاب کو مستعد ضبط آمادۂ جبر و صبر کر یہ کہتا **نظم** کمال
ضبط کو عاشق کرے اگر پیدا * کہان کی آہ کرے بات بھی اثر پیدا * ہزار رنگ زمانے نے بدلے پر افسوس * کبھی
ہوئی نہ شب ہجر کی سحر پیدا * کریگی ہمسری نالے کی میرے تو بلبل * شعور اتنا تو کر جا کے جانور پیدا * ہمیشہ ہاتھ سینے
انکے رہا ہون مین جلتا * یہ زور گرم ہوئے تھے دل و جگر پیدا * یہ دلمین ذوق اسیری ہی جو قفس مین مدام * نئے
نوچتا ہون جو ہوتے ہین بال و پر پیدا * آخرش بصد نالہ و آہ کراہ کراہ صبح کے بعد فراغ نماز پر سوز و گداز مرنے پر
کمر باندھی شب کو یہ خبر عام ہوئی تھی کہ کل جادوگر کی لڑائی کو شہزادہ آمادہ ہو جائیگا دیکھیے فلک کیا تماشا دکہائیگا

پھر رات رہے سے مجمع عام در دیوان خاص پر تہا یکایک روشنی آئی بادشاہ تخت پر سوار برابر شہزادۂ والاتبار برآمد ہوا
چشم مشتاقانمین نور طور نزدیک و دور تجلی کر گیا ہر شخص رو بقبلہ ہو دعای فتح و ظفر اوس ماہ پیکر کے مانگنے لگا القصہ جہانتک لوگ
آتے جاتے تھے بادشاہ ساتھہ آیا آگے بڑھنے کی تاب نہ لایا جان عالم نے قسمین دیکر رخصت کیا ناچار با دل داغدار و خاطر
فگار قلعے مین داخل ہوا مگر وہانسے ڈیوڑھی تک صدہا ہرکارہ صبا دم متعین کیا کہ ہر دم کی خبر حضور مین پونہچے جانعالم
پھر اکیلا با حسرت و یاس رہا غم دلبر رفیق قدیم پاس رہا یہ شعر پڑھتا آگے چلا **مصحفی** اے غم یار مین بندہ ہون رفاقت کا ترے
نہ کیا تونے گوارا مری تنہائی کو ❊ آگ کا قلعہ سامنے تہا آسمان سے تا زمین بجز شعلہ جوالہ یا برج آتشین اور کچھ نظر نہ آتا تہا شہزادہ غور
سے دیکھنے لگا ایک ہرن اوس آگ سے نکلا اوچھل کود کر پھر اوسمین غائب ہوا جب مکرر آمد و رفت کی جانعالم نے لوح پیر مرد کے
دیکھی اوسمین معلوم ہوا اگر یہ اسم پڑھکے کچھہ بڑھ کے ہرن کو تیر مارا اور خطا نکی طلسم ٹوٹ جائیگا و گر نہ نشانہ چوکا خود آماجگاہ خدنگ
قضا ہوا کوئی اللہ کے سوا پتا نپائیگا شہزادہ نے کہا جو ہرن مارا تو میدان مارا لطف زندگی ہی نہین حیلۂ مرگ خوب ہی بے یار جینا
معیوب ہی یہ سوچ کے لب سوفار چلے سے جوڑ شست و مشت برابر کر اسم شروع کیا ادہر ہرن نکلا ادہر تیر کمان سے سرگوشی کرکے چلا



بسکہ یہ قدر انداز تہا اوسکی قضا دامنگیر تیر دوسار ہوا **فردوسی** فلک گفت احسن ملک گفت زہ ❊ ہرن زمین پر گرا آسمان
سے دار و گیر کا غل اوٹھا ہان ہان لیجیو گھیر لو جانے نپائے قریب تہا خوف سے جی نکلجائے زمانہ تیرہ و تار صحرا پر غبار ہوا
گھڑی بھر مین وہ تاریکی دور ہوئی آفتاب نمودار ہوا نہ آگ رہی نہ قلعہ برابر سطح میدان انسان نہ حیوان مگر چبوترے پر لاش جلبے

ہوئی پاش پاش دیکھی یعنی وہ جادوگر یہ منظر سیندور کا ٹیکا ماتھے پر زرد زرد دانت ہونٹونکے باہر منہ مہر لیسی گندہ نطفہ حرام شیطان کا بندہ بالونکی لٹین لٹکتین ہڈیان کہوپریان گلے مین پڑین کالا بھجنگا بدن سے ننگا تیرسے چھد کر جہنم واصل وہ الو کا پٹھہ جواصل ہوگیا ہی شکر کا سجدہ بجالایا قدم ہمت آگے بڑھایا ہرکارے یہ ماجرا دیکھہ فوراً حضور مین حاضر ہوئے بعد دعا و ثنا عرض کی ای شہریار ذوی الاقتدار فتح مبارک شہزادہ بلا کا پتلا ہی ایک تیر مین وہ آگ کا قلعہ ٹھنڈا کر گرم راہ ہوا جادوگر کا گھر تباہ ہوا بادشاہ یہ مژدۂ فرحت افزا سنکے خوش ہوا فرمایا یقین کامل ہی کہ جان عالم حسب دلخواہ مراجعت کریگا فتح و فیروزی شامل ہی ہونہار بروے کے چکنے چکنے پات خبردارونکو خلعت و انعام موافق قدر و منزلت مرحمت کرکے روانہ کیا اس عرصے مین شہزادہ وہ وادی پرخطر میدان سراسر ضرر کوطی کر متصل قلعہ ساحر جہان انجمن آرا قید تھی پونہچا وہ عجیب معلق قلعہ تہا زمین سے چار پانچ گز بلند بروی ہوا ایک تختہ کمہار کے چاک کیطرح باین سرعت گردش مین تہا کہ نگاہ کام نکرتی تھی آنکہہ کے تپلی اتنا جلد نہ پھرتے تھے بلند ایسا کہ دیکھنے مین پگڑی گرتی تھی جان عالم وہان ٹھہر وہ قلعہ بھی حرکت سے ساکت ہوا اوسوقت مفصل نقشہ معلوم ہوا کہ قلعہ جواہر نگار ہی زیب و زینت بیشمار ہی دروازے چار ہین برج گنے نہین جاتے ہزار در ہزار ہین کمند فکر اوسکی بلندیکے روبرو کوتاہ ہی ہر طرف سے سحر بند مسدود راہ ہی جہان جانعالم کھڑا تہا زمرد کا بنگلہ نظر آیا اوسمین سے آواز آئی کہ ای اجل رسیدہ کیون ملک الموت کو چھیڑتا ہی زندگی سے منہ پھیرتا ہی مجھے تیرے حسن و صورت پر رحم آتا ہی جلد یہانسے جا خطای اول عوض خوبی شکل و شمائل معاف کی وگرنہ باین شدائد و خواری قتل کرونگا کہ آسمان تیرے حال پریشان پر خون رویگا ساکنان زمین کو گوشت پوست ہڈیونکا تیا نملیگا بادشاہ تیرے غم مین جان کھوئیگا اس دشت کی خاک تیرے لہو سے رنگین ہوئیگی روح بھی تا حشر خواب مرگ مین آرام سے نسوئیگی شہزادے نے ہنسکر کہا ای مادر بخطا تو کیا ہماری خطا معاف کریگا کہان تک لاف و گزاف کا دم بھریگا انشاء اللہ تعالیٰ ادر تو کیا کہون تجھے بھی اوسیکی پاس بہیجتا ہون یہ سنکر وہ جھلایا بنگلے سے سر نکال تہوڑی سی راکھ اوس بد معاش نے ادہر کالا دانہ نکالا اوسوقت چرخ چکر مین آیا اور زمین تہرائی جب سرسون مین نبضلے اور رائی ملائی پھر تنتیا بیتا اور لونا چماری کو نکام نے پکارا اون دانونکو اوس احمق نے آسمان کی طرف پھینک مارا دفعتہ ابر تیرہ و تار گھر آیا شہزادہ پر پتھر اور آگ کا مینہ برسا

یہ اسمای رد سحر پڑھتا تھا آگے بڑھتا تھا جب آگ قریب آتی پانی ہوکر بہ جاتی اور پتھر بھی ہر ایک خاک تھا ایسا وہ اسم پاک تھا جادوگر خفیف ہوکر سحر تازہ کی فکر مین تھا جان عالم نے لوح کو دیکھا اوسمین لکھا کسیطرح لوح کو قلعے کی دیوار سے لگادے پھر قدرت خدا کا تماشا دیکھ لے شہزادہ نے بجرات تمام تر او چک کر لوح دیوار سے لگائی اوسپر آفت آئی مرتبۂ اول سے زیادہ چکر مین آیا پھرتے پھرتے اسطرح کی صدا ہیبت ناک آئی کہ نہرا تو مین اکبار چٹین تو ایسی نہو سامری کی روح زیر زمین گھبرائی بدرجہ مہیب تھے کہ گاؤزمین کا کلیجہ ہل گیا خورشید برج اسد مین چھپکر دہل گیا زمانے کا رنگ دگرگون ہوا جنگل گرد برد ہوگیا وہ ناری سرد ہوگیا لرزان کوہ و ہامون ہوا میدان سیاہ بلند صدای نالہ و آہ ہوئی چار گھڑی مین وہ تاریکی دور ہوئی شہزادہ کی طبیعت مسرور ہوئی نہ قلعہ نظر آیا نہ مکانات کا نشان پایا لیکن ریت کا ٹیلہ سرکنڈے گڑے اور کچا سوت نیلا پیلا اوسپر لٹا پا کچہ پہندے پڑے اوسمین وہ ماہ شب چاردہ حور کیصورت نور کا عالم پریشان بدحواس سراسیمہ متحیر کوئی آس نہ پاس ہر سمت حیران ہو ہو دیکھ رہی تھی جان عالم نے پہچانا تاب نہ رہے جی سینے مین رعب محبت سے سنسنایا اکیلا دیکھکے کلیجہ منہ کو آیا ہر چند ضبط کیا نہو سکا تہرآیا دم چڑھا جاتا دوڑ کر گرد پھرنے لگا لڑکھڑاہٹ سے گرنے لگا انجمن آرا نے شرما کر سر کو جھکا کر کہا سنبھلو صاحب کچہ پاس و لحاظ بھی کسیکا نہین یون بیباکانہ پاس چلے آنا حرکت مجنونانہ ہی لوگ کہین گے دیوانہ ہی مگر اس گفتگو مین آنکھ بھی چار ہوگئی سنان الفت ادہر تو گڑی تھی اب وہ دوسار ہوگئی شہزادہ خنجر عشق کا زخمی قدیم تھا دہ تازہ شمشیر محبت سے گھائل ہوئی طبیعت اودہر مائل ہوئے بدن تھرایا جان عالم نے یہ سنایا میر سوز جسکو ہو شکیب نہ تاب فغان رہے ٭ تیری گلی مین وہ نہ رہے تو کہان رہے ٭ آہستہ رو تو منزل مقصود کو گئے ٭ رفتار گرم تھے سو ہمین درمیان رہے ٭ بندہ نواز حال پہ کیجے کرو نگاہ ٭ ہی جای گریہ یہ کہ پس کاروان رہے ٭ یہ کہکر گر پڑا غش آگیا عشق کی نیرنگیان نہان نہین حاجت اظہار و بیان نہیز کشش اسکی چھوٹے بڑے پر آشکارا ہی ہزار دنکو اسنے فریب سے مارا ہی انجمن آرا کو دل مضطرب نے تڑپکر سمجھایا بیقرار مین اسپر قرار آیا کہ یہ مقرر عاشق صادق ہمارا ہی جو ایسی بلا سے نڈر اسر کو بیچکر اس وادی مین پانون دھرا ورنہ اتنے دن گذرے بیکسی کے سوا کوئی ہمدم شریک زندان غم نہ تھا دل قبضۂ اختیار سے جاتا رہا حجاب ہر چند مانع آتا رہا مگر جان عالم

کا سر کا زانو پر رکھا چہرہ کے گرد جہاڑا غشی تو کبھی آنکھہ سے دیکھی نہ تھی گھبرا کر رونے لگی اسطرح ردی یار دھونے لگی اور یہان
جو بوند آنسو کے منہ پر پڑے اور دماغ مین خوشبوی کنار دلدار چڑھی لخلخے کا کام کر گئی گلاب کیوڑا چھڑکنے کی
حاجت نرھی آنکھہ کھولدی سبحان اللہ سر خاک افتادہ کنار یار وزانوی دلدار پر پایا ناز و نیاز نے دماغ عرش اعلے
پر پونہچایا اور پانوکن پھیلایا یہ اترایا انجمن آرا نے جھجک کر گھٹنا سرکایا جان عالم نے چشم نیم وا سے شہزادی کا منہ
دیکھا اور کہا ہمارے بیہوشی ہشیاری سے اچھی تھی مولف مین جو چونکا تو وہ بھی چونک پڑا ٭ ہوئی غفلت جو ہوشیار
ہوا ٭ یہ کہکے آنکھین بند کرلین کہ پھر ہمین غش آیا کیون تمنے زانو سرکایا انجمن آرا نے کہا کیا خوب اتنا اختلاط میری
چڑھی ہینے تیری محنت و مشقت پر نظر کرکے یہ انسانیت کی حرکت کی تھی تم چل نکلے خدا جانے دلمین کیا سمجھے اپنی راہ
لیجیے چلتا دھندا کیجیے واہ وا اُنکی برباد گنہ لازم جان عالم نے یہ جواب دیا استاد خاک ہی اپنی اوٹھے تو اس مرکا کرنے
اوٹھہ سکے ٭ ہم جہان جون نقش پا بیٹھے نہ دانسے اوٹھہ سکے ٭ الا چور کی داڑھی مین تنکا مین تمھین اپنا عاشق
کبھی نسمجھونگا نہ معشوقون کے دفتر مین آپکا چہرہ لکھونگا انجمن آرا نے کہا چہ خوش بہلا دل تو بہلا لو کچھہ ہو یا نہو زبان
کا مزا نکالو یہ تو وہی مثل ہوئی مان نمان مین تیرا مہمان تمہارا بعینہ یہ حال ہی فرد چہ خوش گفت ست سعدی
در زلیخا ٭ الا یا ایہا الساقی ادر کاسا و ناولہا ٭ عشق و عاشقی کی باتین میرے بلا جانے رمز و کنایہ کسی اور سے جا کے کرو
اپنا چوچلا تہ کر رکھو اپنی صورت تو غور سے دیکھو تمنے سنا نہین شاید مثل حلوا خوردن را روی باید جان عالم نے کہا میرا
بیچارہ خستہ تن غربت زدہ دور از وطن مہنت پن کہانسے لاؤن کیونکر ویسی صورت بناؤن کوئی خندہ پیشانی
ہی کوئی نصیبون کو روتا ہی کفر اور اسلام مین بڑا فرق ہوتا ہی تمہین ابھی تک منہ ہن بھوگ کا ذائقہ نہین بھولا ہی دم
تقریر زبان پر حلوا ہی ہمنے آپکے واسطے جوگ لیا سلطنت کو تج دیا اب پورے ہوئی در در ہوئی انجمن آرا تیے کی سنکر کھسیانی ہو گئی کہا
چلو صاحب وہ موا قربان کیا تھا اپنی چونچ بند کرو کٹی چلی کے ہنسی اپنے گھر جا کر وسحر جادو زور ظلم مکر و فریب سے انسان
ناچار ہی ہمین کسکا اختیار ہی مگر خیر اور جو چاہیے کہ لیجیے در پردہ کیا صاف صاف گالیان دیجیے یہ باتین قسمت کے
گردش سنواتی ہی دیکھون ابھی تقدیر آگے کیا کیا دکھاتی ہی اگر خدا ہمارا گھر بار چھڑا موذی کے بس مین پھنسا تا تو ہر ایک

راہ چلتا ہمین کاہیکو ایسی باتین سناتا جان عالم یہ سنکر ڈر گیا رنگ زرد ہو گیا خجالت سے مر گیا سہمکر آبدیدہ ہو کہنے لگا
میری کیا مجال جو آپکو کچہ کہون مین تو خانمان آوارہ مسافر ہون انصاف تو کرو تم کتنی ہٹ دہرم احسان فراموش
ہو ہنسی مین رو دیا ہمین دونون جہانسے کہو دیا انجمن آرا نے دیکہا اسکے آنسو جاری ہچکی طاری ہی مسکرا کر کہا
ایک بات مطلب کی کہی مگر مصرع سچ ہی اوچھے کا بھی احسان بُرا ہوتا ہی ❊ خاطر جمع رکہہ اپنے گہر چلکر تجہے مال و زر سے
لاد دونگی کہ تو چل نسکیگا بوجہ سے ہل نسکیگا شہزادہ نے کہا آخر سلطنت کا گھمنڈ آیا ہمین محتاج جانکے یہ فقرہ سنایا
ہم بھی کبھی حاجت روائے عالم مشہور تھے مگر الفت سے مجبور تھے اگر تمپر عاشق نہوتے کیون سلطنت کہوتے سر پہ
ہاتہہ رکہکر روتے یہان یہ نوک جھوک چھیڑ چھاڑ ہو رہی تھی وہان خبر فتح و ظفر ہرکارون نے بادشاہ کو پونہچائی وہ تو ہمہ تن
گوش تھا اوسی وقت مع ارکان سلطنت روانہ ہوا ہمراہ رکاب یگانہ و بیگانہ ہوا ایک سکہپال ہمراہ لیا صبا دار سنائی ڈے
مین آ پونہچا جو نزدیک تھے دور کھڑے رہے کہاریان بادشاہ کا تخت قریب لائین انجمن آرا منہ چہپا کر بیٹہ گئے
جانعالم پاس سے سرکا بادشاہ تخت سے اوترا جان عالم کو گلے لگایا جرات کی تعریف کیمت پر تحسین و آفرین کہے



پہر بیٹی کو چھاتی سے لگا سکہپال مین سوار کیا شہزادہ کو برابر تخت پر بٹھا لیا تر قیخواہان دولت ملازمان قدیم
نزدیک آئے زر سرخ و سفید تخت اور سکہپال پر نثار کیا اسقدر اشرفی روپیہ تصدق ہوا کہ آجتک جو محتاج وہان
اودہر جاتے ہین چاندی سونا پاتے ہین نصیب جاگتے ہین ڈہیر کے ڈہیر لے بہاگتے ہین بادشاہ کے پہرتے پہرتے

جلوس سواری نوبت نشان فوج اور سب سامان پونہچا اہل شہر یہ خبر سنکر ہزارون دوڑے شادیانے بجاتے مبارک سلامت
کا غل مچاتے شہر مین داخل ہوئے ملک کے رونق گئی ہوئی پھر آئی خلقت نے جان تازہ پائی محل مین انجمن آرا رونق
افروز ہوئے سبکو شادی نوروز ہوئی محل والیون نے کہرام مچایا بادشاہ نے فرمایا یہ خوشی کا وقت ہی نہ ہنگام غم اسے
طرح سب بچھڑے خدا کی عنایت سے باہم ہون انجمن آرا کی مان گرد پھرتی تھی دمبدم سجدہ کرنے کو زمین پر گرتی
تھی کہتی تھی اللہ نے میری بدولت جان عالم کے دن پہیرے انجمن آرا جب یہ نام سنتی خوش کیا کہلجاتی الا لوگون کے
سنانے کو تجاہل عارفانہ کرکے یہ سناتی صاحبو خیر ہی یہ کیا بار بار کہتے ہو جو میرا مقدر رسیدہ نہوتا تو وہ کون تہا جو دن پہیرتا
ہمصحبتین مزاجدان اس کہائی سے تاڑ گئین کہ آپکی بھی آنکھ بڑی طبیعت لڑی جب اوسکی مان کے سر وہ سب
پاس آ آ کہنے لگین ہی ہی ہمتو تیری مفارقت مین مرتے تھے زندگی کے دن گھڑیان گن گن کے بھرتے تھے یہ صورت اللہ نے
دکہائی یا جان عالم کے جوتیون کے صدقے سے نظر آئی جسطرح ہمارے مطلب دلی ملے خالق اوسکے بھی جی کے
مراد دے انجمن آرا غصے کی شکل بنا تیوری بہون چڑھا کہنے لگی تم سبھون کی شامت آئی ہی کیا بیہودہ بکباک مچائی
ہی چوچلے کی خوبی بزرگی خردی سب ڈوبی واہ واہ تمنے میری چڑ نکالی اپنی دانست مین دیوانی بنالی خدا جانے یہ کون
ہی اور کہانسے آیا ہی سبھون نے میرا مغز کہایا ہی اوسی تو کیا کوسون وہ تو مسافر بیچارہ ہی جی مین آتا ہی اوسکا منہ نوچ لون
جس جس نے یہ نخرا بگہارا ہی اور بہی مجھے چھیڑو گے تو رو دونگی اپنا سر پیٹ لونگی یہ کہکر مسکرانے لگی ہونٹ چبانے لگی آپسمین
رمز و کنائے رہے تمام ملازمان بادشاہ مع رؤسای تر تنخواہ نذرین لیکر حاضر ہوئے شہر مین منادی ہوئی کہ جتنے ساکنان
قلمرو بادشاہ ہین فقیر سے ہفت ہزاری بڑے آدمی سے بازاری تک آج کاروبار موقوف کرکے ناچ دیکہین خوشی
کرین اور جسے مقدور نہو سرکار سے لو تمام شہر مین عیش و نشاط راگ رنگ کے مجلس با فرحت و انبساط ہوئی بادشاہ نے
جشن جمشیدی کیا تمام شب بادۂ گلگون کا دور رہا ناچ گانا صحبت بے تکلفانہ یہ طور رہا دم صبح شاہ کیوان جاہ
دیوان عام مین رونق افزا ہوا در خزانہ و قید خانہ واہوا اسقدر زر و جواہر محتاج فقیر ونکو عنایت و امداد ہوا کہ کاسۂ
گدائی اونکا جام و صراحی سے مبدل ہو گیا محل مین ہر محل رنجلی صحنک جا بجا کونڈے حاضری دسنے پڑیان منتون کے

جس جس نے مانی تہین کرنے بھرنے دینے لگین اور ڈومنیان تڑاق پڑاق پریوش خوش گلو باانداز سماع سامان
وساز حاضر ہوئین مبارک سلامت کہکر شادی مبارک گاتے چہچہے مچاتے نئی مبارکباد سنانے لگین مؤلف
شادی وجشن سزاوار مبارک ہووے * آج شہزادیکا دیدار مبارک ہووے * صدوسال سلامت رہے ربا ہین و امان
حسن کی گرمے بازار مبارک ہووے * وہ بھی دن آئے جو سہرا بندھے سر پر اسکے * سب خوشی سے کہین
ہر بار مبارک ہووے * بعد شادی کے خدادے کوئی فرزند رشید * ہم کہین آکے یہ دلدار مبارک
ہووے * خار کھاتے رہین کمبخت جو دشمن ہو سرور * دوستون کو گل و گلزار مبارک ہووے *

بیان جلسۂ شادی اوس وطن آوارہ کا انکار کرنا اوس مہر سیما ماہ پارہ کا ماننا سمجھانا اسکا شرماکے سر جھکانا پھر سامان برات کا مزہ لوٹنا پہلی رات کا

کدھر ہی تو ای ساقی گلعذار * مرا غم سے دل ہوگیا خار خار * پلادے کوئی ساغر لالہ رنگ * جوانی کی لائے جو دل میں ترنگ * کہے کتنے صحرانوردی کے رنج * بھلا کچہ تو شادیکا ہون نغمہ سنج * سرودسرایان بزم شادی و نغمہ پردازان محفل عروسی ودامادی انجمن بیان مین یہ زمزمہ سنج ہوئے ہین کہ جب جلسۂ عیش و طرب سے فرصت سبکو ہوئی ایکروز بادشاہ جمجاہ محلسرائے خاص مین جلوہ بخش تہا بی بی سے خلوت مین فرمایا کہ حقوق اور احسان جیسے جانعالم کے ہمارے ذمہ ہمت ہین تمام عالم جانتا ہی اور یہ بھی نزدیک و دور مشہور ہی کہ عشق انجمن آرا مین نادیدہ مبتلا ہو سلطنت کہو یہان آیا ہی اور کس مردانگی سے جادوگر کو مارا اوسکے پہندے سے چھڑایا ہی اسکے قطع نظر صورت سیرت خلق مروت ہمت جرأت یہ جتنی صفتین ہین سب خالق نے عطا کی ہین حسب عالی نسب والا حسن میز مہروماہ سے نرالا مناسب کیا ضرور ہی کہ جلد سامان شادی درست کر منعقد کرو خدا جانے آج کیا ہی کل کیا ہو کار امروز را بفردا مگذار اوسنے عرض کی جو رای اقدس مین گذرا ہی میرا عین مطلب تہا بادشاہ نے فرمایا آج انجمن آرا سے یہ مقدمہ اظہار کرکے جواب باصواب حاصل کرلو کل سے سرگرم سامان شادی ہو یہ کہکے بادشاہ

دیوان عام مین رونق افزا ہوا انجمن آرا کو مان نے طلب کیا اور دو چار مغلانیان آتون سن رسیدہ محلداریز
جہاندیدہ قدیم جو تہین اونہین بلایا شہزادیکی جلیسین بہی یہ خبر سنکر بے بلائے آئین اوسنے پہلے بیٹی کو گلیسے لگایا پیار
کیا پھر کہا سنو پیاری دنیاکے کارخانے مین یہ رسم ہی کہ بادشاہ کے گھر سے فقیر تک بیٹی کسیکے مان باپ پاس ہمیشہ
نہین رہتی اور غیرت دار کے گھر مین لڑکی جوان ہر وقت رنج کا نشان خفت کا سامان ہی اور خدا و رسول کا
حکم بھی یہی ہی کہ جوان کو بیٹھا نرکھو شادی کر دو وراے ان باتونکی ایک شخص نے تمہارے واسطے گھربار چھوڑا سلطنت
سے ہاتھ اوٹھا کسی آفت سے منہ نموڑا جی پر کہیل گیا کیا کیا بلائین جھیل گیا سر کہپی اور جان جوکہونکی جب تمنے ہمکو دیکہا
ہمنے تمہاری صورت دیکھی شکل مین پری شمائل فرخندہ خو فرشتہ خصائل تمام شہر عاشق زار ہی چھوٹا بڑا اوسپر فریفتہ
و نثار ہی ہر چند تم پارۂ جگر نور نظر ہو مگر واری جو انصاف ہاتھ سے ندو تو تم مین اوسمین بڑا فرق ہی تمہین اللہ نے
عورت بنایا ہی وہ مرد میدان نبرد ہی رنڈی مرد کا بہت تفاوت مشہور ہی آگاہ نادان و ذی شعور ہی الا جانی
ہمارا کہنا آرسی مصحف مین نظر پڑیگا دیکھیے گا جو دکہائی دیگا انجمن آرا نے یہ سنکر سر جھکا لیا رونے لگی کہا حضرت صورت
شکل کا مذکور یہان کیا ضرور تہا یہ اللہ کی قدرت ہی کیسکو بنایا کیسکو بگاڑا بہتسے لولے لنگڑے کانے کہدرے
گونگے بہرے ہین وہ چاہیے نہ جئین کہین نور ہی کہین نار ہی گل کے پہلو مین خار ہی یہ سب صنعت پروردگار ہی
دنیا مین کونسی شی بیکار ہی بلکہ برون سے اچھون کی تمیز ہی یون تو بادشاہ مصر غلام عزیز ہی اور جو بار احسان
سے دبکر فرماتی ہو کہ ایسا کرتو دنیا عالم اسباب ہی ایک کا کام دوسرے سے ہوتا آیا ہی یہ شخص نہ آتا اور میرے مقدر مین
رہائی ہوتی کچہ ایسا سامان نکل آتا اور کوئی اللہ کا ولی پیدا ہو جاتا میرے بند چھڑاتا مؤلف نیک و بد زمانہ
نہین اختیار مین * ہوتا وہی سر ورہی جو سرنوشت ہو * میری قسمت کمبخت بری ہی ایک مصیبت سے چھڑا دوسرے
آفت مین پہنسایا ہر دم کے طعنے اپنے بیگانے کے سنے پڑے کہ یہ آیا مجھے قید سے چھڑایا خدا جانے وہ کون ہی
کہانسے آیا ہی اپنے منہ سے میان مٹھو شہزادہ ہونیکا سب مین غل مچایا ہی مین آپکی لونڈی ہون بہر صورت
فرمانبردار اگر کنوئین مین جھونکدو چاہ سے گر پڑون اف نکرون مگر جو آپ اسکی صورت پر ریجہہ محنت اور مشقت کو

سمجہ بوجہ یہ مقدمہ کیا چاہتے ہین تو مین راضی نہین اگر مزدوری کی اجرت خدمت کا انعام منظور ہی کہ بادشاہو نکے
نزدیک احسان کسیکا اوٹہانا بہت دور ہی تو روپیا اشرفی جاگیر عنایت کرو کہ اوسکا بہلا ہو کام ہو آپکا نام ہو
یہ فقرہ سنکے وہ بہت ہنسی کہا شاباش بچی اوسکی جانفشانی کی خوب قدردانی کی واقعی وہ بیچارہ تمہارے
ملک کا یا روپے پیسے کا محتاج ہی ارے نادان وہ تو خود صاحب تخت و تاج ہی اسبات پر ہمسنون نے قہقہہ مارا
کہا حضور بس انکا یہ شعور ہی انکے نزدیک وہ شاہزادہ نہین مزدور ہی انجمن آرا نے جہنجہلا کے کہا روپیہ وہ
شے ہی اور ملک وہ چیز ہی کہ اسکے واسطے اسفندیار سا رویین تن مارا گیا فریدون و افراسیاب کا سر اوتارا
گیا وہ جو دائی دوا آ تو مغلانیان پُرانی پُرانیان حاضر تہین بولین قربان جائین واری مان باپ کے عدولحکمی
مین خدا و رسول کی نافرمانی ہوتی ہی تمہین انکار مناسب نہین اور خدانخواستہ یہ کیا تمہارے دشمن ہین جو راہ
چلتے کے حوالے کسیکے کہے سنے سے بے دیکھے بہالے کر دینگے آدمی روز بروز عقل و شعور سیکہتا ہی نشیب و فراز
بات کا محل موقع سوچتا سمجھتا ہی تم سلامتی سے ابھی تک وہی بچپنے کی باتین کرتے ہو کہیلنے کو دنیکے سوا قدم
نہین دہرتی ہو انجمن آرا نے جواب نہ دیا سر زانو پر رکھہ لیا لیکن وہ جو امیرزادیان اوسکی ہمنشین جلیس تہین جنسے راتکو
اسی دن کے روز مشورے رہتے تھے بولین ہے ہے لوگو تمہین کیا ہوا ہی آ تو جی صاحب بے ادبی معاف آپ نے دھوپ
مین چونڈا سفید کیا ہی خیر ہی صاحبو دلہن سے صاف صاف کہوایا چاہتی ہو دنیا کی شرم و حیا نگوڑی کیا اوڑگئی
اتنا تو سمجھو بہلا مان باپ کا فرمان کسی نے ٹالا ہی جو یہ ٹالینگی الخاموشی نیم رضا بوڑھے بڑے کے روبرو اور کہنا کیا
یہ سنکے آ تو قدیم جسنے انجمن آرا کو ہاتھو نپر کہلایا تہا پڑھایا لکھایا تہا بسم اللہ کہکے اوٹھی انجمن آرا کی مان کو نذر دی مبارکباد
کہکے ہنسنے لگی محل مین قہا تے مجھے شہزادی بنا دٹ سے رونے لگی نواب ناظر بیگم کے نذر لیکر بادشاہ کے حضور مین حاضر ہوا
نذر دی خلعت مرحمت ہوا یہان تو ارکان سلطنت اسی دن کے روز منتظر رہتے تھے یہ مژدہ فرحت افزا دریافت کرکے
اوٹھے بمراتب نذرین گذرین توپخانو نمین شلک کا حکم پونہچا نوبتخانو نمین شادیانے بجنے لگے تمام شہر آگاہ ہوا کہ ان بیاہ
ہوا مبارک سلامت کی صدا زمین و آسمان سے پیدا ہوئی شعر فلک پر یہ مبارکباد ہی اب کسکے ملنے کی ٭ یہ ایسا کون نجا دہر

خوانچہ تشتری کباب کی بہت آب و تاب کی شہر مین گلی گلی عیش و طرب خوشی مین چھوٹے بڑے سب نہ کسی کو
کسی سے غرض نہ مطلب پکا پکایا کہانا دکانو نمین بیٹھے ہر وقت ناچ دیکھنا سرکار کا کام نہانا بغلین بجانا
بیت بہشت آنجا کہ آزارے نباشد ❊ کسے را با کسے کارے نباشد ❊ اور اس سے پہلے تعین تاریخ روز شادی
نامی بادشاہون کو فرمان راجہ بابو کو صوبہ دارون کو شقی عالمونکو پروانے جا چکے تھے دو چار منزل گرد پیش
سر راہ دو دو کوس کے فاصلے سے باورچی اور حلوائی کہانا مٹھائی گرما گرم طیار کیے بیٹھے رہتے تھے کہ اس
عرصے مین جو مسافر گذرے یا طلبیدہ بادشاہ آئے بہوکا نجائے اور فرد فرد شادی راہ چلتون کو سنا شہر
مین بہیجدیتے تھے کہ یہ جلسہ قابل دیدہی غرضکہ دو منزل چار منزل بلکہ دس بیس دن کی راہ سے تماش بین
بنفکرے لکھنؤ والون سے سیر دیکھنے کو آئے اور ساچق کا دن آیا اگر سب سامان بیان کرون کہانے
ناتمام رہ جائے مگر وہی مشتے نمونہ از خروارے پچاس ہزار چوگھڑا روپہلے سنہرے جواہر نگار نقل اور میوے
سے لبالب لاکہہ خوان بحسن و خوبی بسیار پر تکلف سب پچاس ہزار مین مصری کے کوزے باقی مین میوہ اور
قند کی جہبریان مرصع کاری کی بڑی طیاری کے نقرئی دہی کی مٹکی گلے مین مچھلیان نار لیسے بندھین آرائش
کے تخت بیحساب اس روش کے جنکے دیکھنے سے صناعی صانع حقیقی کی یاد آئی گل بوٹہ اس سج دہج کا جو
نقل کو اصل کر دکہائے آتش بازی کے ٹوکرے قطار در قطار بے پایان سرو جھاڑ درخت میوہ دار ہزار در ہزار
لا بیان بہت تزک بڑا سامان آرائش کے گلدستو نسے چمن روان ساتہہ تہا سر دست یہ باغ ہاتہون ہاتہہ تہا
اس انداز سے ساچق گئی مہندی کی شب ہوئی وزیر درست تدبیر نے خوب طیاری کی نارنول کی مہندی
ہزار ہا من بو باس مین دلہن پن وہ رنگین جسکی دید سے دست نظارہ مثل پنجۂ مرجان رشک عقیق یمن ہو جائے
سرخرو ہمہ تن ہو جائے ایکبار لگائے لال ہو تمام عمر کف افسوس ملتا رہے نہ ہاتہہ لگنے کا ایسا ملال ہو لطافت
سر سبز ہری جگر مین سرخی کوٹ کوٹ کے بہری جڑاو کسینیو نمین خانشمع مومی و کافورے اور سیر روشن
ملیدے کے خوانون پر جو بن آرائش اور آتشبازنے ہمراہ سبکے لب پر واہ واہ بہت چک دمک سے

منہدی لایا اور یہ رنگ ڈہنگ حسن تدبیر سے دکہایا کہ تمام ہمچشموئین سرخرو ہوا برات کی رات کا حال
سنو دیوان خاص سے دلہن کا مکان چار پانچ کوس تہا یہانسے وہان تک دونو طرف بلور کے جہاڑ
آدمی کے قد سے دو چند سو سوبتی کے سر بلند چہ گز کے فاصلے سے روشن اور دس گز جدا نقرئی طلائی
پنجشاخہ جلتا اونسے کچہ دور ہزارون مزدور ٹہاٹہرون پر روشنی کرتے جہاڑ رشک سرو چراغان چمکتے جابجا
ترپولیے اور نوبتخانے بنے کتہک اتہک اونپر ناچتے نوبت بجتی مغرق شامیانے تنے اسکے قریب دو رویہ آتشبازی
گڑہی خلقت خدا تماشا دیکہنے کو کہڑی روشنی یہ روشن تہی کہ چیونٹی سوار کو بہیئات مجموعی مفصل معلوم ہوتی تہی
غرض نوشہ سوار ہوا شور و غل یکبار ہوا کسی نے کہا سواری جلد لانا کوئی پٹکا شملہ سنبہال خدمتگار کو پکارا کہ ہاتہی
بٹہانا پلٹنین آگے بڑہین عربی باجے بجنے لگے کوس و گور گرجنے لگے نوبت و نشان ماہی مراتب جلوس کا سامان
سوارون کے رسالے دو رویہ باگین سنبہالے خود اسپے اکے بیشقرار در ماہے دار پہر ہزار بارہ سی تخت روان
تمام تامی سے منڈہا اونپر رنڈیان جوان جوان شادی مبارک گاتین سج دہج دکہا طبلے ٹہر ٹہراتین بہت سے
سانڈنی سوار تیز رفتار خاص بردار خاصیان کندہو نپر دولہا کے برابر انکے قریب برچہے والے باندار چوبدار
روشن چوکی والے شہنائیں پر تکلف سُر ملاتے ہزارون غلام زرین کمر سنہری روپہلی انگیٹھیان ہاتھو میں



جھولی مین عنبر سارا عود غرقی بھرا سارا شہر مہکتا گرد نہرا رہا بجتا تھا پہنکتا سونے چاندی کی دستیان روشن مہتمونبر
جو بن قور مین چالیس بادشاہ پُرشوکت مسجاہ پیچھے بارہ ہزار ہاتھیون پر امیر وزیر ارکان سلطنت ترقیخواہ خواصے
مین انجمن آرا کا بہائے جان عالم کا سالا لاجاے شہبالا آہستہ آہستہ قدم قدم خوش و خرم چلے کوچہ و بازار
بوباس سے معطر تھا چرخ گردان دیدۂ دیدہ بان چارم سے تماشائی تھا یہ سامان تھا دشت کا وحش و طیر حیران
تھا پہرا رات رہے دلہن کے دروازے پر پونہچے ماما اصیلین دوڑین پانی کا طشت ہاتی کے پانون تلے پہینکا
کسی نے کچہ اور ٹوٹکا کیا دولہا اوترکر مجلس مین داخل ہوا بارہ سَے طائفہ رنڈیون کا سواے بہانڈ بھگتیے ہیجڑے
زنانے کشمیری قوال بین کار رباببیے سرودیے کے حاضر تہا ناچ ہونے لگا قریب صبح قاضی طلب ہوا بساعت
معین کئی سلطنت کے خراج پہ مہر بندہا طالب و مطلوب کو سلک ازدواج مین منسلک کیا مبارک سلامت کا
غل مچا میر سوز فلک شب کتخدائی دیکہہ اوسکی سوز یون بولا۔ تجھے یہ رات اے رشکِ مہِ انور مبارک ہو۔
سب طائفے ساتہہ کھڑے ہو ایک سر مین مبارکباد گانے لگے حوصلہ سے زیادہ انعام پانے لگے دولہا
زنانے مین طلب ہوا وہان رسمین ہونے لگین وہ بھی عجب وقت تہا آرسی مصحف و برو محبوب دلخواہ و دبدو
سورۂ اخلاص کہلا آئینہ رونمائی مین مزے لوٹتا سلسلۂ محبت مستحکم ہو رہا ڈومنیونکا سٹہنیان گانا دولہا دولہن کا
شرمانا کبھی ٹونے گاہ اچھے بنے سلونے ہمجولیونکا پوچہنا ٹونا لگا دولہا کا ہنسکے کہنا عرصہ ہوا کوئی دولہن کی جوتی دولہا کے
شانے مین چھوا گئی کوئی اوسیکا کاجل پارہ ہوا لگا گئی ہمسنونکی چہیڑ چھاڑ اونکی جوبن کے بہار فقط ململ اور شبنم کے ڈوپٹونکی آڑ



بزم نشاط انجمن آرا و جان عالم و صدای مبارک و سلامت از چپ و راست عالم

جسدم یہ رسمین ہوچکین نوبات کی نوبت آئی اسطرح جنی کہ دیکھی نہ سنی مہر حسن وہ جب پانون پڑکے اوٹھاتے اوڑا
نہین اور ہان کا عجب غل پڑا ٭ جب یہ سب رسمین ہوچکین بہڑ ومنیون نے پاہونی گالی سبکی چہاتی بہر آئی دلہن
سے رخصت ہونے لگی رو رو جی کہونے لگی سواری تیار ہوکے دروازے پر آئی دولہ نے سہراسر سے لپیٹ دولہن کو گود
مین اوٹھایا سبکا دل امڈ آیا شور و غل مچایا دنیا کے کارخانے قابل دید ہین بلکہ دیدہ ہین نہ شنید ہین شادی مین غم
سلف سے توام ہی مگر ثبات بجز باری کسیکو نہین مقدمات جہان گذران خواب پریشان ہین اسمین سب
حیران ہین مؤلف اک وضع پر نہین ہی زمانے کا طور آہ ٭ معلوم ہوگیا مجھے لیل و نہار سے ٭ غرضکہ دلہن کو
سکہپال مین سوار کیا بادشاہ نے اسباب ضروری سامان ظاہری کے سوا ملک و سلطنت و خزانہ جہیز مین لکہدیا
برات رخصت ہوئی وہ اہتمام تجمل سواری کا سامان ہر شخص خرم و خندان جہیز کا آگے بڑہنا لوگونکا دولہا پر
دعائین پڑھنا نسیم سحر کا چلنا شمع کا جہلا جہلا کی جلنا شہنا مین بہیرون بہاس الیا اللت رام کلی کا پہونکنا
نقیب اور چوبدارونکا کویل کیطرح کوکنا نوبت کی ٹکور جہا جہہ کا جہانجہہ سے شور جہٹ پٹا وقت نور کا تڑکا کڑکیتونکا
میل کڑکا کچہ کچہ تارونکی چپک نقارونکی صدا دہونسے کی گمک چاندکی منہ پر سفیدی دلہن والونکی یاس و ناامیدی
عطر کی ہر سو لپیٹ پہولونکی مہک سبکو نیند کا خمار کوئی پیادہ کوئی سوار فرش باسی ہار پہولون سے رشک صحن
چمن کہین جہول کہین شکن کسی جا پکہروٹی اور بیڑون کے پتے کہلے پڑے کہین لوگ حیران و ششدر کہڑے
مجلس کے فراق مین اہل محفل کے اشتیاق مین شمع کی زاری اشکباری لگن مین پروانونکی بیقراری خاکساری دولہا کے
لوگونکی خوش بشاش تیاری دلہن کے گہر مین نالہ و زاری کوئی کہین نیند کی جہونک مین پڑا کوئی یہ سامان بچشم
عبرت دیکہہ تاسف مین کہڑا شمع فانوس مین گل گلگیر مین زیرانداز بیر پروانون کیے پر فراش فرش اوٹھانیکے
تدبیر مین بیٹھے ہوئے ہر ایک کی آواز کہین سوز کہین ساز یہ وقت دیکہنے کے قابل ہوتا ہی راہ چلتا بہی دیکہکر
روتا ہی اسکی لذت وہ جانے جسکی نظر سے یہ ہنگامہ گذرا ہو کیسکی برات دیکہی ہو گو بیاہ نکیا ہو قصہ مختصر دولہا شگفتہ
خاطر خندان چہرے پر شباب کے چمک عارض تابانسے حسن کی بہار عیان ہاتہی پر سوار گرد شاہ و شہریار زر سرخ و سفید نثار

ہوتا سر جوک پہر بجے دیوان خاص مین داخل ہوا اب گہر پہونچنے کی ریت و رسم ہونے لگی دولہ دولہن جب آ اوترے
بکرا ذبح کیا انگوٹھی مین لہو لگا دیا پہر کہیر کہلائی رسمونسے فرصت پائی اب یہ منتظر ہوئے کہ شام ہو وصل کا سرانجام ہو
اوسدن جانعالم کا گہبرانا گھڑی گھڑی گہڑیالی سے ونکی خبر منگوانا دیکہنے کی گون تہا بدحواس پہرتا تہا کہ کہین جلد
رات ہو بے تکلفی کے ملاقات ہو کبہی کہتا تہا واہ قسمت کی خوبی پہر پہر کا عرصہ ہوا گھڑی نہین ڈوبی ہوش کہان
بجاتہا مگر یہ پوچہتا ابہی کیا بجا تہا اودہر انجمن آرا بہی جمائیان لیتے تہے تکیے پر سر دہر دیتی تہی جب کچہہ بہی تدبیر بن
نہ آتی تہی لوگونکے چونکانے کو اونگہہ جاتی تہی غرض کہ خدا خدا کر وہ دن تمام ہوا منہ وقت شام ہوا عروس شب نے
مقنعۂ مہتاب سے روپوشی کی مشتاقونکو فرصت ملی گرمجوشی کی لوگ آنکہہ بچا کر جا بجا کنارے ہوئے دولہا دلہن چہپر کہٹ
مین ہمکنار بیتابی کے مارے ہوئے شادی کا زور شباب کا عالم مشتاقونکا بیٹہنا باہم آنکہون مین خمار
نیند کا دل مین اشتیاق دید کا عطر سہاگ اور فتنے کی خوشبو بٹنے اور تیل کی عجب میل کے مہک ہر سو پہیلو نسے
پلنگ بسا او قحبہ کسا خود نشاء عشق سے باختہ حواس تمنا دل پاس نہ کچہہ دغدغہ نہ وسواس ہنگامۂ صحبت طرفین
سے گرم اودہر شوق اودہر شرم ایک طرف ولولہ گرم جوشی ایک سمت فرط حیا سے منہ پر مہر خموشی



تصویر جانعالم اور انجمن آرا سوہان پلنگ

بیان کرنا گذشتہ حال کا خیال لوگون کی دیکھہ بھال کا یہ معمول ہی اوس روز ہم سنین تاکتے جھانکتے ہین
لیکن ان ڈرون پر چپ نرہے آہستہ آہستہ دونون نے دکھڑے کہے جان عالم نے توتے سے ذکر سنکر در بدر
خراب خستہ ہوکر آنا توتے کا بیٹھہ رہنا وزیرزادہ کا صدمۂ فراق سہنا پھر طلسم کا پہنس جانا جادوگرنی کا ستانا
بعد اسکے نقش سلیمانی لینا وہانسے چل دینا کشادہ پیشانی و خوش بیانی بیان کیا مگر ملکہ مہرنگار کی ملاقات
جگت رنگی کے حرف و حکایات اوسکی طبیعت کا آجانا اپنا بے اعتنائی سے چلے آنا کچھ شرما کے بات کو مطلب
کی جاسے چبا چبا کے بیان کیا یہ اکثر ہوا ہی کہ معشوق کے روبرو جو اسپر کبھی کوئی عاشق ہوا ہی اوسکا ذکر کرتا ہی
شیخی بگھارتا ہی کچہ جھوٹ اپنی طرف سے جوڑتا ہی دل کے پھپولے توڑتا ہی اسکی شرح کو طول طلب ہے
پر عاشق مزاجون پر منکشف سب ہی انجمن آرا نے جادوگرنی کے قصے پر تاسف کیا ملکہ کے مذکور پر بناوٹ سے ہنس دیا
پھر روکھی صورت بنائے ناک بھون سمیٹی تیوری چڑہائی مگر چلے آنیکے سہارے پر مسکرائی اپنا بھی اشتیاق لیے دیے
از روز ملاقات محنت و مشقت کی قدردانی سے جادوگر کی لڑائی مین جانفشانی سے بیان کرکے کہا الانسان
عبید الاحسان جب اسطرح کے دو دو انجھر ہو چکے دلکے ارمان کہو چکے پہر دونو بیساختہ ہو شرم و حیا کہو ہم آغوش
ہوئے رنج درکنار غم و درد مہاجرت فراموش ہوئے **مؤلف** یہ ہمکناری جانان سے تازہ لطف اوٹھا ❊ گلے سے
ملتے ہی سب رنج درکنار ہوا ❊ سینے سے سینہ لب سے لب ہاتھہ پانون بلکہ جتنے اعضای جسم ہین سب وصل تھے شکل ہے
ایک جان دو قالب وہ ایک جان ایک ہی قالب غالب ہی کہ ہوگئی **استاد** ایام وصل مین ہم لپٹے ہین جیسے
اوس سے ❊ یون وصلی کے بھی کاغذ چسپان بہم نہونگے ❊ خواہش کو اضطرار حیا مانع کار شرم بر سر تکرار دونون کے
دم چڑہ گئے تھے انداز سے بڑہ گئے تھے دست بردی ہاتھا پائی تھی چوریان تھین جنگ زرگری کا وزوریان
تھین شہزادی موقع پر ہاتھہ نہ لگانے دیتی تھی جب بے بس ہو جاتی تو چٹکیان لیتے تھی گاہ کہتی تھی ایصاحب
اتنا کوئی گھبراتا ہی دیکھو تو کون آتا ہی کبھی خود اوٹھکے دیکھتی بہالتی تھی کوئی دم یون ٹالتی تھی آخر کار جب
غمزہ و ناز کی نوبت بڑہ گئی تہک کے ڈھب پر چڑہ گئی غنچۂ سر بستۂ تمنا می دراز بحرکت نسیم وصل شگفتہ و خندان

ہوا اور ناسفتہ درج شہریاری رشک عقیق یمنی غیرت دہ لعل بدخشان ہوا جیسا پیر دہقان فردوسی سخندان نے
کہا ہی شعر چنان بردوآورد وآورد وبرد * کہ دایہ زحسرت پس پردہ مرد * رشک وحسرت سے جگر صدف چاک ہوا
قطرۂ نیسان صدف مین گرا دشمن کمبخت در پردہ ہلاک ہوا تقاضای سن الڑہ پنے کے دن سیر تو یہ ہوئی
اوسوقت دونون ناتجربہ کار بادۂ الفت کے سرشار کیا کیا گہبرائے ہزارون طرح کے نئے نئے خیال آئے وہ کیفیت
سب بہولی جب دامن شب مین چادر پلنگ پر شفق صبح بہولی غرض کہ شرما کے استراحت فرمائی دل بیتاب
نے تسکین پائی ہنوز پلک نہ جہپکی تہی صبح کا غلغلہ ہوا نمود سحر ہوئی خاص و عام مین شب کے خبر ہوئی دم صبح
ایک سرخرو دوسرا ژولیدہ مو حمام مین داخل ہوئے جو جو محرم راز شریک ناز و نیاز تہین رات کی باتون
کے پتے رفرو کنایے مین دینے لگین کوئی شرمایا کوئے جہنجہلایا غمزہ و ناز ہر انداز مین رہا اوسوقت
قہقہے کا شور آسمان پر پہونچا جب خوانونمین پنجرے اور شیشونمین تنبول آیا الغرض نہاد ہو خاصہ نوش
فرمایا جان عالم بادشاہ کے حضور مین آیا خلعت فتح پایا اب امورات سلطنت بمشورۂ شاہزادہ ہونے لگے بعد رسم
چوتہی جالے کے لب دریا ایک باغ بہت تکلف کا نشاط افزا نام بادشاہ نے رہنے کو عنایت کیا اگر اوس باغ کی
تعریف رقم کرون شاخ زنبق و نرگس کے ٹہنی کو لاکہ بار قلم کرون الاخضر کی حیات رضوان کا ثبات درکار ہی نہین تو
ناتمام رہے لکہنا بیکار رہی سو بار خزان جائے بہار آئے ایک پٹری کی روش صفا تحریر نہو سکے خامۂ مانی ہسیل
جائے رشک گلزار جنان ایک تختہ فردوس سا کئی کوس کا باغ بے پایان برگ و بار گل اوسکے جو رخزان سے
آزاد بالکل نہ بلبل پر ستم باغبان نہ خوف صیاد عجائب غرائب چہچہے نئی رنگ ڈہنگ کے ترانے یاد جتنے دنیا
کے میوے ہین تر و تازہ ہمیشہ تیار سر سبز پتے خوشرنگ پہول پہل مزیدار گل تکلیف خار سے بری جہان کی
نعمت ہر تختے مین بہری روش کی پٹریونپر مہندیکی ٹٹیان کترے ہوئی برابر چمن مین وہ وہ درخت
پہلے پہولے جسے دیکہکر انسان کی عقل بہولے پہولون کی بوی خوش سے دل و دماغ طاقت پائے
جو پہل نظر سے گذرے بار خاطر نہو ذائقہ زبان پر منہ مین پانی بہر آئے نہرین ہزار در ہزار پر از آبشار گرد

چرند و پرند خوبصورت قطع دار باغبانیان پریزاد حوروش کمسن مہر لقا بیلچے جواہر نگار ہاتھو مین ہر ایک آفت کا پرکالہ دلربا مہ سیما کنوے بخیتہ جڑاو چرخی رسی کلابتون کی ڈول وہ کہ عقل دیکھکر ڈانوانڈول ہو چرسی نزاکت برسے بیل کے بدلے نیل گای کی جوڑیان آہو جنکے روبرو چکارہ باغبانیان مہ پارہ زربفت کے لہنگے قیمت کے مہنگے شبنم کے نفیس دوپٹے مغرق مصالح کی کرتی انگیا چہڑی پانون مین طلائی واچہڑے کان کی لوءین ہیرے کی بجلی برق دم سبکی آنکھہ جسپر پڑے کوئی ڈول کو سنبہال ٹپا خیال گاتے کوئی شعر برجستہ یا ہندیکا دوہا اوسمین ملاتی چہٹر چہاڑ مین چٹکی لیکے اوچہل جاتی ایسے باغ پر بہار مین جان عالم اور انجمن آرا ہاتھہ مین ہاتھہ پریونکا اکہاڑا ساتھہ دین و دنیا فراموش ہر دم نوشا نوش با عیش و نشاط اوقات بسر کرنے لگا جہان کا ساز و سامان ہر دم مہیا شراب و کباب چنگ و رباب کا جلسہ خدمتگار زرین پری پیکر ماہ طلعت سب کام کو حاضر جیسے کنہیا شام عشرت سحر کرنے لگا نہ خیال اپنے شہر و دیار کا نخوف نیرنگی فلک نہ بیم و ہراس گردش روزگار کا نہ مان باپ سے مطلب یار و آشنا بہولے سب نہ کچھہ دہیان اوس جگر فگار گشتہ انتظار ملکہ مہر نگار کا



تصویر جانعالم و انجمن آرا کی باغ مین ہاتھہ مین ہاتھہ سیر کرتے ہوے پھرنا

شرح جگر خراشی مصائب دیدہ روزگار یعنی ملکہ مہر نگار کی تڑپ بیقراری نالہ نیم شبی اور اشکباری اوس مصیبت شعار کی و ایک جملہ معترضہ پر شکایت کشش محبت کے حکایت

نظم — کدہر ہے تو اے ساقی بیخبر * نہ کی لطف سے غمزدون پر نظر * ہوا حال شادیکا سب اختتام

مگر غم کا قصہ ہی وہ ناتمام * طپش سے تڑپ سے توکردے بہم * کہ لکہتا ہون پہر داستان الم * خوشی سے مجھے رنج مرغوب ہی * یہ مونس ہی ہمدم بہت خوب ہی * یہی ساتھہ دیتا شب وروز ہی * یہ غم عاشقون کا غم اندوز ہی * نالہ نوازان بزم ماتم وتفتہ جگران کلبۂ غم حاکیان حکایت حزن وملال ونثاران جگر خون آشفتہ حال لکھتے ہین کہ اوس بے سروسامان کشتۂ ہجران دور از دلدار وہمقرین غم رونا دیدہ شادی بوریا نشین ماتم و لریش سینہ فگار یعنی ملکہ مہر نگار کا فرقت مین یہ حال ہوا استادیان تک کہ اوٹھانے کا وقت اپنے قریب آیا * اسپر مرے بالین پر تم اوٹھہ کے نہ آ بیٹھے * مین نام ترا لے لے دن رات جو چلاؤن * اوسنتے ہوے بہرے کیونکر نہ گلا بیٹھے * جو کوئی کہتا خیر ہی ملکہ گہلے جاتی ہو کیون اتنا رنج وغم کہاتی ہو تو یہ کہتی مصحفی غم کہاتی ہون لیکن مری نیت نہین بہرتی * کیا غم ہی مزے کا کہ طبیعت نہین بہرتی * مؤلف نہ پوچھو کچھہ مری حالت کہ اس دل کے لگانے سے * پریشان سینہ سوزان منفعل سر در گریبان ہون * ایسی باتین درد آمیز وحشت انگیز کرتے کہ سننے والون کی چہاتی پہٹتے وہ کہتین نظر بخدا رکہو حسن اوسے فضل کرتے نہین لگتی بار * نہو اوس سے مایوس امیدوار * سوز پہر بہار آتی ہی تجہین اے گلستان غم نہ کہا * وہ چلی آتی ہی فوج عندلیبان غم نہ کہا * گو کہ شب آخر ہوئی اے شمع توزار یے نکہ * پہر وہی محفل وہی تیرا شبستان غم نہ کہا * وہ سنکر یہ کہتی کہ مین چراغ سحری ہون یقین ہی کہ تا صبح بزم جہان سے چلکے سفری ہون خسرو پس ازانکہ من نمانم بچہ کار خواہے آمد مؤلف ہمارے جان کے جانے مین جب عرصہ رہا تہوڑا * تب اوسکے دل مین آیا دہیان میرے پاس آنے کا * آج تک اوس غفلت شعار فراموش کار کی کچہہ خبر نہ آئی ہمنے غم جدائی مین مفت جان گنوائی مؤلف تپ جدائی سے اسطرح اب نزار ہونین * اجل کے منہ سے بھی غالب ہی شرمسار ہونین * کیا ہی رنج جدائی نے ایسا کاہیدہ * نظر مین خلق کی رشک خط غبار ہونین * جو تو وہ گل ہی کہ عالم کے دل مین ہی تری جا * تو سبکی آنکہہ مین کہٹکا کیا وہ خار ہونین * قرار مے بردازخلق آہ و زاری ما * سرور رنج

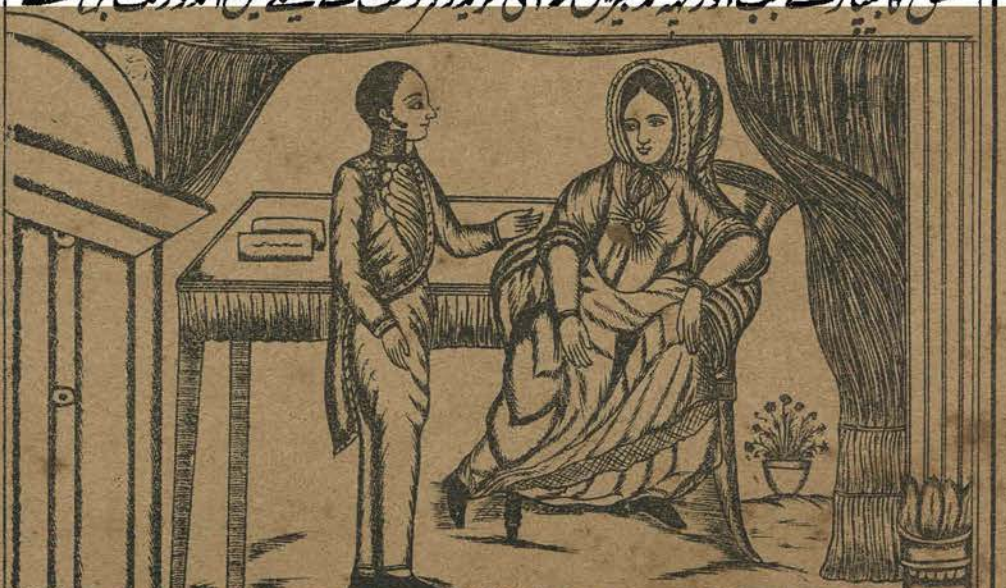
مین کسکے یہ بیقرار ہوئین * یہ معمول تھا جب چار گھڑی دن رہتا سوار ہوکر اون درختون مین جہان
جان عالم سے ملاقات ہوئی تھی جاتی اور جو جو شریک راحت و رنج تہین اونسے مخاطب ہو یہ کہتے
اہلی شیرازی خوش آنکہ تو باز آئی دمن پای تو بوسم * در سجدہ فتم خاک قدم ہای تو بوسم * ہرجا
کہ تو روزی نفسی جای گرفتی * آنجا ردم و گریہ کنان جای تو بوسم * روی تو تصور کنم و لالہ و گل
را * در حسرت رخسار دل آرای تو بوسم * ہرجا کہ غزالیست چو مجنون سر و چشمش * در آرزوی نرگس شہلای
تو بوسم * من اہلی درویش تو آن شاہ تہ نانی * دستیکہ ببوسم تمنای تو بوسم * اور کبھی صبح سے پھرتے
پھرتے قریب شام با دل ناکام اوسی جنگل مین پھر آتی یہ غزل زبان پر لاتی جرأت بشکل مہر ہی
گردش ہی ہمکو سارے دن * جو تم پھر آؤ تو پیارے پھرین ہمارے دن * نہین ہی تیرے مریضان
ہجر کا چارہ * اب اپنی زیست کے بھرتے ہین یہ بچارے دن * بوصل کیونکہ مبدل ہون ہجر کے ایام *
اگر خدا ہی یہ بگڑے ہوے سنوارے دن * رہے ہے تہا جبکہ ہم آغوش مجسے وہ پیارا * عجب فریکے تہین آہ تیز
عجب تھے پیارے دن * کب اوس سے ہوگی ملاقات ہین یہ پوچھون ہون * ذرا تو دیکھ نجومی
مرے ستارے دن * لگا یا روگ جوانی مین کیون میان جرأت * ابھی تو کھیل تماشے کے تھے تمہارے
دن * رات کو بحال بیقرار وہ سوگوار نا چار گھر آتی تمام شب کراہ کراہ سبکو جگاتے اور یہ سناتے
استاد حرام نیند کے اقرار وصل جانان نے * اسے کوئی کسیکا امیدوار نہو * وہ رات جسے شب
فرقت کہتے ہین بیچینی سے پہاڑ ہو جاتی تو وہ غم کے مارے سخت گھبراتی یہ لب پر لاتی استاد جیسا شب
عشرت کو فلک تو نے گھٹایا * کے جلد نہ فرقت کے ستمگر سحر ایسی * ہی ہی آج نہ صدای مرغ سحر آسے
نہ مؤذن نے ندای اللہ اکبر سنائی نہ خواب غفلت سے پاسبان کمبخت چونکا اور نیند کے جھونک
مین گھڑیالی بھی گجر کا بجانا بھول گیا جرأت تہے شب وصل یہ سب جان کے کھانے والے *
آج کیا مر گئے گھڑیال بجانے والے * شب کو نالہ تہا دن کو زاری تھی دن رات اوسپر سخت بہاری

تھے لوگ کہتے تھے ملکہ اللہ کو یاد کرو کبھی تو دلکو شاد کرو شافی مطلق تمہارے مرض مفارقت کو بصحت
وصل بدل کرے اب روز وصال عنایت ذوالجلال سے قریب ہی تو اوسوقت بحسرت یہ کہتی مؤلف
شب وصال جو قسمت مین ہی تو ہوویگی * دعا کرو شب فرقت تو یہ سحر ہووے * **نظم** مریض ہجر کو صحت سے
ابتو کام نہین * اگرچہ صبح کو یہ بچ گیا تو شام نہین * رکھو و یا نرکھو مرہم اسپہ ہم سمجھے * ہمارے زخم جدائی
کو التیام نہین * کیا جو وعدہ کشب اوسنے دن پہاڑ ہوا * یہ دیکھیو مری شامت کہ ہوتی شام نہین * وہی
اوٹھائے مجھے جسنے مجکو قتل کیا * کہ بہتر اس سے مرے خون کا انتقام نہین * اوٹھایا داغ گل افسوس تمنے
دل پہ سرو ر * مین تمسے کہتا تہا گلشن کو کچھ قیام نہین * **استاد** آخر شب وصال کے جا بیٹھ کے
وہی * ہر دن تہا اسے فلک جسے جس رات کا خیال * معاملات عشق دیکھیے وہان شہزادہ کو غم سے
فراغ کیفیت باغ گلعذار بغل مین راحت و آرام یہان ملکہ آتش فراق سے با دل پر داغ آشفتہ دماغ
خار غم جگر مین گرفتار رنج و آلام لیکن درد دل بیقرار نالہ جگر افگار رائگان نہین جاتا جب تڑپ بلبل کے
دل مین زیادہ ہوتی ہی موسم گل آتا ہی اسے طرح سوز دل عاشق جو حد سے فزون ہو معشوق رحم
کہاتا ہی بہولا ہو یاد آئے وگر ہجر مین پہڑک کر مر جائے مطلوب کو نعش پر لائے اوسکی بھی جان گنواتا ہی حضرت
عشق دشمن جان عاشق و معشوق ہین انکا حال کیا کہین چنانچہ یہ نقل ضرب المثل ہی اور حقیقت مین
اصل ہی چشم عبرت مین اور گوش پند نیوش شنوا اسکے دیکھنے اور سننے کو درکار ہی نیرنگے عشق کا اظہار ہی

نقل سوداگر کے بیٹی کی انگریز کا آنا فریفتہ ہوجانا آخر کو جان دینا دونوکا

کلکتے مین ایک سوداگر تہا عالی شان متاع ہر دیار تحفہ جوار جوار دکان مین فراوان اوسکی بیٹی تھی حسینہ
مہر طلعت ماہ جبین سیمین تن کا فر فرنگ غارتگر لندن غرض کہ اور تو اسباب سب طرح کا دکان مین تہا گہر مین
وہ زور رقم طرفہ تو م تھی فرنگ سے ہند تک اوسکے حسن کا چرچا تہا روم سے شام تک اور منبئی سے سورت تک

اوسکی صورت کی دہوم تھی استادہی رخنہ سازایمان وہ زادۂ فرنگی * اسلام اب کہان ہی عاصی فراموش
ہی * ہزارون انگریز بریز بریز کرتے اوسپر شیفتہ وبیتاب تھے لاکھون مسلمان سرگردان خستہ وخراب
تھے جب ہوا کہانے کو سوار ہو کر آتے تھے راہ مین دورویہ خلقت کی جان اوسکی ہوا خواہی مین بادؔ
جاتے تھے گبر وترسا اوسکا کلمہ پڑھتے تھے یہود ونصارا اوسکا دم بھرتے تھے مسلمان دل وجان نذر
کرتے تھے **مؤلف** اوس لعبت فرنگ کو دکہلاکے قاش دل * کہتا ہون چکھو یہ دل بریانکا توس
ہی * اتفاق زمانہ کوئی انگریز لندن سے تازہ وارد ہوا جلیل القدر ذیشان خوبصورت نوجوان شور
عشق سودا خیز سر مین سوز دل مین مزاج بے شر بیقراری آب وگل مین میر تہا طرحدار آپ بھی لیکن *
رہ نہ سکتا تہا اچھی صورت بن * قضارا وہ آفت کا مارا کچھہ اسباب لینے اوسکی کھوٹھی مین آیا اور اوس غارتگر دیز
وایمان ہر گبر ومسلمان سے دوچار ہوا عشق گلے کا ہار ہوا دیکھتے ہی متاع عقل اساس ہوش وحواس
گرہ سے کھو بیٹھا دل سے ہاتھہ دہو دم نقد جان کو رو بیٹھا اسباب خریدنے گیا تہا سودا مول لیا اوسنی
مشتری سمجھہ میزان محبت مین تول لیا ہاتھہ پانون نے ست دل نے ہمت ہارے دن دیے لٹ گیا
عشق کا بیمارے جب اور کچھہ تدبیر بن نہ آئی خرید وفروخت کے حیلے مین آمد ورفت بڑہائے



پھر تو یہ حال ہوا جرأت دکنین سو سو بار اب ہم اونکے گھر جانے لگے * منہ چھپانے وہ لگے ہم اونپہ مرجانے لگے * سلف سے آج تک عشق چھپا نہین مشہور رہی اس مقدمہ مین انسان مجبور رہی **میر**
عشق بے پردہ جب فسانہ ہوا * مضطرب کدخداے خانہ ہوا * جب یہ امر مفصل سوداگر کے گوش زد ہوا پاس نام و نشان خوف ذلت و رسوائی کا ازحد ہوا پہلے دونون کو نصیحت کے پند کیا پھر سلسلۂ آمد و رفت قطع دیکھا بھالے کا رخنہ بند کیا ادھر شعلۂ عشق نے بھڑک کر تاب و توان شکیب و تحمل کو ہیزم خشک کے طرح جلا دیا عقل کا چراغ بجھا دیا صبر کا قافلہ لٹ گیا دامن ضبط ناتوان کے ہاتھہ سے چھٹ گیا بیچارے صاحب کو چند عرصے مین سلامت نرکھا میر بستر خاک پر
گرایہ زار * درد کا گھر ہوا دل بیمار * خاطر افگار خار خار ہوے * جان تمناکش نگار ہوے *
دل نہ سمجھا اور اضطراب کیا * شوق نے کام کو خراب کیا * رفتہ رفتہ سخن ہوئے نالے * لگے اوڑنے جگر کے پرکالے * یہان تک تپ مہاجرت اور درد مفارقت سے حال درہم و برہم ہوا کہ صاحب بہادر شکست فاش اوٹھا کے صاحب فراش ہوا دل و جگر سینے مین پاش پاش ہوا حس و حرکت کی طاقت نرہی لینے کے دینے پڑ گئے **استاد** مرض یہ پھیل پڑا ہی تپ جدائی سے * کہ پیٹھہ لگ گئی یارون کے چارپائی سے * جو جو اسکے یار مونس و غمگسار تھے نصیحت و پند قید و بند کرنے لگے عورتون کی بیوفائی بتون کے سنگدلی معشوقون کے کج ادائی بہت مشرح سمجھائے سودمند نہوئے خاطر مین نہ آئی ان سب مین ایک اوس دشمن جان کا شفیق و غمخوار و فا شعار تھا کہنے لگا کیون جویاے مرگ ہوا ہی ظالم یہ کیا کرتا ہی اے نادان عدوی دل بدخواہ جان اسکا انجام ذلت ہی حاصل اسکا خفت ہی یہ خیال محال اپنے دل سے نکال زورق زندگانی سفینۂ نوجوانی دیدہ و دانستہ ورطۂ ہلاکت مین نڈال اپنے کس و کو پر نظر کر بسد دل خودرفتہ کو سنبھال تو نے پسر محسن کے حکایت نہین سنی کہ اوسپر کیا گذرے یہ سنکے وہ حزین با دل غمگین پوچھنے لگا کیونکر ہی

حال خسران محبسٹن کے بیٹے کا سفر کو جانا راہ مین جہازون کا غرق ہو جانا پھر تختہ کے سہارے سے پہونچنا کنارے پر فریفتہ ہونا ایک ماہ پارے پر لڑکون کا پیدا ہونا پھر تفرقہ اور خفت کا مبتلا ہونا

وہ بولا اسی شہر مین ایک شخص تہا محبسٹن نام نہایت اہل دول مرفہ حال صاحب علم وفضل جامع ہر کمال طبیب اور ادیب بے بدل سخن سنج لطیفہ گو بر محل کمالات مین یگانۂ روزگار تجارت مین نامور ہر دو بار سو سو جہاز ایک ایک بار تجارت کو جاتا تہا نصیب ایسا جاگتا تہا مٹی کو چہوتا سونا ہو آتا تہا کسی طرح کا خواہشمند بجز فرزند ارجمند نہ تہا دوا دعا خیرات تک بند نہ تہا شب و روز اسکا خیال تہا مدام فرحت مین یہ ملال تہا ہزار دن رنج لاولدی کی سہتا تہا مگر صابر ایسا تہا کہ خدا کے سوا کسی بندہ سے کچہہ نہ کہتا تہا خوش قسمتون کی دعا جلد قبول ہوتی ہی تمنائے دل حصول ہوتی ہی پچہتر برس کے سن مین اللہ نے بیٹا عنایت کیا حسب دلخواہ صورت مین غیرت ماہ بہت شادان ہو کے سرگرم پرورش ہوا ایک عالم اوسکی صورت دیکہکے غش ہوا جب بارہ برس کا سن ہوا نشیب و فراز دیکہنے کا دن ہوا بسبب طبع رسا و تعلیم استادان باذکا جمیع علوم سب فنون مین یکتائے زمانہ مشہور ہوا ماں کو خوشی باپ کو سرور ہوا درس دینے لگا مطب کرنے لگا اورون کو تعلیم سب کرنے لگا چودہوین برس باپ سے سفر کی اجازت چاہی کہ تجارت مین کوئی دقیقہ باقی نہ رہ جائے والدین کو حاصل مشقت دکہائے محبسٹن نے کہا اپنا بہی یہی قصد تہا مگر چندے توقف کر دابہی ناتجربہ کار ہو اوسنے عرض کے کہ حضور عمر طبعی کو پہنچے مسن ہین فدوے کی سیاحت اور سفر کے یہی دن ہین چاہتا ہون کہ آپ کے بقید حیات سفر کو جاؤن گرم و سرد زمانہ دیکہون جودت طبع سبکو دکہاؤن آخر محبسٹن نے دس بارہ جہاز پر متاع و مال اور کچہہ رفیق قدیم کارگذار دیانتدار امانت شعار ہمراہ کر رخصت کیا نشیب و فراز دوران نیرنگی جہان سے آگاہ کر دیا جہاز ایک سمت روانہ ہوئے دو مہینے کے بعد ہوائے جور گردون سے سرگون

ہو کے تباہ ہو گئے مجتبٰن کے بیٹے کا بھی جہاز ڈوب گیا یاران ہمراہی عالم بقا کو راہے ہوئے کچھہ طعمہ نہنگ
وماہے ہوئے یہ ایک تختہ پر ڈوبتا ترتا بہ چلا حیات مستعار باقی تھی ساتوین دن ہترتا پھرتا تختہ کنارے
پر لگا غش سے جو افاقہ ہوا آنکھین کھولین سر اوٹھایا تختے کو گھاٹ پر پایا بہر کیف اوترا کچھہ گھاس لارسی
بنا وہ تختہ کشتی شکستہ تپہر سے اٹکا دیا پھر آپ تبلاش آب و دانہ روانہ ہوا تہوڑے مسافت بصد آفت
طے کی شہر عظیم الشان بہت آبادان نمود ہوا آہستہ آہستہ بیٹہتا اوٹہتا شہر مین داخل ہوا وہان عجیب سانحہ
طرفہ ماجرہ نظر آیا دکان ہر ایک وا اشرفی روپی کا ڈھیر جابجا اسباب سب طرح کا نایاب موجود مگر آدمی کا
پتا مفقود اس قرینے سے ثابت ہوا کہ عرصے سے یہ بازار جنس بشر سے خالی ہی ویران مطلق ہی شہر کا
وارث ہی نہ والی ہی پھرتا پھرتا قلعے مین آیا باغ سرسبز پر میوہ بیچ مین بنگلہ زربفت کے نفیس پردے پڑے
ہوے در و دیوار مین جواہر بیش بہا قرینے سے جڑے ہوے پردہ اوٹہا بنگلے مین گیا پلنگ جواہر نگار
گسترده اوس پر بشکل مردہ ایک شخص ڈوپٹا تانے نکوئی پائینتے نہ سرھانے پڑا ہی اسنے ہاتھہ بڑھا ڈوپٹا
جو سرکایا وہ عورت تھی نیند سے چونک پڑی سر اوٹھایا متعجب ہو کے اسکی صورت دیکھی متاسف ہو کے
یہ سنایا کہ ای عزیز اپنی جوانی پر رحم کر یہ مکان نہین سیل فنا ہی تو نا آشنا ہی اس سے درگذر و گرنہ آفت کا
بتلا ہو گا خدا جانے ایک دم مین کیا ہو گا اسنے کہا ایسا ماجرا کیا ہی بیان تو کر عورت نے کہا پہلے تو اپنے
یہان آنے کا حال سنا کہ کیونکر آ پہنچا اسنے کہا ہفتہ گذرا بے دانہ و آب خستہ و خراب ہون جو کچھہ
کھاؤن تو داستان پریشانی کی سناؤن عورت بولی مدت کے بعد کھانے کا نام تیرے منہ سے
سنا ہی سو کھانا یہان کہان بجز غم کھانے کے اور پانی سوا اشک بہانے کے آنسو پینے کا نام ہی اس سے
نہین پیتی ہون اور کھانے کی قسم سے قسم تک نہین کھاتے متحیر ہون کیونکر جیتے ہون مگر تمہارے
مین ہان خوف کھا کے روز دن بھرتی ہون ہر شب کہ شب اولین گور ہی جان گنے رہتے ہی سخت
جانی کے بدولت نہین مرتے ہون جرات یہ غلط کہتے ہین بے آب و خورش جیتے ہین ؛؛

لخت دل کہاتے ہین اور خون جگر پیتے ہین ❊ تو اس باغ مین جا جس میوے پر رغبت خاطر ہو
کہا محبتن کے بیٹے نے جا کے میوہ کہایا نہر سے پانی پیا گو نہ رنج فاقہ کشی سے افاقہ ہوا پھر عورت
کے پاس بنگلے مین آ کے حسب و نسب اپنا اور باعث سفر جہاز کی تباہی کے مفصل سرگذشت سنائے
پھر اوسکا ماجرا پوچھا وہ بولی اے شخص اس شہر بے چراغ کی مین شہزادے ہون باپ میرا اس
ملک کا حاکم تھا چھوٹا بڑا یہان کا شاد و خرم تھا باپ جو تاجدار تھا مجکو مشغلہ سیر و شکار تھا ایک روز لب دریا
مصروف تماشا بیٹھی تھی دفعۃً ایک سانپ پانی سے نکل کے میری طرف بڑھا مین نے اوسکو تیر مارا معلوم
نہین لگا یا خطا کر گیا پھر جو دیکھا تو اژدہا ہے مہیب بشکل عجیب جھپٹا آتا ہی مین تو ڈر گھوڑے پر چڑھ کر
بھاگے جو جو ہمراہ رکاب تھے وہ طعمۂ دہن مار خونخوار ہوئے کہانتک بیان کرون ساکنان شہر مع
بادشاہ انسان سے حیوان تک کوئی نہ بچا سبکے سب ہلاک ہوئے تہ خاک ہوئے فقط مین سخت جان
باقی ہون اور یہ صحبت ہی کہ قریب شام وہ مار خون آشام آ کر اس بنگلے کے نیچے بیٹھتا ہی دو گھڑی
کے بعد غائب ہو جاتا ہی مجہ جب بہوک پیاس کا غلبہ ہوتا ہی اسی باغ سے میوہ کہا پانی پیتے ہون
اس خرابی سے جیتی ہون کوئی غمخوار بجز ذات پروردگار نہ تہا جسکو حال زار سناتے اتنے دنو نہین
آج تجھے دیکھا خوف خدا آیا مطلع کر دیا پسر محبتن نے کہا خاطر پریشان جمع رکھہ اگر فضل الٰہی مددگار
ہی تو جلد اوسکو فی النار کر تجکو اس آفت سے نجات دیتا ہون یہ کہکے جس جگہہ سانپ کے بیٹھنے کی جگہ عورت
نے بتائی تھی وہان گڑہا کہودا اور قلعے سے باروت لا کر دور تک نقب سی بنا باروت اوسمین چھڑک دی
پھر گھانس ہری اوسپر جمائی شہزادی نے کہا اب وہ آتا ہی ہوگا یہ جا کے سر نقب پوشیدہ ہو کر بیٹھہ رہا کہ
دفعۃً وہ افعی پر زہر خدا کا قہر آیا اور اپنے جگہ پر اوس سبز قدم نے فرش زمردین پایا بہت
خوش ہو کر بیٹھا یہ تو تاک مین تہا پتھر سے آگ نکال اوس نقب مین ڈال دی فوراً ایک
دہماکا پیدا ہوا وہ ٹکڑا زمین کا مع سانپ کے آسمان پر پونہچا یہ ہنستا ہوا عورت کے پاس آیا



تصویر شہزادی پری اور مجستن کی اور بیابان چیتی ۱۸۷۱

دونون نے شکر کا سجدہ بدرگاہ دافع البلیات کیا باہم بے اندیشہ و غم رہنے لگے سات برس دونو ساتھ رہے اس عرصے مین دو لڑکے بھی پیدا ہوئے ایکدن رنج تنہائی کی شہزادے نے شکایت کی کہ اکیلے طبیعت نہین لگتی سعدی بہار عمر ملاقات دوستدارانست ٭ چہ حظ برد خضر از عمر جاودان تنہا کب تک تنہائی مین بسر کرین شام غم انجام رو رو کے سحر کرین کوئی ترکیب ایسی نکالو کہ پھر یہ ویران شہر آباد ہو خاطر غمگین شاد ہو وہ بولا اگر وطن جاؤن اور مجسٹن کو یہان لاؤن تو یہ بستی بسے عورت نے کہا اکیلے مین کیونکر بسر کرونگی مین بھی ساتھ چلونگی آخرش ایک ایک لڑکا دونون گود مین لیکے چل نکلے قضارا وہان پونہچے جہان تختہ بندہا تہا ذہن مین آیا پیادہ پا لڑکونکا لیچلنا محال ہی بیجا یہ خیال ہی توکلت علی اللہ کہکے اسی تختہ پر سوار ہو رسی کھولدو کہین تو جا نکلوگے یہ سوچ کر دونو سوار ہوئے وہ تختہ کہولنے لگا شہزادی نے کہا مال و اسباب تو اسقدر ہی کہ بیان مین زبان قاصر ہی مگر ایک ناریل اکسیر سے بہرا ہی دولت لاانتہا ہی رتی باونن تولہ کا تجربہ ہو چکا ہی بہت تردد سے ظل سبحانی نے پایا تھا سب سے چھپایا تہا جو تو اجازت دے تو اوسے لے آؤن مصرع بدوزد طمع دیدہ ہوشمند ٭ مجسٹن کے بیٹے نے کہا اچھا وہ تختہ کچہ کہلا کچہ بندہا یون ہی رہا شہزادے لڑکا لیے اوترے اسکے اوترتے ہی ایسی تند ہوا چلی کہ رسے تکان سے ٹوٹ گئی تختہ بہ چلا ہر چند اسنے ہاتھہ پانون مارے

وہ ساحل مطلب سے کنارے ہوا کنارے پر شہزادی بحال خراب دریا مین وہ بادل کباب بہ نکلا دیسے
کہتا تہا دیکھیے مرضی ناخدا ے کشتی بادبان شکستہ کیا ہی یہ جھونکا ہوا ی قوم ثمود عاد کا ہی اس سوچ
مین چلا جاتا تہا کہ ایک جہاز نمود ہوا اہل جہاز نے جو دیکھا تختے پر کوئی جوان گودمین لڑکا نادان لیے
بہا جاتا ہی رحم کہا پنسوہی کو دوڑا جہاز پر لیا اتفاق زمانہ مالک جہاز مجسٹن کا دوست دمساز تہا
اسکو پہچانا بہت تعظیم تکریم سے پیش آیا برس روز مین جہاز کلکتے مین داخل ہوا جہاز کا حاکم مجسٹن کے
ملاقات کو آیا بچھڑے بیٹے کو باپ سے ملایا یہان جسدن سے جہاز کی تباہی مجسٹن نے سن پائی
تھے محیط رنج والم غریق لجہ غم تہا باری بیٹے کو دیکھکر سجدہ بدرگاہ بارے کیا پوتا گہاتے مین ملا اور
کلمات شکریہ اوس سے کرنے لگا اوسنے کہا بندہ پرور خیر ہی دنیا اسی کا نام ہی جسکا کام جس سے
نکلے وہ فخر وسعادت سمجھے بعد چند روز مجسٹن نے بیٹے سے روداد سفر پوچھی اوسنے ابتدا سے انتہا
تک حکایت فلک کج رفتار کی شکایت بیان کی وہ یہ سنکر سمجھا مشکل پیچ پڑا مگر سہل انکار سے یہ جواب
دیا کہ اَلْخَیْرُ فِیْمَا وَقَعَ خیریت اسی مین تھی جو ہوا مصرع برسر فرزند آدم ہرچہ آید بگذرد ٭ مگر یہ مقدمہ
اور بیان سرد دبستان ہوا بیٹے نے کہا مناسب یہ ہی کہ اب جلد چلیے ایسا ملک مالا مال دولت
لازوال ہاتہہ سے نہ دیجیے نصیب دشمنان نہ کیجیے مجسٹن نے کہا خیر ہی باباجان کیسا آنا جانا یہ بھی
ایک فسانہ تھا جو تمنے کہا ہمنے سنا اور وہ خواب پریشان تہا جو تونے دیکھا اسکو یاد رکھو لا اعلم
ایام وصال وصحبت سیم تنان ٭ در عالم خواب احتلامے شد و رفت ٭ بیٹے نے جواب دیا آپسا
عقلمند ایسا کلمہ فرمائے تو نہایت بعید ہی دنیا مین تین معرکے ہین زر زمین زن یہ سامان جمع ہین
اگر آپ نجائینگے فدوی تنہا جائیگا پہر نہ آئیگا مجسٹن نے کہا افسوس ہم تجھے دانا جانتے تھے الا ہمارے نادانی
تھی حمق کے مقتضی تمہارے نوجوانی تھے ای بھائی کوئی نادان سے نادان عورت کے بات کا
دہیان نہین کرتا یہ باتین جب تک تہین جو تم اور وہ باہم تھے وہ مونس تھے تم ہمدم تھے اب حیرت

ہی سعدی زن دوست بود ولی زنانی * تا جز تو نیافت مہربانی * چون در بر دیگری نشیند * خواہد کہ ترا دگر نہ بیند * مصرع * اسپ و زن و شمشیر وفادار کہ دید * ہر چند اوسنے سر پہرایا مغز خالی کیا یہ مقدمہ اوسپر چالی کیا وہ بے مغز نہ سمجہا مصحفی * مصحفی سود نصیحت کا نہین عاشق کو * مین نہ سمجہون تو بہلا کیا کوئی سمجہائے مجھے * ناچار مجسٹن نے کہا تم جب تک ذلت نہ اوٹہاؤگے اور یہین خراب نکروگے اس حرکت بیجا سے باز نہ آؤگے نہ چین لوگے اوسی دن مجسٹن سامان سفر درست کر ساتھ جہاز مع اسباب اور چند شمشیر خوش تدبیر ہمراہ لیکر روانہ ہوا عقل کے دشمن بیٹے کو ساتہ لیا چند روز مین ہوا جو موافق تھی وہ جزیرہ ملا جہازونکو لنگر ہوا مجسٹن کا بیٹا اوترا اگرچہ ہان ویرانہ بوم وغول کا آشیانہ تہا وہان بستی دیکھی اور جس جگہ بیٹہا تہا اوسی ہموار پایا بلندی نظر آئی نہ پستی دیکھی دشت مصفا آدمی ہر سمت سرگرم کاربار شہر پناہ طیار اسے تعجب ہوا سمجہا کہ مین بہول گیا کسی سے پوچھا اس شہر کا نام کیا ہی والے ملک کونسا ہی وہ بولا مدت سے یہ ملک بسبب آفت آسمانی اوجاڑ ہو گیا تہا رعایا برایا بلکہ بادشاہ بھی نہ بچا تہا فقط بادشاہ کے بیٹی باقی تھی اب برس دن سے اوسنے شوہر کیا ہی شہر از سر نو آباد ہوا نیا طرز ایجاد ہوا زمین یہان کے زرریز چشمہ سرد و شیرین ہوا فرحت انگیز ٹہنڈہی ہی عورت نے بسایا ہی اس باعث سے نام اسکا شہزادے منڈی ہی مجسٹن نے یہ ماجرہ سنکر بیٹے سے کہا خوش تو بہت ہوئے ہوگے لو سیدہے پہر چلو یہان نہ ٹہرو اوسنے کہا اتنی سفر کی صعوبت اوٹہائے اوسکی صورت بھی نظر نہ آئی دو باتین کرلون تو پہر چلون مجسٹن نے کہا یہ مصیبت کچہ نہ تھی جو بات کرنے مین ایذا اوٹہیگی وہ کیسکی کب مانتا تہا عورت کو اپنے اوپر فریفتہ جانتا تہا اونہین لوگون سے پھر پوچھا شہزادی کبھی سوار بھی ہوتی ہی کسی سے دو چار بھی ہوتی ہی وہ بولے روز ہر گلی کوچہ مین آتی ہی دیکہہ بہال کے چلے جاتے ہی غرض کہ سوارے کا وقت دریافت کر لڑکے کا ہاتہ پکڑکے سر راہ جا کھڑا ہوا کہ شہزادے شبدیز کو مہمیز کرتے آپونہچی یہ پکارا ہمنے ایفائے وعدہ کیا حاضر ہوئے آئے اور لڑکا بھی فضل اسکے سے سلامت موجود ہی ساتہ لائے گیا

ارشاد ہوتا ہی اوسنے بیگانہ وار جیسے کسی اجنبی کو کوئی دیکھتا ہی گھورا مگر جواب کچھہ دیا چلے گئی خفیف
گھر پہر امجسٹن نے پوچھا کیا گذری بیٹے نے کہا آج ملاقات نہوئی کل پھر جاؤنگا اوسنے کہا صبح کا جانا روز
سیاہ شام غم دکہائیگا بھور ہو جائیگی بہت پچتائیگا اوسنے نانا دوسرے روز بیٹے کو سکھایا کہ جب سواری
قریب آئے گھوڑے سے لپٹ جانا اور یہ زبان پر لانا کہ دنیا کا لہو سفید ہو گیا مہر مادری سے محبت پدری
مین لطف زیادہ پایا کہ ہمین ساتھہ بآرام تمام لیے پھرتا ہی تم بات بھی نہین پوچھتی ہو بلکہ پہچانتی نہین جسدم
سواری قریب آئی یہ تو بہت جلا تھا اور سمجھہ چکا تھا کہ کھیل بگڑ گیا کہا شاہزادی باگ کو روکو شیر ونکا نعرہ
سن لو وہ خود تو رکے تھی باگ بھی خود بخود رک گئے پسر محبسٹن نے اور تو کچہ نہ کہا یہ مسدس شروع کیا مولف
یاد ایام کہ نفرت تھے زمانے سے تجھے * ہوتی وحشت تھے بہت غیر کے آنے سے تجھے * خوف آتا تھا
کہین آنے سے جانے سے تجھے * مکر تہا یاد خبر تھی نہ بہانے سے تجھے * بیدھڑک غیر سے باتونکا کبھی طور
نہ تھا * ہمین ہم تھے تری صحبت مین کوئی اور نہ تھا * کبھے چوٹی کے خبر تھی نہ تھا کنگھے کا خیال * بارہا
اولجھے ہی رہتے تھے ترے سلجھے بال * پان کے لاکھے سے اور مسی سے رہتا تھا ملال * مجکو افسوس
یہ آتا ہی کہ گذرا نہین سال * ایسے کیا بات ترے دل مین سمائی ظالم * دفعتہ سب وہ رہ و رسم بھلائی
ظالم * تھے لگاوٹ ہی نجہے یاد نہ خلطا سب سے * گرمجوشی کا بھلا کب تھا یہ لپکا سب سے * بیٹھنا
کونے مین ہر دم نجھے تنہا سب سے * تجکو لگ چلتے کبھی ہمنے نہ دیکھا سب سے * ابتو ٹٹی مین کیا
چھید غضب تونے کیا * کھل گیا سب یہ ترا بھید غضب تونے کیا * شکر صد شکر ہوئی جلد رہائی تجسے * ابتو تا حشر
مکدر ہی صفائی تجسے * وضع اپنی نہین کیا کیجے برائی تجسے * نہ ملین پر جو کہے سارے خدائی تجسے * بخدا ملنے سے ہم
ہاتھہ ترے دہو بیٹھے * اوٹھو بس جاؤ تمہین کھول کے دل رو بیٹھے * سچ اکثر ہی مگر دل یہ ہمارا کرتا * گرچہ
حیوان سے تو ربط گوارا کرتا * ایسا بدنام تو وہ بھی نہ بچارا کرتا * بجز الفت سے نہ اسطرح کنارا کرتا *
مفت لے پیارے زمانے کے برائی ہمنے * سخت اوقات یہ بیہودہ گوائی ہمنے * اب قسم کھاتا ہون

لو دل نہ لگاؤنگا کبھی * ذلت و رنج نہ اسطرح اوٹھاؤنگا کبھی * گر طرحدار بھی اس دہر مین پاؤن گا
کبھی * اوٹھہ کھڑا ہونگا نہ مین پاس بٹھاؤنگا کبھی * موسم اب دل کے لگانے ہی کا جاتا نرہا * ربط کیا
خاک کرین ہم وہ زمانا نرہا * برزبان یارون کے یہ ذکر رہیگا ہر بار * گو کہ عاشق تہا مگر تہا یہ بڑا غیرت دار
دیکھہ بد وضع کیا دیکھیے ایسا انکار * سر ٹپک مر گئے سب پر نہ ملا وہ زنہار * کرے معشوق کسی سے تو
دغا ایسی کرے * پیچ کرے بات کے عاشق تو بہلا ایسی کرے * یہ سنکر وہ شرمندہ ہوئی پھر لڑکا گھوڑے سے لپٹا یہ
بیچارہ نادان اون باتونکا سود و زیان کچہ نہ سمجھا جو کچہ باپ نے سکھایا تہا کہنے لگا جب کہہ چکا شہزادی نے
تینچہ قبور سے کہینچ لڑکے پر جھونک دیا دہم سے گر پڑا دایۂ اجل نے کنار عاطفت مین اوٹھا اہل قبور سے ملادیا

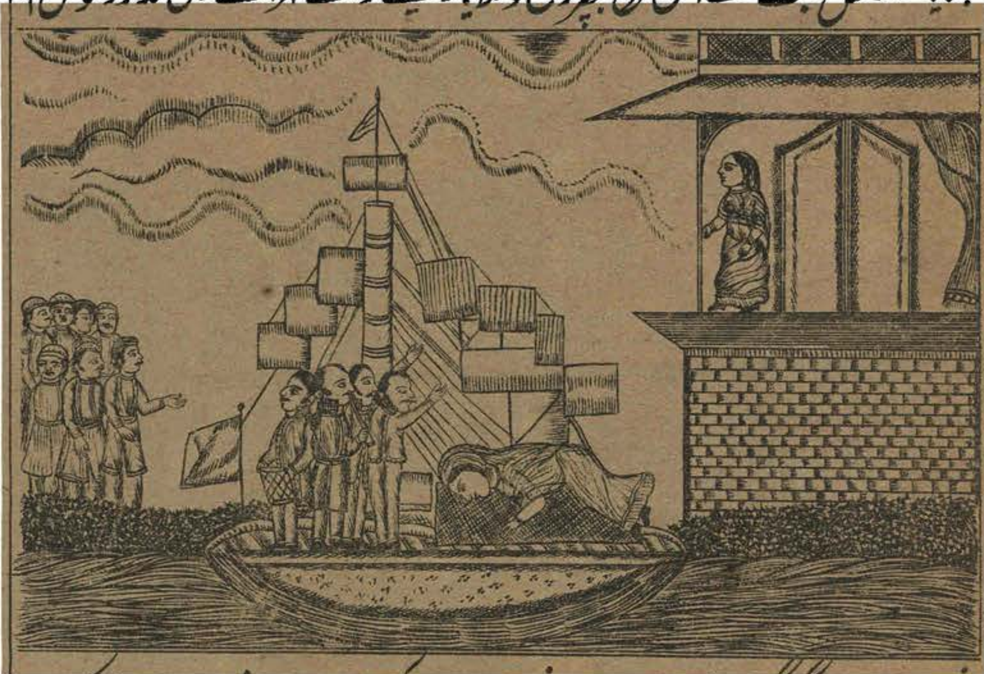


پھر باگ اوٹھا چل نکلے مجسٹن کے بیٹے نے بہت خاک اوڑائے بیٹے کے لاش باپ کو دکھائے
اوسنے کہا ہمارے بات جو سنتا تو کیون سر دہنتا وہ بدنصیب دشمن عقل بولا صبح اختتام ہی جو
کچہ ہونا ہی ہو جائیگا مجسٹن نے کہا تو اپنا بھی حال ایسا ہے بنائیگا دم سحر جب وہ چلا مجسٹن کا جی
نرہ سکا ساتھہ ہوا جسدم شہزادے کی سواری پاس آئی باگ پکڑ لے ہنوز زبان نہ ہلائے تھے
شہزادی نے کہا ای مجسٹن ہمنے سنا تہا کہ تو مرد جہاندیدہ سرد و گرم روزگار چشیدہ تجربہ رسیدہ ہی مگر افسوس

باین ریش فش پیرنا بالغ ہی تو نے سنا نہین لا اعلم زحادثات جہان بس ہمین پسند آمد * کہ خوب و زشت بد و نیک درگذر دیدم * اس پیرانہ سالے مین تجربہ ہزار سانحے گذرے ہونگے کچہ الم و رنج کا مزہ یا فرحت و خوشے کا نشا باقی ہی اے نادان دنیاے دون کے معاملے بوقلمون ہین کس کس بات کو یاد کیجیے کسکا غم کس بات سے خاطر شاد کیجیے اگر عقل رسا کچہ فہم وذکا ہو تو دنیا مین کافی ہی یہ بات گذشتہ را صلوات مصحفی اے مصحفی مین رو دُن کیا پچہلی صحبتونکو * بن بن کے کہیل ایسے لاکہون بگڑگئے ہین یہ کہکر گہوڑا چہچکارا کہ پہر سلسلہ جنبانی اس امر ہمعنی کے موجب مضرت جان جانا مجتنن نے بیٹے کو سلام کیا اور نہ کچہ کلام کیا وہ بہی نطفہ ضعیف کا پیدا بوڑہے باپ کا بیٹا تہا محجوب وطن کو پہرا جیتے جی باپ سے آنکہہ چار نہ کی یہ جملہ اوس انگریز نے تمام کرکے کہا مطلب اس سمع خراشی سے یہ ہی کہ آدمی وہ بات نکرے جسکا حصول ذلت و خفت ہو کہو اب کیا کہتے ہو یہ قصہ سنکر وہ فرہاد بیستون عشق شیرین زمانے سے یہ کہنے لگا یہ سب مینے سنا مگر بقول استاد کب تلک جیونگا مین موت اکدن آنی ہی * ہجر مین جو آجاوے عین مہربانی ہی * سب جلسہ سرٹپک کر اوٹہہ کہڑا ہوا کہا جب یہ جان گنوائیگا تب جہگڑا جائیگا آخرکار جب اوسکا حال ردے ہوا دوستون کو چٹہیان لکہکر جمع کیا کہا دنیا مقام گذران ہی جو ہے روان دوان ہی کل اس مقام سے ہمارا کوچ ہی یہ سرا سر لوچ ہی اگر ہمارے وصیت بجالاؤ گے دنیا مین نام حشر کو بخیر انجام ہو گا سب نے اقرار کیا کہ سرمو اسمین کمے بیشی نہوگے مطلق عاقبت اندیشے نہوگے جو جی مین ہو شوق سے کہو اوسنے کہا بعد انتقال بہر حال ہمارا جنازہ تکلف کا بنا کر بجرے کے چہت پر صندوق نعش دہر باجے بجاتے ہمارے معشوق کی کوٹہی جو لب دریا ہی دار فنا ہی اوسکے نیچے سے لے جانا اور دل مین یہ کہتا تہا استاد ساتہہ وہ میرے جنازے کے لحد تک آئے * اے اجل تیرا قدم مجکو مبارک ہو وے * قصہ مختصر اوسے شب تڑپ کر اوس مریض فرقت کا ہجر مین وصال ہوا سراے فانی سے انتقال ہوا گویا لوگ مرنے کو بہی کہتے ہین وصال *

یہ اگر سچ ہی تو مرجاتے ہین ہم * مؤلف مرکے حاصل کیا فرقت ہی مین لو نام وصال * جان دے ہمنے مٹایا ہی خلش ہجران کا * صبح کو یہ خبر عام ہوئی کہ سوداگر بچے کے عاشق محروم ناکام کا کام تمام ہوا مرگیا شدہ شدہ سوداگر کو اور اوس ماہ پیکر کو یہ حال معلوم ہوا جذب محبت سے حال تغیر ہوا مگر ضبط سے کام لیا دل بیقرار کو تہام لیا انگریز جمع ہو بصد پریشانی وصیت بجا لائے جنازہ درست کر بجرے کی چھت پر دہر لباس سبہنے سیاہ کیا نالہ و فریاد کر کے حال تباہ کیا سرننگے غل مچاتے باجے بجاتے چلے عجب سانحہ تہا کہ ہزار ہا زن و مرد کنارے کنارے گریان چلا آتا تہا صندوق نعش کے طرف دیکہا نہ جاتا تہا اوسے دن سے آج تک اندوہ مین دریا دریا اشک بحر عمان کے چشم سے روان ہی مثل سیماب بیقرارانہ دوان ہی جس مچھلی کو ہاتہہ لگا ڈُطپان ہی اور جسے احباب جاب کہتے ہین یہ فرط قلق سے ہر محیط کی چہاتی مین پہپولا پڑتا ہی اور پہوٹتا ہی موجون سے تلازم نہین چہوٹتا ہی ماہیان بحر کا خنجر الم سے حنجر یعنے گلا زخم دار ہی سنان غم سینے کے پار ہی ساکنان دریا کو بسکہ شمشیر عشق کا خوف و خطر ہی اس ڈر سے ہر سنگ پشت کی پشت پر سپر ہی جسوقت اس حال خراب سے جنازہ اوسکی کوٹھی تلے آیا اور فرنگیون نے شور و غل زیادہ مچایا اوس زندہ جاوید نے باواز بلند سنایا **استاد** اے فلک آخری پھیرا ہی نہو تجہسے گراور * اوسکے کوچے مین جنازہ مرا سنگین تو ہو * اوسوقت وہ ماہ سیما کشش دل او رطپش متصل سے مطلع ہو دیوانہ وار بے قرار کوٹھے پر چڑھی اور بیتابانہ پوچہا کہ یہ لاش دلخراش کس جگر پاش پاش کے ہی کہ حاجبان بارگاہ عشق سے صدا دورباش دورباش کے ہی وہ سب بولے عجب ماجرا ہی یہ کشتہ تمہارا ہی رنج مفارقت نے آپ کے اسے بے اجل مارا ہی افسوس کہ اس بیکس نے جان دے اور تمکو مطلق خبر نہوئی اور کسی شخص نے عمدا اوسے سنا کر یہ شعر پڑھا **جرأت** مرجانے کا قاتل نے نرالا ڈھب نکالا ہی * سبہون سے پوچھتا ہی کسنے اسکو مار ڈالا ہی * یہ باتین سنکر سر دہنکر دفعۃً نعرۂ جانسوز آہ دل سوز سینۂ بریان سے کہینچ آتش غیرت مین بہنکر کود پڑے عشق کا نشانہ دیکہیے

صندوق نعش پر گر ٹکڑے ٹکڑے مثل جگر عاشق زار ہو خواب مرگ مین سو بخت خفتہ عاشق
جگایا کشش محبت نے اس طرح بچھڑون کو ملایا دیکھنے والے تھرا گئے دل گداز غش آ گئے



شہر مین یہ چرچا گھر گھر ہوا منزلون یہ اخبار مشتہر ہوا اوسکے مان باپ نے بہت سے خاک سر پر
اوڑا دونون کو پیوند زمین کیا اس عشق فتنہ انگیز نے کیا کیا نہین کیا یہ خاک ہجر کے مارون کو
بیقرارون کو قرار آیا ہزار ہا شخص دیکھنے کو سر مزار آیا مطابق قول میر تقی حیرت کار عشق سے
مردم * شکل تصویر آپ مین تھے گم * کام مین اپنے عشق پکا ہی * ہان یہ نیرنگ ساز یکا ہی * جسکے
ہوا التفات اوسکے نصیب * ہی وہ مہمان چندروز غریب * ایسی تقریب ڈہونڈلاتا ہی * کہ وہ نا چار
جی سے جاتا ہی * کون محروم وصل یان سے گیا * کہ نہ یار اوسکا اس جہان سے گیا * اپنے قدرت
جہان دکہاتا ہی * اس سے جو کچھ کہو سو آتا ہی * پھر یہان سے خامۂ مصیبت نگار حال ملکۂ زار لکھتا ہی
کہ آخر کار جی تنگ ہوا تپ دوری سے یہ ڈہنگ ہوا استاد لگے زمین پر اب سب اوتار نے ہمکو * یہ دن
دکھائے ترے انتظار نے ہمکو * فراق مین ترے بن موت اتھو مارا ہی * تڑپ تڑپ کے دل بیقرار

نے ہمکو* جب اپنا آہ دم نزع کنٹھہ بیٹھہ گیا* تم آئے بالین پراوسدم پکارنے ہمکو* صبح سے تا شام ٹکٹکی جانب در دوست تاسف برسراور دیوانون کے طرح یہ کلمہ زبان پر استاد زبسکہ رہتا ہی آنے کا اوسکے دہیان لگا* صداے در پہ ہی در پردہ اپنا کان لگا* بیاد زلف نہ تا دود آہ سب پہ کھلے* مین منہ پہ اسلیے رہتا ہون بیچوان لگا* ہزار خار ہوئے تجھے عندلیب یہان* یہ بے ثبات چمن ہی نہ آشیان لگا* آخر کثرت انتظار سے نظر کمی کرنے لگی اور جان زار تڑپنے سے دل بیقرار کے برہمی کرنے لگی یہ نوبت ہوئے شعر گئے دن ٹکٹکی کے باندہنے کے* اب آنکھین رہتے ہین دو دوپہر بند* اوسوقت کشش محبت ملکۂ مہرنگار نے جان عالم کے دل کو بیچین کیا خیال آیا کہ خدا جانے صدمۂ فرقت سے اوسکا کیا حال ہوگا دل نے کہا جینا وبال ہوگا گھبرا کر دست یاچہ ہوا عیش و نشاط بھولا یہ تازہ گل بھولا انجمن آرا سے کہا زیادہ طاقت مفارقت احباب دل بیتاب کو اور گوارا دوری وطن مجہ خستہ تن کو نہین آج بادشاہ سے رخصت خواہ ہونگا وہ بہرحال اطاعت اور رضا اسکی جمیع امور پر مقدم جانتے تھے کہا مجھے بھی تمناے سیر کوہ و بیابان بے بیان ہی شہزادہ موافق معمول دربار مین آیا اور سلسلۂ سخن بطلب رخصت وطن کہول کے عزم بالجزم سنایا بادشاہ محزون و غمناک ہو فرمانے لگا یہ کیا کہا جو کلیجا منہ کو آنے لگا جان من تاب جدائی نہین رخصت بادیہ پیمائی نہین اگر خواہش سیر ہی تو فضا اس نواح کے جا بجا مشہور ہی خزانہ موجود فوج فرمان بردار ملک حاضر میرے جان نثار اگر منظور ہی حکم سفر اجازت دوری بہت دور ہی جان عالم نے دست بستہ عرض کے اے شہریار باوقار پر تمکین برس دن مین حضور کو مجہ غمگین سے یہ محبت ہوئی کہ مال ملک سلطنت بلکہ جان تک دریغ نہین واے برحال مادر و پدر سوختہ جگر جنہون نے لاکھہ منتون کر کر مرادون سے دن کو دن نہ رات کو رات جانکر سولہ سترہ برس دنیا کے خاک چھانکر مجکو پالا شومے طالع ولولۂ طبیعت نے گھر سے نکالا اب مدت مدید عرصۂ بعید گذرا اونہین میرے

جینے مرنے کا حال معلوم نہین اونکے صدمے کو غور کیجیے رخصت بہر طور کیجیے آدمیت سے بعید ہے آپ عیش و نشاط کرے مان باپ کو رنج و تعب مین چھوڑ دے سر رشتۂ اطاعت والدین توڑ دے امیدوار ہون اس امر مین حضور کد نکرین بکشادہ پیشانی اجازت وطن دین اگر حیات مستعار بسیت ناپائدار باقی ہی پہر شرف آستان بوس حاصل کرونگا نہین تو اس فکر مین گھٹ گھٹ کر مرون گا دین برباد ہوگا دنیا مین عزت و آبرو نرہیگی خدا ناخوش ہوگا خلقت تن پرور راحت طلب کہے گے بادشاہ سمجھا یہ اب نرکے گا آنسو آنکھونمین بھر کر کہا خیر با مرضی خدا جو تیرے رضا مگر طیاری سامان سفر کو چالیس دن کے مہلت چاہیے جانعالم نے یہ بات قبول کے یہ تو رخصت ہو کر گھر آیا خبر دارون نے اس حال کا خاص و عام مین چرچا مچایا خلاصہ یہ کہ شدہ شدہ غلغلہ گھر گھر ہوا خرد و کلان بوڑھا اور جوان شہر کا اس خبر سے باخبر ہوا

عزم وطن شہزادۂ جانعالم کا حال بادشاہ کی رنج و غم کا طیاری سامان سفر بقصد کر وفر بادشاہ کا دور سے نظارہ ترقی اندوہ سے گریبان صبر پارہ پارہ اہل شہر کے گریہ و زاری آمد سواری

نظم
چل اے توسن خامہ چالاک و چست * کہ اب بیٹھے بیٹھے بہت جی ہی سست * جگہ بیٹھ رہنے کی دنیا نہین * یہان خاک بیٹھے کوئی دل حزین * سفر ہر نفس سب کو رہتا ہی یان * سرائے فنا بھی عجب ہی مکان * نہ بیٹھا کبھی جم کے اک جا سرور * قریبون سے اپنے رہا دور دور * طے کنندگان ملک معانی و سیاحان اقلیم خوش بیانی بادیہ پیمایان بے توشہ بار محبت بر سر راہ نوردان ہوش باختہ بے راہبر یاد دلدار درد دل دین و دنیا فراموش الم ہمراہ ہر گام نالہ و آہ تصور یار ہم آغوش لکھتے ہین کہ اوس عازم سمت معشوق عاشق خصال کو چلہ وہین گذرا سامان سفر طیار ہوا اب صبح کو اوس چلہ نشین حجرۂ محبت کی رخصت ٹہیرے سر شام بادل ناکام بادشاہ دامن سحر کے صورت گریبان چاک کر مع ارکان سلطنت و کوس شہر سے باہر سر راہ دامن کوہ پر جا بیٹھا وزیر خوش تدبیر سے فرمایا تم شہزادہ کو

رخصت کرو ہم یہانسے جلوس سوارے سامان سفر دیکھہ لینگے یہ خبر اہل شہر کو معلوم ہوئی تمام خلقت
پانچ برس کا لڑکا پچانوے برس کا بوڑہا رنڈی مرد دوسرے ٹیکرے پر جمع ہوا جہٹپٹے وقت جان عالم
نے سواری طلب کے ہرکارون نے حضور مین عرض کی بادشاہ راہ کے طرف متوجہ ہوا روشنی نمود ہوے
پلٹنین آئین سجی سجائین توپخانہ گذرا پہر بارہ ہزار ہاتی سواریکا ہودج و عماریکا ہزار بارہ سے جنگی گارہ مست
ایک سے ایک زبردست چارون بہٹیان ٹیکٹی بان پٹے سونڈونین چڑھی بہسونڈے رنگی جواہر نگار جوڑے
دانتون پر طلائی نقرئی زنجیرین کہنکتی جہولین زربفت کی نئی نئی رسی کلابتون کے ہیکلین جڑاؤ مغرق
بجگاہین پڑین سرے سلمی ستارےکے پنکھے کا جوبن ہوا پر دیکھنے والون کے آنکھین لڑین درویہ اس انداز کے
کہ اگر اصحاب فیل اونہین دیکھتا خوف کہاتا کبھی کعبہ ڈہانے نہ آتا فیلبان زربفت کی قبا یا کمخواب کے پہنے
جوڑیدار پگڑیان باندھے کمر مین پیش قبض یا کٹار ہاتہونمین گجباگ جواہر نگار مستون کے ساتہہ دو بوڑے
بردار ایک چرکٹا سنڈا ہاتہہ مین ڈنڈا دو برچھے والے دیکھے بہالے آگے پیچھے نزیل قریب ساٹھہ آگ
برابر دو سوار پہر کئی لاکھہ سوارون کے پرے ہاتہونسے پرے پرے سر سے تا پا لوہے کے دریا مین
ڈوبے ہیں اکیس بیس کا ہر شخص کا سن شباب کے راتین جوانی کے دن خود بکتر زرہ پہنے بائین دہنے چار آئینہ
فولادی مین ہر دم روے مرگ معائنہ کرتے بل سے قدم دہرتے ہاتہونمین داستانے خانہ جنگونکے
بانے دو تلوارین ایک قاش زین مین دوسرے ڈاب مین سیل فنا آب مین تینچے کے جوڑیان قبور
مین نشار بہادر ییسے سر در مین کمر مین قرولی یا کٹار آبدار سپر پشت پر برچھا ہاتہہ مین تیکہا پن ہر بات میز
مثل نہنگان بحر ہیجا و شیران کنام دغا موچھون کو تاؤ دیتے ہر بار نوک کے لیتے گھوڑے وہ خوشخرام کہ سمند
سبز فام جنکا قدم دیکھکے آج تک چال بھولا ہی دیکھنے والے کہتے تھے چمن روان کیا پہلا پہولا ہی دو صفین
باندھے ہوے بیچ مین پنجشاخے روشن گھوڑے کداتے جوبن دکہاتے چلے گئے پہر ہزار بارہ سے
سانڈنے سوار خوش رفتار زرد زرد قبائین دربر سرخ پگڑیان سر پر آبے بانات کے پاجامے پاؤنمیز

ہتہیار لگائے مہارین اوٹہائے ستارون کے چہانون مین سانڈنیون مین دو دو سے کوس کا دم
ہر قدم گہنگرو کے چھم چھم بجتے فلک اب تک بلبلاتا ہی جب اونکا دہیان آتا ہی قدم قدم یہ جب بڑہے
توسواری کے خاص خاصے نظر آئے عربی ترکی تازی عراقی یمنی اور کاٹہیاوار کا دکہنی وہ وہ گہوڑا
جو ابلق لیل و نہار کے نظر سے نہین گذرا سبکرو ایسے کہ جو دریا مین در آئین سوار بجریکا مزہ لوٹین سم کے
تلے حباب نہ ٹوٹین ہڑانہ موترانہ رس کا خلل ڈہنگ اوجاڑ نہ کہونٹا اوکہاڑ ساپن نہ ناگن عقرب نہ ارجل
شبکور نہین منہ زور نہین کم خور نہ مٹہانہ کونٹا بال بہونریسے صاف حشری نہ کمری کہنہ لنگ نہین بیٹہنے کا
تنگ نہین ہمہ تن اوصاف کسی پر جڑاؤ زین بندہا الماس زمرد کے ہرنی کسی پہ چار جامہ و اللو کسا بنا بنا کر
زمین پر پانون دہرتے کودتے پہاندتے لنبیان بہرتے کیسکی فقط گردنی اولٹی موتیون کے جہالر لٹکتی گنڈہ
پٹہ ساز ویراق جواہر نگار ریوڑی دیچی طرحدار پر ہما کی کلغی لگی پاکہر پر تکلف ٹہون پر پڑے دوگا ما گام شہ گام
یرغہ ایبیہ رہوار دل کے کا منجا ایل کرتا جلو دار چنور لیے مشغول مگس رانی مین ہم رکاب تپائی بردار
معقول سرگرم جانفشانی مین باگڈورین پر زر سائیس لیکر نکلے اونکے بعد نوبت نشان ماہی مراتب میگہہ ڈمبر
آگے علم اژدہا پیکر جلو مین نصرت و ظفر ٹڑا جلوس نہایت کروفر نوبت کی ندا جہانجہہ کے جہانجہہ سے صدا قرنا کا
شور و غل شہنا مین بہیرون بہاس کے سر بالکل نقیب اور چوبدار ونکی آواز پر سوز و گداز عجب کیفیت کا عالم
تہا اودہر نقار ہای شتری اور فیلے سے گوش کر و بیان کر ہوا جاتا تہا ایکطرف شہر کے لڑکونکا غول بجادے
بجادیکا غل مچاتا چلا آتا تہا میر سوز کہے تو مہر و مہ لیکر عصا نور ہا تہو نمین * یہی کہتے تھے گرد و نیر ادب سے
اور تفاوت سے * پہر شکار کا سامان میر شکار لائے باز آہنی چنگال باز یچی تیز بال بحری باشی کے تماشے
شاہین فولاد مخلب عقاب فلک سیر جہان کے طیر سب اونکے قریب ولایتی کتے بودار گلدانک تازی
جانبازی کرنے والے چیتے جو دشمنونکا برا چیتے بلکہ لہو پیتے سیاہ گوش در آغوش ہرن لڑنے والے
خانہ زاد گھر کے پالے انکے بعد ہزار ہا سقا خواجہ خضر کا دم بہرتا چھڑکا و کرتا کمر مین کہار دے کے

لنگیان شانون پر بادلے کی جہنڈیان مشکون مین بید مشک بہرا دہانے مین ہزاریکا فوارہ چڑہا آبپاشے
کرتا متعدد غلام بادلہ پوش حلقہ بگوش ہاتہونمین ہیرے کے کڑے پڑے منقل انگیٹہیان سونے چاندے
کے لیے عنبر و عود جہونکتے نکلے پہر تو کوسون تک جنگل رشک ختن و تاتار مثل طبلہ عطار ہوگیا اونکے متصل
دو ہزار لالٹین والے کمسن بلور کے صاف صاف شفاف لالٹینین لیے شمع مومی و کافوری روشن
وہ سب غنچہ دہن زیب انجمن بڑہے پہر صدائے اہتمام نقیبان خوش گلو چارسو بلند ہوئی اور صبح صادق
نے جلوہ دکہایا ہاتہ کو ہاتہ اور اپنے بیگانے کا منہ صاف نظر آیا سلطان اریکہ زرنگاری فلک دریچہ مشرق
سے سر نکال مشغول نظارہ ہوا حسرت مین وطن آوارہ ہوا دہ دم سحر نسیم و صبا کے فر فر شمع کا جہلملا جہلملا
اور اس جلنا سوار یکا آہستہ آہستہ چلنا پہاڑی جانورونکی سیر ذکر حق مین کہین وحش کسی جا طیر سر سبز درخت لہلہے
پہول رنگ برنگ کے ڈہڑہے سقون کے آبپاشی صدائے نالہ مرغ خوش الحان سے لحن اشی خسرو انجم کا مع ثابت و سیارہ
چہپتے جانا سورج کے کرن کا جگمگانا پہولونکی بو باس چشمہ سرد و شیرین آس پاس خلق کا مجمع دامن کوہ پر سبکی نگاہ کبہی
اوس کیفیت پر گاہ اس انبوہ پر ادہر مسافرونکی کثرت اودہر بادشاہ پر ارمان خلق خدا با حسرت بچشم انتظار امیدوار آمد پیادہ
و سوار محو تماشائے عجیب روزگار تہے یکایک غول خاص بردار نکلا آیا کمخواب زرئی کے انگرکہے گجراتی مشروع کے گہٹنے دتّے
کے ناگوری پانونمین سر پر گلنار اینٹہے طرحدار خاصیون کے غلاف بانات سقرلاتی تاغ و بہار گردپوش ململ کے سینگڑے
اور ساز مطلا جہلا جہل کے رفل چقماق توڑیدار قرابین شیر بچے جس سے شیر زندہ نہ بچے جواہر نگار اور برچہی بردار
باندار کتے والے یکے بیشقرار در ماہے دار راکب و مرکب جہمکڑے کا عالم گردا گرد بیچ مین شہزادۂ جانعالم
اسپ باد رفتار پر سوار برابر انجمن آرا کا سکہپال پری تمثال ہزاریان سے کہاریان حور وش پیاری
پیاریان کمسن جسم گدرایا شباب چہایا زربفت و اطلس کے لہنگے مسالہ ٹکا ململ کے دوپٹے باریک
بنت گوکہرو کے کرتے انگیا کاشانی مخمل کے کرتیان کندہون پر کچہ سکہپال اوٹہائے باقی پرا جانے ادہر
اودہر جڑاؤ کڑے ملایم ہاتہونمین پڑے پانونمین سونے کے تین تین چہڑے کانونمین سادی سادے

بالیان نشۂ حسن مین متوالیان رخسارونکا عکس جو پڑجاتا تہا شرم سے کندن کا رنگ زرد نظر آتا تھا
کسیکا کان جو آلا تہا تو حسن کے دکان مین ناز و انداز کا نرخ دوبالا تہا انداز ناز نرالا تہا وہ آہستہ تیورے
چڑہاکے پانون رکھنا کبھی سسکے جھجکی بڑے سیر تھی کبئی سے سواریکا دوڑنے والا خواجہ سرا عجیب عجیب
طرح کا نسکٹا جبشنین قلماقنین ترکنین سرگرم اہتمام کبک خرام خواجہ سرایان ذی لیاقت معقول نواب
ناظر داروغہ سب حاضر عمدہ پوشاک پہنے گھوڑون پر سوار بندوبست مین مشغول جریب زمین پر پڑتے
کوس کا پہیا ساتہہ ہاتہون ہاتہہ زمین کی پیمایش سواریکی آرائش خلاصہ یہ کہ ہر تنبہ کروفر نہایت ہوم دہام
اشرفی روپیا تصدق ہوتا شہدونکا ازدحام اس صورت سے بادشاہ کے پاس آپہونچے جانعالم نے دیکھا
ظل سبحانی کے چشمۂ چشم سے جوی خون جاری ہچکی لگے بیقراری طاری ہے گھوڑے سے کود کر آداب تسلیمات بجا لایا

تصویر شہزادۂ جانعالم کا بادشاہ کے حضور مین حاضر ہو کر سلام کرنا



بادشاہ نے بتبسم فرمایا اسوقت ہمارے پاس نہ آؤ خدا کو سونپا چلے جاؤ مجبور شاہزادہ مجرا کرکے سوار
ہوا جسدم جانعالم نے گھوڑا بڑھایا تمام خلقت کا جی بھر آیا علی الخصوص بادشاہ کے بیقراری امیر امرا
کی نالہ و زاری اور انجمن آرا کے بین سے تمام تماشائی شور و شین سے واویلا مچا کہنے لگے آج رونق شہر

کی رخصت ہی زینت سلطنت کی فرقت ہی ایسے مہرو ماہ کے جانے سے شہر مین غدر پڑے گا اندہیر ہو جائیگا انکا الم جدائی و رنج دشت پیمائی ہزار روز سیہ شام غم دکھائیگا کہتے ہین سیکڑون مرد و رنڈی بے کہے سنے ہمراہ ہوئے غریب الوطنی اختیار کی وہان کے بود و باش گوارا نہوئی انکے بعد چھہ سات سَی پالکی نالکی چنڈول محافا امیرزادیون کا اور انیسون جلیسون کے تین چار سے کھڑکھڑیا اور نفس قیمت کا بڑھیا آتو اور محلدارون کے چوپہلے سے پہلے مغلانیون کی منجھولیان خاص خواصون کے پیچھے پیش خدمتون کا دو تین سو میانہ ہزار نوسی رتھہ اکبرآبادی دوبرجی سائبان دار نئے مغرق پردے چمکتے ناگوری بیل جو تور فلک نے نذ دیکھے تھے جتنے مخمل کے جھولین پڑین لونڈیان باندیان انا چھوچھو چھٹی نویسن باریداریان اونپر چڑہین جب یہ آگے بڑہین پھر چھکڑے اور اونٹ ہاتی خزانے اور اسباب کے ڈیرے پیش خیمے لدی لدائے کسے کسائے جکڑے نظر آئے غرض کہ تاشام بہیر بنگاہ بازاری سرکاری سب لوگ چلے گئے لکھا ہی کہ روپے اور اشرفیان امام ضامن کی دم رخصت اتنی آئین کہ بازو نپر بندہ تسکین تمام راہ سید مسافرون نے پائین اور کلیجونکا یہ حال ہوا کہ اونکا لے چلنا محال ہوا رات کے سوا ہاتہ نکو ملے اور اہل لشکر کو بانٹ دیے کہجورین جو بٹ تسکین براہ مین پہینک دین وہ اگین اوسکے درخت آگے کم تھی اوسدن سے جنگل ہو گئے اوسوقت بادشاہ سراسیمہ و بدحواس باحال یاس دولت سرا مین پھر آیا وہ بسا بسایا شہر لٹا اوجڑا ویران نظر آیا بازار مین جابجا چراغ گل سرِشام بگڑے غائب اندہیرا بالکل جسطرف دیکھا لوگ تہکے ماندے پھر کر پڑے تھے بازار ینز تختے لگے ٹٹر جڑے تھے لوگ سوز مفارقت سے دردمند دکانین بند جو جہان پڑا تہا شہزادہ کے رخصت کا ذکر رہا تہا دو شخص اگر باہم تھے با دل پر غم تھے کوئی سوتا تھا کوئی چپکا پڑا روتا تھا بستی سنسان بازار مین سناٹا خلق خدا اندوہ کے مبتلا بادشاہ کو دونا قلق ہوا رنگ فق ہوا دل سینے مین شق ہوا محل سرا مین آیا وہان بھی چھوٹے بڑیکو غمگین پایا لوگون کے عزیز جدا ہو گئے سب اوس یوسف رفتہ کے زندان فراق مین اسیر بلا ہو گئے علی الخصوص انجمن آرا کی مان جسکی نظر سے وہ چاند سورج چھپ گئے زمانہ آنکھہ مین تیرہ و تار دل غم سے خار خار حیرت

مین نقش دیوار ہو رہی تھی آنکھون پر زور تھا زار زار رو رہی تھی بادشاہ نے سمجھایا ہاتھہ منہ دہلوایا کچھہ کھلایا تو
سب نالہ بلب آہ درد دل جان عالم اور انجمن آرا روبمنزل پانچ پانچ کوس کا کوچ دو چار دن کے بعد ایک
مقام براحت و آرام کرتے چلے فوج ظفر موج ساتھہ اردوی معلا کا عجب عالم تھا ایک شہر روز ہمراہ جہان کے
نعمت تیار شام و پگاہ صراف بزاز جوہری روپیا پیسا اشرفی کھرے کھرے ڈہاکے کاریزہ بنارس کا گلبدن گجراتکا
کمخاب الماس و زمرد یاقوت احمر جو چاہو سو لو موجود ایکطرف قصاب اور نانبائی وہ کچا گوشت لیے یہ پکی
پکائی لیے میوہ فروش خانہ بدوش حلوائی طرح طرح کی مٹھائی درست کیے مینا بازار باغ و بہار جدا جدا ہر گنج
کا جھنڈا گڑا ہر ایک منڈیکا پتا ملتا چہڑ چہڑکا بازار پڑا جلو خانے کے روبرو نصف شب گذرے تک دکانین کھلین اکا سے
دیا جلتا ہو لا بجھڑا اوسکی روشنی مین آملتا کوتوال سرگرم پاسبانی بازاریونکی نگہبانی زر سنگار وندمین پہونکتا چور
اچکے کود بہاگتی سونیوالونکو چوکیدار خونکاتے در دولت پر طلایہ پہرتا روشن چوکی بجتی جنبی گہرتا غرضکہ سب خرم و شادان و ان تھے
ملکہ جانعالم گاہ گاہ جذب محبتین ملکہ سے یہ کہتا شعر بسامان سفر باخود دل رنجیدہ دارم ✤ بکف چیزیکہ دارم دامن چیدہ دارم ✤

ورود موکب جاہ و جلال شاہزادۂ خجستہ خصال متصل باغ فراق دیدۂ روزگار ملکۂ مہر نگار اور بیان ملاقات انجمن آرا کا پھر نکاح ملکہ کا

مشاطۂ خامہ نے عروس دلفریب سخن کو بصد زیب و زینت حجلۂ بیان مین اسطرح جلوہ آرا کیا ہی کہ بعد قطع
منازل و طی مراحل جس روز ورود لشکر فیروزی اثر باکر و فر ملکہ مہر نگار کے باغ سے قریب ہوا خبر دارون نے اور
اخبار کے ہرکارون نے یہ مژدۂ جان بخش فوراً ملکہ کو پہنچایا کہ حضور کی عمر و دولت روز افزون ہو محکوم گردون
ہو مبارک شاہزادۂ جانعالم تشریف لایا بسکہ غم مفارقت سے تاب و طاقت طاق زندگی شاق تھی سنتی ہی
مشتاق کو غش آیا پھر سنبھل کر فرمایا بخت خفتہ کب بیدار ہوتا ہی ایسا یا نون بہلائے خواب غفلت مین سوتا
ہی اور جو میرا دل بہلانیکو یہ کہتی ہو تو سن لو مؤلف تفرح کلفتونکی ترغیب ہی لا حاصل ✤ بہلانیکی باتین

ہین یہ دل بھی بہلتے ہین * چندے جو ہی لیل و نہار ہے تو قصہ فیصلہ ہے تدبیر خلاف تقدیر سراسر بیکار ہے
مؤلف گر اوسکے ہجر مین یونہین اندوہگین رہے * تو ہوئیگا وصال دلا یہ یقین رہے * ہے احتیاط
شرط کہ اس چشم تر پر آہ * دامن رہے رہے نہ رہے آستین رہے * مدفن کا اپنے ہمکو تردد ہو کس لیے *
کوچے کی تیرے یار سلامت زمین رہے * تو گلشن وصال کی کر سیر عندلیب * ہم خرمن فراق کے بس
خوشہ چین رہے * جو جو کہ انتخاب تھے صفحے پہ دہر کے * ایسے وہ مٹ گئے کہ نشان بھی نہین رہے * کیسی
خوشی کہان کی ہنسی کیسا اختلاط * ہمکو نہ چھیڑو تم کہ وہ اب ہم نہین رہے * چھوٹا نہ نزع مین بھی خیال اوسکا
ای سرور * دم بھرتے ہم اوسیکا دم واپسین رہے * اس عرصے مین وہی خواص دلارام نام بارہ دری سے
نیچے اوتری پھر کہا خدا جانے کہان سے یہ لشکر آکر اس دشت مین اوترا ہے ملکہ ہنسکر بجلیہ سیر خواصونکے کندہو
ہاتھ دہر ٹھنڈی سانس بھر کوٹھے پر چڑھی دیکھا تو فی الحقیقت لشکر بیپایان سپاہ فراوان فزون از حد شمار
وبیان ہے خیام شاہی استادہ ہین پھرتے چلتے سوار اور پیادہ ہین یکایک شاہزادۂ جانعالم بچند سوار اسپ
صرصر خرام رخش تیز گام پر سوار نظر آیا تاج سلطانی سر پر کج شہریاری کے سج دہج یا تو اوسی بنجارے کا نمک لون کا
مارا دشت غربت کا آوارہ دیکھا تہا اب حشم وخدم جاہ وحشم سے پایا دل تہرایا اعضا اعضا مین رعشہ ہوا
یہ زور تماشا ہوا استاد آتے ہی تیرے چھٹتا ہے رعشہ سا بدن مین * ہر چند کہ ہین بیٹھے ہر لحظہ سنبھل ہم *
وہ زردی چہرۂ پرغم فرذۂ وصل کی سرخی سے بدل گئے غش سے سنبہل گئے شہزادہ گھوڑے سے اوترکے
سیدھا ملکہ کے باپ پاس گیا جھک کر نذر دی رسم سلام بجالایا اوسنے دعاے خیر دیکر چھاتی سے لگایا
کہا الحمد للہ تمہین بصحت وعافیت اللہ نے کامیاب دکھایا پھر انجمن آرا کی سواری آئی تسلیم بجالائی پیر مرد
نے فرمایا شہزادی فقیر کے حال پر کرم کیا اللہ بھلا کرے اوسنے عرض کی کنیز مدت سے حضور کی
صفت وثنا ظل سبحانی کے زبانی سنا کرتی تھی آج شہزادہ کے بدولت سعادت آستان بوس سے
مشرف ہوئی دو گھڑی بیٹھے پھر التماس کیا اگر اجازت دیجیے ملکہ کی ملاقات سے مسرور ہون اوس

حق پرست نے فرمایا اسکا پوچھنا کیا بابا بے تکلف خانہ خانۂ شماست جان عالم تو رخصت ہو کے خیمے مین آیا انجمن آرا نے ملکہ کے مکان کا رستہ لیا آنیکی خبر پیشتر ملکہ کو پونہچی تھے سامان اوس اوجڑے مکانکا درست ہو چکا تھا جب سواری اوتری لب فرش لینے آئی فراشی سلام کیا انجمن آرا نے گلے سے لگا لیا

تصویر انجمن آرا و ملکۂ مہر نگار کا باہم گلے ملنا



ملکہ آبدیدہ ہو کر بولی تمنے مجھے محجوب کیا مین فقیر کی بیٹی تم شاہزادی ہر چند شاہ و گدا دونون بندۂ خدا ہین الا تمہارے قدم آنکھون پر رکھون تو بجا ہی آپکے آنے سے مجھے بڑا افتخار حاصل ہوا ہی انجمن آرا بولی ہمنے خوب کیا رنڈی یہ چوچلے کی باتین بیگانہ وار نکرتے تو کیا ہوتا ای صاحب ہمارے تمہارے تو رشتۂ ہمسرے سر رشتۂ برابر ہی اور حساب کی راہ سے پہلے تو سلامتی سے تمہین ہو سرکار کا اولش ہمین ملا ہی پہلے مزا آپ نے چکھا ہی جو بن لوٹا ہی غرضکہ دو دونوکین ہو گئین پھر اختلاط حرف و حکایات رمز و کنایہ مین تمام رات بسر ہوئی ہنسے خوشی سحر ہوئی جسوقت عروس شب نے مقنع مغرب مین منہ چھپایا اور نوشاہ روز مشرق سے نکل آیا انجمن آرا جانعالم کے پاس آئی ماجرای شب بر زبان لائی کہا بخدا اس خلق مروت سنجیدہ صفت کے عورت آجتک نہ دیکھی نہ سنی تھی دوسرے دن جانعالم نے ملکہ کے باپ سے عرض کیا کہ اَلْکَرِیْمُ اِذَا وَعَدَ وَفیٰ اوس سالک راہ حق نے ارشاد کیا ہم اس لائق کہاں ہین لیکن مصرع شاہان چہ عجب گر بنوازند گدارا ✤ تم قول کے پورے

اقرار کے سچے ہو بسم اللہ اپنے زمرۂ کنیزون مین سرفراز کرو آبرو بخشو شادی کا نام لینا منہ چڑہانا ہی کہ نہ اب وہ ہم ہین نہ ہمارا زمانہ ہی آخرش بطور شرع شریف ملکہ کا نکاح جانعالم کے ہمراہ ہوا اب یہ معمول ٹھرا ایک شب انجمن آرا کی دوسری شب ملکہ کی ملاقات ٹھری مگر اون دونون مین باہم وہ رہ و رسم محبت الفت کی بڑہی کہ شہزادہ کی عاشقی نظر سے گر گئی نظری ہوئی اور سچ ہی جو طرفین سے نجیب الطرفین ہوتے ہین اونہین رشک و حسد رنج و ملال و خلل نہین پاتا شکوہ شکایت لب تک نہین آتا کٹی جلی ڈاہ بغض عداوت خواہ نخواہ کج بحثے داناکل کل روز کے تو تو مین مین چھوٹی امت پر ختم ہی لاکہ طرح انہین سمجہاؤ نشیب و فراز دکھاؤ لیکن ان لوگون سے بے جھونٹک چھانٹا گھڑی بھر چین سے رہا نہین جاتا آخر کار یہ ہوتا ہی کہ آدمی سر پکڑ کے روتا ہی دو دن ایک طرح پر صحبت بر آر نہین آتی ہی زندگی انسان کے تلخ ہو جاتی ہی لاکہ طرح کا غم ہوتا ہی ناک مین دم ہوتا ہے

مؤلف عشق مین طرفین سے الفت برابر چاہیے * جو بدل بندہ ہوا وسکو بندہ پرور چاہیے *

داستان حیرت بیان رخصت شہزادۂ باوقار کی پیر مرد کا عمل بتانا وزیر زادۂ گم گشتہ کا اسی روز آنا جان عالم کے عنایت اوسکا انجمن آرا پر فریفتہ ہو جانا دغا سے شہزادہ کو بندر بنانا بعد خرابی ملکہ کے باعث رہائی پانا

نظم مصیبت نگار و مصائب رقم * جگر چاک و مغموم میرا قلم * زمانے کی کچہ طرز لکھتا ہی یان * عجائب غرائب ہی یہ داستان * مری بات یہ دل سے کر نا یقین * کسیکا کوئی دوست مطلق نہین * جو یہ دوست ہین ایسے دشمن کہین * نہین ہی نہین ہی نہین ہی نہین * کیا امتحان مینے اکثر سرور * ضرورت کی کچہ دوستی ہی ضرور * قصہ کوتاہ چندے شاہزادۂ والا جاہ دہان رہا ایک روز یہ سب عاشق و معشوق باہم خوش خرم میٹھے تھی جانعالم نے کہا ہمین وطن چھوڑے عزیزون سے منہ موڑے عرصہ ہوا ہنوز دلّی دور ہی اب چلنا ضرور ہی وہ دونون نیکخو رضا جو بولین بہت خوب اوسی روز حرف رخصت ملکہ کے باپ سے درمیان آیا مرد انجام بین نے روکنا مناسب

بجانا سفر کی طیاری ہوئی دم رخصت اسقدر مال و اسباب نقد و جنس وغیرہ کی قسم سے شہزادہ کو ملاکہ انجمن آرا
کا جہیز بہولا ایسا خوشی سے بہولا اور وقت وداع پیر مرد نے بادل پر درد جانعالم سے کہا فقیر کے پاس آپکی
لائق کچہ تہا جو پیشکش کرتا مگر ایک نکتہ بتاتا ہون جبکہ امتحان ہوگا خزانہ قارون سے زیادہ کام آویگا راست
دروغ خاطر نشان ہوگا لطف ملجایگا پہر چند فقرے تنہا لیجاکے بتاکے تاکید سے کہا اگر یہ مقدمہ حقیقی بہائی سے
اظہار کروگے یاد رکہو حضرت یوسف علیہ السلام سے زیادہ صدمے سہوگے زمانیکے اخوان الشیاطین بہزار
کید آمادہ کین رہتے ہین اسی سبب سے دانشمند زبان بند رکہتے ہین راز اپنا نہین کہتے ہین یہ نکتہ
حضرت آدم کے وقت سے سبکو یاد ہی دنیا مین برادر حقیقی دشمن مادرزاد ہی **فرد** بہاگ ان بردہ فروشون سے
کہان کے بہائی ⁂ بیچ ہی ڈالین جو یوسف سا برادر ہوئے ⁂ یہ سب سمجہاکے پہر انجمن آرا پاس آ فرمایا
شہزادی فقیرزادی کنیز کو عزیز جانکر نظر الطاف و کرم ہر دم رکہنا یہ بہی خدمتگزاری مین قصور نکریگی اسے تمکو
سونپا تمہین حافظ حقیقی کے سپرد کیا لو خدا حافظ سواری دیر سے طیار تہی لوگونپر ثابت تہا کہ کوئی امر
پوشیدہ درویش باوقار شہزادہ پر تکرار اظہار کرتا ہی اتفاقات زمانہ اوسی روز وہ وزیرزادہ جو وطن سے ساتہ
نکل ہرن کے پیچہے گہوڑا پہینک دشت ادبار مین شہزادہ سے جدا ہوا تہا سرگشتہ و پریشان پہرتا پہرتا پیادہ پا
ادہر آنکلا اوسنے جو یہ لشکر جرار اور قافلہ تیار دیکہا پوچہا کسکی سواری کہان کی تیاری ہی لوگون نے تمام جانعالم
کا قصہ سنایا یہ خوش ہوا جی مین جی آیا پوچہا شہزادہ کہان ہی وہ بولی پیر مرد جو یہانکا مالک ہی کامل ہی عالی ہی
فقیر سالک ہی کچہ کہنے کو تنہا جدا لیگیا ہی اس عرصے مین جانعالم رخصت ہو سوار ہوا سلامی کی توپ چلے
نقارہ نواز نے ڈنکے پر چوب دی وزیرزادہ نے ہلڑ مین دوڑکر مجرا کیا شہزادہ نے گہوڑے سے کود کے گلے لگایا دیر
تک بچہوڑا اوسیدم لباس فاخرہ پہنا ہمراہ سوار کیا راہ مین سرگذشت تفرقہ پوچہتا کہتا چلا جب خیمے مین داخل
ہوا وزیر کو محلسرا مین طلب کیا انجمن آرا اور ملکہ کو نظر دلواکے کہا یہ وہی شخص ہی جسکا الم مفارقت مدام دلمین
کانٹا سا کہٹکتا تہا جی سینے مین تنگ تہا آمد و شد مین دم اٹکتا تہا دیکہو جب اچہے دن آتے ہین بتلاشر

بچھڑے ملجاتے ہین جسدن گردون نے ہمین آوارۂ دشت ادبار کیا تھا جدا ہر ایک دوستدار غمخوار کیا تھا
اب ساعت بخت سے ایام سخت دور ہوے ہم مہجور ہوے وزیرزادہ کا حال سنو انجمن آرا کا حسن و جمال
بیمثال دیکھہ دیوانہ ہو ہوش و حواس عقل کھو نکہ ام بنا وصل کے تدبیر مین پہنسا استاد یار اغیار ہوگئے اوٹ
کیا زمانے کا انقلاب ہوا ✤ استاد خدا ملے تو ملے آشنا نہین ملتا ✤ کوئی کسیکا نہین دوست سب کہانے
ہی ✤ دو چار گھڑی یہ صحبت رہی پہر اپنے اپنے خیمون مین گئے وزیرزادہ کے واسطے خیمۂ عالی استادہ ہوا
پہر جتنی جلیسین انیسین حسین مہ جبین دونون شہزادیون کے ہمراہ تہین اوسے دکھا فرمایا جسطرف تیری
رغبت ہو سعی کر دن دلوادون وہ نطفہ حرام اور خیال مین تہا یہ مقدمہ مطلب کے خلاف صاف صاف سمجھا عرض
کرنے لگا میری کیا مجال ہی اور کیا تاب و طاقت ہی جو انہین بری نگاہ سے دیکھون جانعالم اس وضعی حرکت سے
بہت رضامند ہوا کہ یہ بڑا نیک طینت صاف باطن ہی باسباب ظاہر اس نظر سے زیادہ مدنظر ہوا دلمین گھر ہوا
تمام صعوبتین حالات سفر رنج راہ قریہ و شہر کا گذر شہزادہ نے بیان کیا مگر جب پیرمرد کی مشورت کا ذکر آتا ٹال جاتا
وہ سمجھا کچہ اسمین بہید ہی ایک روز ملکہ مہرنگار اور انجمن آرا نے متفق ہو کر جانعالم سے کہا یہ نیا ماجرا ہی ہر دم ایک
شخص غیر اور جوان کو شریک صحبت خلاملا رکہنا کیا مناسب ہی اور داب سلطنت سے بھی یہ امر بعید ہی شیطان
کو انسان دور بہجانے غیر تو کیا اپنے کا اعتبار زمانے جانعالم نے کہا پہر ایسا کلمہ زبان پر نلانا تمنے اتنا نہ قیاس
کیا کہ اوسنے تمہاری لونڈیون کا پاس کیا انکہ تمہارا حفظ مراتب اور مین بھی تو ایسا بیہودہ نادان نہ تہا جو خلاف
وضع حرکت کرتا ملکہ یہ سنکر ہنسی انجمن آرا سے مخاطب ہو کر کہا برای خدا انصاف کیجیے خاطر کی ٹلیجیے انکے حمق میز
کس بیوقوف کو تامل ہو گا آپ اگر عقل کے دشمن نہوتے تو کیون حوض مین کود کر ساحرہ کی قید مین پہنستے
نام ڈبوتے لو بہلا سچ کہو شرمندہ نہوجی مین کیا سمجھے تھے جو کود پڑے ذرا یہ خیال نہ آیا غواص فکر کو محیط تامل
مین غوطہ زن نفرمایا کہ کہان انجمن آرا کجا جنگل کا حوض وہ اسمین کیونکر آئی وہ از خاندان شاہی تہی یا شریک
سلسلہ واہی تباہی تھی جانعالم کہسیانا ہو گیا کہا بات اور مسخراپن اور کہان کا ذکر کس جگہ لاکے ملایا پیری

حماقت کا موقع خوب تمہارے ہاتھہ آیا جسکو سند بنایا یہ تو سمجھو شعر عشق ازین بسیار کردست وکند * بسجہ رازنا
کردست وکند * استاد کہتے ہین جسے عشق وہ از قسم جنون ہی * کیونکر کہ حواس اپنے مین پاتے ہین خلل ہم
بہلا کچہ اپنی باتین تو یاد کرو دل مین منصف ہو ملکہ نے کہا دیکہا آپ شرمائے تو یہ کہانی لائے ہین تو رنڈی ہون
ناقص عقل میرا نام ہی مردونکا یہ کلام ہی بہلا صاحب اگر مجہسے کوئی بیوقوفی کی حرکت ہووے تعجب کی جا نہین
ایسی بڑی خطا نہین لیکن شکر کرینگی یہ جا ہی کہ آپکا مزاج بہی میرا ہی سا ہی آخر یہ بات ہنسی ہنسی مین اڑ گئی مگر وہ مکار
ہر کوچ و مقام مین وقت کا منتظر تہا ایک روز غم اندوز شہزادہ کا خیمہ صحرای باغ بہار دشت لالہ زار ہمہ تن
خار خار پر آزار مین ہوا فضای صحرا نے کیفیت دکہائی پہولونکی خوشبو دماغ مین سمائی جا بجا چشمے رواں دیکہکے
یہ لہر آئی کہ تنہا وزیرزادہ کا ہاتہہ پکڑ لب چشمہ جا بیٹہا کشتی شراب کی طلب ہوئی جبدم جانعالم کے آنکہون مین
سرور آیا اخلاط کا زبان پر مذکور آیا اوس دغا شعار پر فن مکار نے وقت تنہائی صحبت بادہ پیمائی نشے کی
حالت غنیمت جانی رونے لگا شہزادہ نے ہنسکر کہا خیر ہی وہ بولا جو جو شرط رفاقت حق خدمت دنیا مین
ہوتا ہی غلام سب بجا لایا مگر محنت و مشقت غریب الوطنی دشت نوردی کا عوض خوب بہر پایا جب آپسا
قدردان بات کو چہپاوے تو پہر اور کسی سے کس بات کی امید رہے جانعالم نشے مین انجام کار نسوچا
اوس فیلسوف کے رونے سے بیچین ہو گیا کہا اگر تجہے یہی امر ناگوار ہی تو سن لے جو اسرار ہی مجہے ملکہ کے
باپ نے یہ بات بتائی ہی کہ جسکے قالب مین چاہون اپنی روح لیجاؤن اوسنے پوچہا کسطرح شہزادہ نے ترکیب
بتا دی جب وہ سب سیکہہ چکا بولا غلام کو بے امتحان غلطی کا گمان ہی شہزادہ نے کہا اثبات اس بات کا
بہت آسان ہی اوٹہکر جنگل کے طرف چلا چند قدم بڑہکر بندر مردہ دیکہا فرمایا دیکہہ مین اسکے قالب مین جاتا
ہون یہ کہکر شہزادہ زمین پر لیٹا بندر اوٹہہ کہڑا ہوا وزیرزادہ کو سب ڈہنگ یاد ہو گیا تہا فورا وہ کور نمک زمین پر
گرا اپنی روح جانعالم کے قالب خالی مین لا کہڑا ہوا اور کمر سے تلوار نکال اپنا جسم ٹکڑے ٹکڑے کرکے دریا مین
پہینک دیا یہ غضب بڑا ہوا شہزادہ کا نشا کرکرا ہوا سمجہا بڑی خطا ہوئی از ماست کہ بر ماست خود کردہ را

علاجی نیست وہ کافر بندر کے پیچھے دوڑا شہزادہ بیچارا بہاگ کر اور درختون کے تہ زمین چھپا پہر تو بدلجمعی تمام وہ نطفہ حرام لہو کپڑون پر چھڑک بید ہڑک ملکہ کے خیمے مین گیا رویا پیٹا کہا اسوقت ظلم کا حادثہ ہوا مین وزیرزادہ کے ساتہہ سیر کرتا تہا یکایک جنگل سے شیر نکلا اوسے اوٹہا لے چلا ہر چند مین نے جانبازی سے شیر کو تہ شمشیر کیا زخمی ہوا مگر اوسے نچھوڑا لے ہی گیا ملکہ نے تاسف کیا سمجہایا قضا سے کیا چارہ یہی حیلہ مرگ اوسکے مقدر مین تہا پہر انجمن آرا پاس گیا وہان بھی یہی اظہار کیا الا گہبرایا ہوا باہر چلا گیا ملکہ انجمن آرا کے خیمے مین آئی وزیرزادہ کا مذکور آپس مین رہا لیکن ملکہ کو قیافہ شناسی کا بڑا ملکہ تہا پریشان ہوکر یہ کلمہ کہا خدا خیر کرے آج بہت شگون بد ہوے تھے صبح سے دہنی آنکہہ پہڑکتی تھی راہ مین ہرنی اکیلی رستہ کاٹ میرا منہ تکتی تھی اپنے سائے سے بہڑکتی تہی خیمے مین اوترتے وقت کسی نے چھینکا تہا خواب موحش نماز کے وقت دیکھا تھا تم بھی فضل الٰہی سے عقل و شعور رکہتی ہو آج کی حرکتین شہزادہ کی غور کرو خلاف عادت ہین مجھے کو وہم بیجا ہی انجمن آرا نے کہا تم جانتی ہو وزیرزادہ سے محبت کیسی تھی رنج و الم برا ہوتا ہی بدحواسی مین اور کیا ہوتا ہی القصہ وہ شب ملکہ کے پاس رہنے کی تھی اسے اندر کا حال کیا معلوم تہا طبیعت کے لگاؤ سے انجمن آرا کے خیمے مین گیا جسوقت پہر بجا ملکہ انتظار کر کے وہان گئی دیکھا شہزادہ مضطرب بیٹھا ہی اسنے پوچھا آج کہان آرام کروگے وہ بہچک کر بولا جہان تم کہو ملکہ نے کہا یہین سو رہو شہزادہ نے کہا بہت خوب یہ کلمہ بھی خلاف دستور ظہور مین آیا اسکا خوب کہنا ملکہ نے برا مانا انجمن آرا کا ہاتہہ پکڑ اپنے خیمے مین لائی رو رُو پیٹی چلائی انجمن آرا بولی ملکہ خدا کے واسطے کچہہ مفصل بتا وہ بولی غضب ہوا قسمت اولٹ گئی شہزادہ سے چھٹ گئے خدا کی قسم یہ جان عالم نہین وہ بھی شہزادی تہی گو سیدھی سادی تھی کہا درست کہتی ہو بہت سے باتین اسنی آج نئی کے ہین ملکہ نے کہا خیر اب جو ہو سو ہو تم یہین سو رہو پہر حبشنون ترکنون سے فرمایا ہم سوتے ہین تم درِ خیمے پر مسلح جاگو اسوقت شہزادہ کیا اگر فرشتہ آئے بار نپائے یہ خبر سنکر وہ نامرد ڈرا اکیلا اور خیمے مین جا پڑا ایک ڈر دو طرف ہوتا ہی ملکہ نے کہا دیکھا اگر جان عالم ہوتا کبھی اکیلا نسوتا بے تامل چلا آتا بدمزگی

کا باعث خفگی کا سبب پوچھا اوسے کسکا ڈر تہا اوسکا تو گھر تہا انجمن آرا کہنے لگی صورت تو وہی ہی اوسوقت ملکہ نے اجزا غیر کے قالب مین روح لیجانے کا دم رخصت اپنے باپ کے بتانیکا مفصل بتایا پہر کہا کہ شہزادہ نے وزیرزادہ کو یہ حال بتایا ہی آپتو خدا جانے کس مصیبت مین مبتلا ہوا ہمکو موذی کے جنگل مین پہنسایا ہی ہمین روز اول اوسکے چتون پر بدگمانی کا شک آیا تہا سامنے لانیکو منع کیا تہا سمجہایا تہا وہ نادان ہمارا کہنا خاطر مین نلایا اوسکا مزا پایا القصہ وہ شب کہ شب اولین گور تہی رونے پیٹنے مین کٹی انجام کار کا اوس نابکار کے خوف سے تردد و تفکر رہا کہ دیکہیے شیشہ ناموس و ننگ سنگ ظلم سے کیونکر بچتا ہی اور یہ کہتے تہین

استاد کسے تیغ جفای چرخ سے امید ہنسنے کی ☆ جو ہووے بہی تو ہان شاید دہان زخم خندان ہو ☆

اسی فکر اندیشے مین صبح قیامت نمود ہوئی سواری ڈیوڑہی پر موجود ہوئی کوچ ہوا خبرداروں نے اوس بنے شہزادہ سے عرض کی یہ سرزمین غضنفر یہ ہی یہانسے پانچ کوس شہر ہی حاکم وہانکا غضنفر شاہ زرہ پوش ہی سوار و پیادہ کے سوا لاکہہ غلام جنگ آزمودہ جرار حلقہ بگوش ہی حکم کیا خیمہ ہمارا شہر کے قریب ہو کارپرداز حسب الارشاد عمل مین لائے جب شہزادیان خیمے مین داخل ہوئین خود آیا ادہر یہ بیچاریان ڈر سے بادل صد چاک اودہر ملکہ کے رعب سے وہ بچا بہی خوفناک ساعت بہر بیٹہہ کے اوٹہگیا جب غلغلہ فوج اور آمد لشکر وہان کے بادشاہ نے سنا کہ لشکر بیشمار سپاہ جرار شہر کے متصل آپہنچے اوسی بہت تشویش ہوئی وزیر خوش تقریر کو چند تحفے دیکر استفسار حال بظاہر استقبال کو بہیجا ملازمت حاصل کر کے من وعن حضور مین عرض کرے وزیر حاضر ہوا عرض بیگیون نے خبر پہنچائی وہ تو داب سلطنت ریاست کا رنگ ملاقات کا ڈہنگ جانتا تہا وزیر اعظم کا بیٹا تہا طرز رزم و بزم آئین صلح و جنگ جانتا تہا روبرو طلب کیا بعد ذکر واذکار شہر و دیار اپنا سبب آمد بجہت سیر و شکار اور اچہا ہونا آب و ہوا اس جوار کا اور دیکہنا یہان کے شہر و شہریار کا بیان کیا دم رخصت خلعت فاخرہ وزیر کو عنایت ہوا اور ربط دوستانہ کچہہ ہدایا بادشاہ کو روانہ کیا جب وزیر اپنے بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا احسن اخلاق و دبدبہ شوکت و صولت آئین سلطنت ہمت و رعب و جرات کا اوسکی

اس رنگ ڈہنگ سے ذکر کیا کہ وہ بادشاہ بیساختہ مشتاق ہوکر سوار ہوا خبرداروں نے اس حال سے مطلع کیا ارکان سلطنت وزرا امرا بخشی سپہ سالار پیشوائی کو گئے جب قریب پونہچا خود در خیمہ تک آیا معانقہ کر دونون تخت پر بیٹھے

تصویر دونون شہزادونکا تخت پر بیٹھنا مع مردمان سرکاری و درباری



سلسلۂ کلام بلاغت نظام طرفین سے کہلا وہ بھی اسکی صورت پر غش ہوگیا فصاحت پہ عشعش کرتا رہا بصد تکرار شہر کا مکلف ہوا جلد جلد عمارات شاہی سجی سجائی خالی ہوئی اسکو اوتار لشکر وہین رہا پہر حسب طلب ملکہ وا انجمن آرا سر چوک دو محلسرا برابر خالی ہوئی اوسمین وہ ناموس سلطان مبتلای بلا بے درماں مضطر و حیران داخل بصد خستہ حالی ہوئی چند روز دعوت جلسے رہے جب فرصت ملی دل مین سوچا اگرچہ جانعالم بندر ہی الا اسکے جینے مین اپنی مرگ کا خوف و خطر ہی ایسی تدبیر نکالیے کہ اوسے جان سے مار ڈالیے پہر بے کہٹکے آرام صبح و شام کیجیے ملکہ سے ڈرتا تہا پر مرد کے نام لینے سے مرتا تہا جیسے چور کی داڑہی مین تنکا یہ سوچکر حکم کیا ہمین بندر درکار ہین جو لائیگا دس روپی پائیگا اہل شہر ہزارون بندر پکڑ لائے جو سامنے آتا بغور دیکھہ سر تڑواتا تہوڑے عرصے مین بہت بندر ہلاک اوس سفاک نے کیے جب بندر کم ہوے دام بڑھے بجدیکہ فی بندر سو روپی مقرر ہوئے دو کوس چار کوس گرد و پیش نام و نشان نرہا بندر عنقا ہوگیا چنانچہ وہین کے بہاگے ہوے آج تک متہرا اور بندرابن اوراودہ بنگلے مین

خستہ تن ہین بلکہ اوس زمانے مین بندر ابن بالفتح تہا اب عرصۂ دراز گذرا وہ بندر ونکی کثرت جو نہی ابر
کسر سے یہ لفظ بالکسر خلقت کہنی لگے غرضکہ شہر مین ہرطرف غلغلہ سبکے یہ معاش ہوئی ہر شخص کو بندر کی تلاش
ہوئی ایک چڑیمار زیر دیوار سرا اوس لبتی مین بستا تہا مگر محتاج مفلوک بہزار جستجو و تگاپو تمام دن کی گردش مین
دس پانچ جانور جو ہاتہہ آجاتے دو چار پیسے کو بیچکر جورو خصم روٹی کہاتے اگر خالی پہرا فاقے سے پیٹ بہرا
ایک روز اوسکی جورو کہنے لگی تو سخت احمق ہے دن بہر جانوروں کی فکر مین دربدر خاک بسر الو سا دیوانہ ہر ایک
ویرانہ جہانکتا پہرتا ہے اسپر جو روٹی ملی تو بدن پر لتا ثابت نہین کسیطرح اگر ہنومان کی دیا سے ایک بندر بھی
ہاتہہ آئے تو برسون کی فرصت ہو دلدر جائے لالچ تو برا ہوتا ہے وہ راضی ہو کہا کہین سے آٹا لا روٹی پکا دے
جسطرح بنے تھوڑے چنے بہم پونہچا صبح بندر کی تلاش مین جاونگا نصیب آزماونگا اوسنے مانگ جانچ وہ سامان
کردیا دو گھڑی رات رہے چڑیمار جال پھٹکی پھنیک لاسا کپنا چھوڑ ٹٹی جو دہوکے کی تھی وہ توڑ روٹی چنے اور رسے
لیکے چل نکلا شہر سے چھہ سات کوس باہر نکل درختون مین ڈہونڈہنے لگا وہانکا حال سنیے شہزادہ جو بندر بنا
تہا اوسنے جسدن سے بندر پکڑتے لوگون کو دیکہا تہا اور سر تڑوانیکا حال سنا تہا بد حواس پریشان
سراسیمہ زیست سے یاس حیران ہرطرف چھپتا پہرتا تہا کہ مبادا کوئی پکڑ لے جائے زندگی مین
خلل آئے اس روز کئی دن کا بے دانہ و آب خستہ و خراب ضعف و نقاحت زنجیر پا تہا ہر قدم
اونگہکے گرتا تہا ایک درخت کے کول مین غش ہوکر پڑا تہا چڑیمار نے دیکہا دبے پانون آکر گردن پکڑی

تصویر بندر کا ایک درخت کے کول مین بیٹھنا اور چڑیمار کا اوسکو پکڑنا



اوسنے آنکھہ کھولی گلا دست قضا مین پایا جینے سے ہاتھہ اوٹھایا یقین ہوا زیست آتی تھی آج پیمانۂ بقا بادۂ اجل سے لبریز ہوکر چھلکا پکارا کہ ای گردون دون اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ چڑیمار نے کمر سے رسی کہول مضبوط باندہا پہر شہر کا رستہ لیا تہوڑی دور چل بندر نے کف افسوس مل اوس سے کہا ای شخص کیون خون بیگناہ بندۂ اللہ راندۂ درگاہ اپنی گردن پر لیتا ہی مصیبت زدے کو اور دکہہ دیتا ہی وہ بولا کیا خوب تو باتون سے مجھے ڈراتا ہی اگر دیو بہوت جن آسیب جو بلا ہی بلا سے مگر ترا چھوڑنا ناروا ہی آج ہی تو قسمت آزمائے ہی نعمت غیر مترقب رامجی نے دلوائی ہی تجھے بادشاہ کو دونگا سو روپے لونگا بھجن بھجونگا چین کرونگا یہ سنتی ہی سن ہوگیا رہی سہی جان قالب سے نکل گئی ہر چند منت سماجت سے کہا لالچ کا کام برا ہوتا ہی کچہ کام نہ آیا چڑیمار نے جلد جلد قدم بڑہایا قریب شام شادکام گہر آیا جورو سے کہا اچھی ساعت گہر سے گیا تہا طائر مطلب بیدام و دانہ خواہش کے جال مین پہنسا یہ کہکر خوب ہنسا دکہلے یہ سنیے جسدن شہزادہ گرفتار بلاے تازہ ہوا یعنی چڑیمار کے دام حرص مین گرفتار ہوا ملکہ دل گرفتہ خود بخود گہبرائی رو روکر یہ بیت زبان پر لائی **استاد** ہوئی کیا وہ تاثیر اے آہ تیری * تہی آگے تو کچہ بیشتر آزمائی * انجمن آرا سے کہا تمنے سنا یہہ کمبخت بندر پکڑوا کے سر کٹواتا ہی یقین جانو جانعالم اس ہیأت مین ہی اور آج خدا خیر کرے صبح سے بے طرح دل ناکام کو اضطراب ہی جان زار کو پیچ و تاب ہی گہر کاٹتا ہی غم کلیجا چاٹتا ہی معلوم ہوتا ہی شہزادہ پکڑا گیا یا کوئی اور آفت تازہ ستم نو بے اندازہ چرخ کہن دکہائیگا ہنسنے کے بدلے رولائیگا **میر** جس سے جی کو کمال ہو الفت * جسکے جانب درست ہو نسبت * جنبش اوسکی پلک کو گردان ہو * دل مین یان کاوش اک نمایان ہو * یار کو درد چشم گر ہووے * چشم عاشق لہو سے تر ہووے * وان دہن تنگ یان ہی دلتنگی * حسن اور عشق مین ہی یک رنگی * انجمن آرا نے جہلا کر کہا اس سے اور افزون کیا دنیا مین تباہے و خرابی ہوگی شہر چھٹا سلطنت گئی مان باپ عزیز و اقربا کی جدائی نصیب ہوئی گہر لٹا زخم دل و جگر آلے پڑے ہین جان کے لالے پڑے ہین **مصحفی** مرض الموت سے کچہ کم نہین آزار اپنا * دل مین دشمن کے بھی

یارب نہ چبھے خار اپنا * اور جسکے واسطے آوارہ و سرگشتہ ہوے یہ صدمے سہے نحوست بخت نافرجام گردش

ایام سے اوسے کھو بیٹھے وطن سے ہاتھ دہو بیٹھے اب رضینا بقضا مرضی مولی از ہمہ اولے نا سنخ مجھے

فرقت کی اسیری سے رہائی ہوتی * کاش عیسی کے عوض موت ہی آئی ہوتی * ابر رحمت سے تو محروم

رہی کشت مری * کوئی بجلی ہی فلک تونے گرائی ہوتی * ہون وہ غم دوست کہ سب اپنے ہی دل مین

بہرتا * غم عالم کی اگر اسمین سمائی ہوتی * یہان تو یہ باتین تہین اودہر چڑیمار کے جورو چراغ لیکر بندر کو

دیکہنے لگی بندر سوچا وہ کمبخت بر سر رحم نہوا کیا عجب یہ رنڈی ہی اگر نرم زبانی سے مذکور آفت آسمانی سنے

اور مہربانی کرے اس خیال سے پہلے سلام کیا وہ ڈری تو یہ کلام کیا کہ ای نیکبخت خوف نکرو باتین

میری گوش دل سے سن لے گنواریان جی کی کڑے بہی ہوتی ہین بندر کا بولنا اچنبھا سمجھکر کہا اچھا کہہ

تصویر چڑیمار کی اور اوسکی جورو کا چراغ دکہانا اور بندر کا سلام کرنا



وہ بولا ہم غریب الوطن گرفتار رنج مبتلاے محن گہر سے دور قید مین مجبور ہین مان باپ نے کس کس

ناز و نعم سے پالا فلک تفرقہ پرداز نے کون کون سی مصیبت دکہانیکو گہر سے نکالا یہانتک دربدر حیران

پریشان کرکے پردیس مین برے دن دکہائے کہ تیرے پاس گرفتار ہوکر آئے استاد پیدا کیا خدا نے

کسیکو نہین عبث * لایا مجھے کو یان یہ جہان آفرین عبث * اب صبح کو جب ہم گردن مارے جائینگے

تب سو روپے تمہارے ہاتھ آئینگے خون بیگناہ کی جزا حشر کو پاؤگی بیکنٹھ چھوڑ نرگ مین جاؤگے پیسا روپیہ

ہاتھہ کا میل ہی اسپر جو میل کرتی ہو کتنے دن کہاؤگی کلنگ کا ٹیکا ہی دہبا اسکا جیتے جی نچھوٹیگا دہوتے دہوتے
گہِسِ جاؤگی اگر ہمارے حال پر رحم کرو خدا اور کوئی صورت کریگا سو روپے کے بدلے تمہارا گہر اشرفیون سے
بہریگا ہمارے قتل مین گناہ بے لذت یا ایک موذی کے حسرت نکلنے کے سوا اور کیا فائدہ ہی اگرچہ ایسا
جینا مرنے سے برا ہی لیکن خدا جانے ارادۂ ازلی مشیت ایزدی کیا ہی ہماری تقدیر مین کیا کیا لکھا ہی جو
خدا کے نام پر نثار ہی اللہ اوسکا ہر حال مین ممد و مددگار ہی تو نے بادشاہ یمن کا قصہ سنا نہین ایک سلطنت
سہ دی دو پائین لاکہیونکی قضا آئی جانین گنوائین رنڈی موم کی ناک ہوتی ہی جب گھر گئے جدہر پہیرا
پہر گئے بندر کی باتون پر کچہ تعجب کچہ تاسف کرکے کہنے لگی ہنومان جی وہ کہانی کیسی ہی سناؤ جلدے مہاراج

فسانہ سلطان یمن سائل کو سلطنت دینی غریب دیار ہونا سوداگر کے فریب سے شہزادیکا کہونا پہر بیٹونکی جدائی اپنی دشت پیمائی آخر سلطنت کا ملجانا بیٹونکا آنا بی بی کا پانا پہر سوداگر کا قتل کرنا

بندر نے کہا سرزمین یمن مین ایک بادشاہ تہا ملک اوسکا مالا مال دولت لازوال بخشندۂ تاج و تخت نیک
سیرت فرخندہ بخت جسدم سائل کی صدا گوش حق نیوش مین در آئے وہین احتیاج بکاری مین بر آئے
یہانتک کہ لقب اوسکا نزدیک و دور خدادوست مشہور رہوا ایک روز کوئی شخص آیا اور سوال کیا کہ اگر تو
خدادوست ہی تو سہ تین دن کو مجھے سلطنت کرنے دے بادشاہ نے فرمایا بسم اللہ جو ارکین سلطنت مسند نشین
حکومت حاضر تھی تباکید اونہین حکم ہوا کہ جو اسکی نافرمانی کریگا مورد عتاب سلطانی ہوگا یہ فرما وہ فرمانروا تخت
سے اوٹہا سائل جا بیٹہا حکمرانی کرنے لگا چوتہے روز بادشاہ آیا کہا اب قصد کیا ہی وعدہ پورا ہوچکا ہے
سائل بولا پہلی تو فقط امتحان تہا اب بادشاہت کا مزا ملا برای خدا یہ تاج و تخت یک لخت مجھے بخشدے
بادشاہ نے فرمایا برضای خدا یہ حکومت آپکو مبارک ہو مین بخوشی دیچکا بادشاہت دیکر کچہ نہ ہاتھہ لیا فقط لڑکونکا
ہاتھہ مین ہاتھہ بی بی کو ساتھہ لیا دلکو سمجھایا اتنے دنون سلطنت حکومت کی چندے فقیری کی کیفیت

فاقی کے لذت دیکھیے گو جاہ وحشم مفقود ہی مگر شاہی بہر کیف موجود ہی الا اس شہر سے کہین اور چلنا فرض ہی حکم خدا
قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ہی دنیا جائے دید ہی عنایت خالق سے کیا بعید ہی جو کوئی اور صورت نکلے ایک لڑکا سات برس کا دوسرا نو برس کا تہا

تصویر بادشاہ کا مع بیوی اور چھوٹے بڑے لڑکون کے جنگل مین چلے جانا

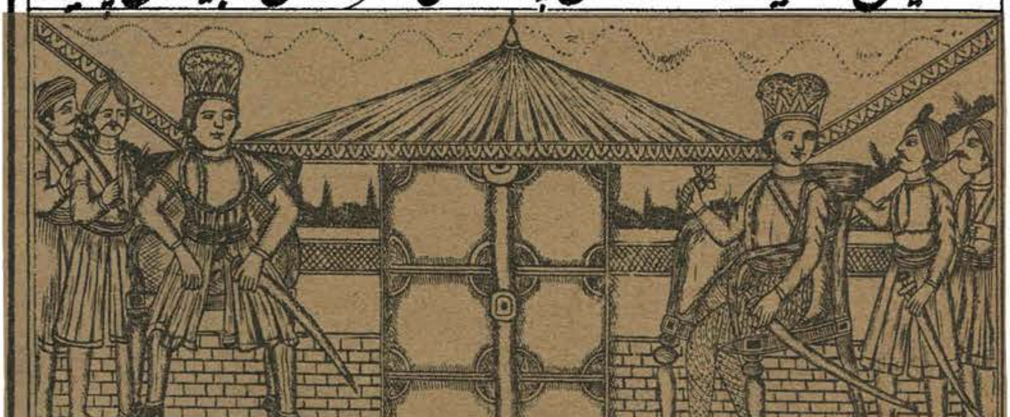


غرضکہ وہ حق پرست شہر سے تہیدست نکلا بلکہ تکلف کا لباس بھی وہ خداشناس بار سمجھا نہ لیا جامہ عریانی
جسم پر چست کیا اور چل نکلا نیرنگی سپہر بوقلمون دنیائے دون کا یہ نقشہ ہی مصرع کہ این عجوزہ عروس ہزار
داماد ست * کل وہ سلطنت ثروت کر و فر افسر و تاج آج یہ مصیبت اذیت دربدر پیادہ پا سفر محتاج کبھی
دو کوس گاہ چار کوس بے نقارہ و کوس بہزار رنج و تعب چلتا جو کچہ میسر آیا تو روزی ہوئی نہین تو روزہ
یونہین ہر روزہ راہ طی کرتا جب نوبت یونہی پہنچی چند روز مین ایک شہر ملا مسافر خانے مین بادشاہ اوترا اتفاقاً ایک سوداگر
بھی کسی سمت سے وارد ہوا قافلہ باہر اوتار تنہا گھوڑے پر سوار سیر کرتا مہمان سرا مین وارد ہوا شہزادی کو کہ گرد راہ صعوبت سفر کے
مبتلا تھی لیکن اچھی صورت کبھی چھپے نہین رہتی سعدی حاجت مشاطہ نیست روے دلارام را *
سوداگر کی آنکھہ جو پڑی بیک نگاہ از خود رفتہ ہوا سانس سینہ مین اڑی بادشاہ کے قریب آ سلام کیا یہ
بیچارے اللہ کے ولی وہ ولد الزنا شقی بادشاہ نے سلام کا جواب دیا اس عرصے مین وہ غدار حیلہ سوچا
بہت فسردہ خاطر ہو کر کہا اے عزیز مین تاجر ہون قافلہ باہر اوترا ہی میرے عورت کو دردزہ ہو رہا ہی
دائی کے تلاش مین دیر سے گدائی کر رہا ہون ملتے نہین تو مرد بزرگ ہی کچ اوائے مگر اس نکبخت کو اللہ

کو پل مین سونپے ہی مگس رانی ٭ یہ سلطنت تو کرنے لگا مگر فسردہ خاطر پژمردہ دل بسبب شرم و حیا مفصل
حال کسی سے نہ کہتا تھا شب و روز غمگین و اندوہناک پڑا رہتا تھا جب وہ بلبل ہزار داستان یعنے فرزند
شمع دودمان یاد آتے تھے دن کو پیش چشم اندھیرا ہو جاتا ظل سبحانی کو کو کر کے نالہ و فریاد مچاتے تھے
اب اون لڑکونکا حال سنیے جسکو بہیڑیا لیے جاتا تھا اودہر سے کوئی تیر انداز سبکدست آتا تھا اوسنے
چہوڑایا دوسرا جو غوطے کہاتا تھا بلبلاتا تھا اوسکو ماہی گیر نے دام محبت مین اولجھایا کنارہ دکھایا وہ دونو
لاولد تھے اوسی شہر کے رہنے والے جہان ان لڑکون کا باپ بادشاہ ہوا تھا وہ اپنے اپنے گھر میز
لا بقدر مقدور لڑکون کو پرورش کرنے لگے جل جلالہ کیا سنگ تفرقہ فلک نے پہینکا کہ ایک دوسرے کے
سنگ رہا جدا ہو گیا چند عرصے تک بادشاہ نے ضبط کیا آخر بیٹون کے مفارقت نے بیچین کیا وزیر سے فرمایا
دو لڑکے قوم شریف سے ہماری صحبت کے قابل ڈہونڈہ کے لاؤ ہمارا دل بہلاؤ وزیر نے تمام شہر کے
لڑکے طلب کئے حکم حاکم مرگ مفاجات وہ دونون بہی آئے سبحان اللہ جامع المتفرقین بہی اوسیکا نام
ہی بچھڑے ملانا اوسکے روبرو کتنا کام ہی بسکہ صورت و سیرت دونون کو خالق نے عطا کی تھے شاہزادہ
تھے وہی وزیر کو پسند آئے روبرو لایا بسبب طول زمان مفارقت اور تکلیف و عسرت نقشے بدل گئے
تھے قطع اور ہو گئی تھی نہ بادشاہ نے پہچانا نہ تقاضاے سن سے لڑکون نے باپ جانا اور نہ یہ سمجہ آئی
کہ ہم دونون بہائی ہین یہ بہی قدرت نمائی ہی بہم ہوے مگر جدا رہے لیکن جوش خون سے بادشاہ کا
حال دگرگون ہوا دونون پر بمحبت تمام مصروف عنایت علی الدوام رہا سب نے سنا ہی کامل کا یہ نکتہ
ہی کُلُّ اَمرٍ مَرہُونٍ بِاَوقَاتِہٖ تہوڑے دن مین معتمد و مقرب ہوے اور وہ سوداگر جو فروش گندم نما دغا کا
پتلا یہان کے پہلے بادشاہ سے رسائی علے سے شناسائی رکھتا تھا اس نظر سے وہ بہی اوس عورت
ناراض کو لیکر وہان وارد ہوا خبر مرگ بادشاہ سنکر ملول ہوا کہ مطلب نہ حصول ہوا لوگون نے کہا بادشاہ
تازہ اوس سے زیادہ خلیق اور غریب پرور ہی بوساطت وزیر اعظم تحفہ تحائف لیکے حضور مین حاضر ہو اندر

گذرانی شرف عتبہ بوس حاصل ہوا ایک نظر تو دیکھا تہا بادشاہ نے نہ پہچانا نہ سوداگرنے حریف جانا مگر
بادشاہ اوسکو ذی اعتبار سیاح دیار سمجہ بیشتر اطراف وجوانب کا مذکور سنتا تہا ایکدن قریب شام حضور
مین حاضر تہا بادشاہ نے فرمایا آج کی شب گہر نجانا کچہ دیدہ وشنیدہ حکایت ہمکو سنانا وہ بیٹھا تو مگر مکدر پریشان
بادشاہ نے تردد کا سبب پوچھا یہ باعث عنایت فی الجملہ گستاخ ہو چلا تہا دست بستہ عرض کی خانہ زاد کے
پاس ایک عورت ناراض ہی اوسکو فدوی سے اغماض ہی اوسکی نگہبانی حفاظت بذات خود کرتا ہون
بمرتبہ ڈرتا ہون ایسا نہو نکل کے راز پنہان فاش کرے حمایتی تلاش کرے حکم ہوا یہ مقدمہ آج ہماری دہ
ہی وہی لڑکے بسکہ معتمد تھے خاص دستہ اونکے ہمراہ کر پاسبانی کی تاکید اکید کی لڑکے آداب بجا کے سوداگر
کے مکان پر گئے باغ مین خیمہ برپا تہا در خیمہ پر کرسی بچھا دونون بیٹھے پاسبان آس پاس پہرنے لگے

تصویر باغ کے خیمے کے دروازون پر دونون شہزادون کا بیٹھنا مع چوکیدار



جب آدھی رات گذری ایک کو نیند آنے لگی دوسرے نے کہا سونا مناسب نہین ایسا نہو کوئی فتنہ خوابیدہ
جاگے خیمے سے کوئی چونک بہاگے وہ بولا تو ایسا فسانہ کہو جو نیند اوچٹنے کا بہانہ ہو اسنے کہا خیر آج ہم
اپنی سرگذشت کہتے ہین اگر غور سے سنو گے نیند کیا کئی روز بہوک پیاس نہ آئیگی عبرت ہو جائیگی ای عزیز
باتمیز مین بادشاہ یمن کا لال ہون میرا باپ للہ سلطنت سائل کو دے مجھے اور ایک میرا چھوٹا بھائی کہ وہ

تمسے بہت مشابہ تہا اوسکو اور اپنی بی بی کو ہمراہ لیکر غریب الوطن ہوا تہا راہ مین ایک سوداگر فریب سے شہزادیکو لے گیا ہم دونون بہائی ساتہہ رہے آگے چلکر دریا ملا ناؤ بیڑا کچہ نہ تہا بادشاہ مجکو کنارے پر بٹہا چہوٹے کو کنار شفقت مین اوٹہا کندہے پر چڑہا پار چلا مجھے بہیڑیے نے پکڑا میرے چلانے سے بادشاہ جو بدحواس ہوا بہائی دوش پر سے آغوش دریا مین کہسک پڑا خود غوطے کہانے لگا پہر نہین معلوم کیا حادثہ گذرا مجھے تیر اندازنے دہن گرگ سے چہڑایا اب فلک اس بادشاہ پاس لایا وہ روکر لپٹ گیا کہا بہائی دریا مین ہم گرے تہے مچہلی والونکے باعث ترے تہے پہر تو دونو بغلگیر ہوا ایسے چلائے کہ وہ عورت نیند سے چونک پڑی پردیکے پاس آکے حال پوچہنے لگی انہون نے ابتدا سے انتہا تک وہ داستان مصیبت بیان کی وہ بہی پردہ اولٹ جہٹ پٹ لڑکونسے لپٹ گئی کہا ہم ابتک سوداگر کے قید مین مجبور رہین سب سے دور ہین اوسیدم یہ خبر بادشاہ کو پونہچی سواری جلد بہیجی روبرو طلب کیا اوسوقت باہم دگر سب نے پہچانا فوراً سوداگر کو قید کیا باقی رات مفارقت کی حکایات مین گئے صبح دم جلاد سپہر یعنی بمہر مہر جب شمشیر شعاع کہینچکر ہنگامہ پرداز عالم ہوا سوداگر کو کاروان عدم کا ہم سفر کرکے بار ہستی سے سبکدوش کیا شمع حیات کو اوسکی خاموش کیا مین ہین اخبار نویسون نے یہ حال لکہا وہان عجب ہربونگ مچا تہا وہ سائل ستم شعار بدرجہ ظلم پیشہ جفا کار نکلا رعیت نالان ارکان سلطنت ہراسان رہتے تہے ہزارون رنج رات دن سہتے تہے جب یہ خبر وہان پہونچی وزیر نے بصلاح رئیسان شہر زہر دیکر اوسے مار تلخکامی سے سبکو نجات ملی اور عرضداشت اپنی بادشاہ کو لکہی تمنای قدمبوس تمام شہر کی تحریر کی بادشاہ کی بہی محبت وطن دلمین جوش زن ہوئی سفر کی طیاری ہونے لگی قطعہ حب وطن از ملک سلیمان خوشتر ٭ خار وطن از سنبل و ریحان خوشتر ٭ یوسف کہ بمصر بادشاہی میکرد ٭ میگفت گدا بودن کنعان خوشتر ٭ القصہ یمن مین آیا دونون سلطنتین قبضے مین رہین جب بندر نے فسانہ تمام کیا پہر کہا کہ اے نیکبخت مطلب اس کہانی سے یہ تہا کہ جو بادشاہ عاشق اللہ خدا پر شاکر تہا ایک سلطنت دی دو پائین یہ دونو بدبخت جو لالچی تہے انہون نے جانین گنوائین قیامت تک مطعون خلائق رہین گے جتنے نیک ہین قصہ

سنکر یہ کہین گے رنڈی ان باتونسے بر سر رحم ہوئی بندر کی تسکین کی کہا تو خاطر جمع رکہہ جبتک کہ جیتے ہون تجھے
بادشاہ کو ندونگی فاقہ قبول کرونگی پہر اوسے روٹی کہلا پانی پلا کہنڈر مین لٹا سو رہی صبح کو چڑیمار اوٹہا بندر کے
لیجانیکا قصد کیا عورت نے کہا آج اور قسمت آزما پہر جانور پکڑنے جا جو روٹی میسر آئی تو کیون اسکی جان جائے
ہمپر ہتیا لگے بدنامی آئے نہین توکل لیجانا وہ بولا تو اسکے دم مین آگئی بندر نے کہا ماشا اللہ رنڈی تو خدا پر
شاکر ہی تو مرد ہو کر مضطر ہی باجی تو زن مرید ہوتے ہین پہر وہ پٹک جہٹک جال ہٹکی اوٹہا لاسا کنپا لے ٹٹی کندہے
سے لگا گھر سے نکلا یا تو دن بہر خراب ہو کر دو تین جانور لاتا تہا اس روز دو پہر مین پچاس ساٹہہ ہاتہہ آئی پہٹکی
بہر گئی خوش خوش گہر پہرا کئی روپے کو جانور بیچے آٹا دال نون تیل لکڑی خرید تہوڑی مٹہائی لے بہٹی پر جاٹکے کا
ٹہرا پیا ہاتہہ پانون پہول گئے جہومتے گیت گاتے گہر کا رستہ لیا مفلسی کا غم بچا بہول گئے جورو سے کہا آتے ہی ارے
ہنومان جی کے کدم بڑے بہگوان ہین بہگوان نے دیا کی آج روپیا دلوائے اتنے جانور ہاتہہ آئے وہ گہر بسی بھی
بہت ہنسی پہلے مٹہائی بندر کو کہلائی پہر دٹی پکا آپ کہا کچہ اوسے کہلا پڑرہی بندر بچارا سمجھا چندے پہر جان بچی جو فلک
نہ جل مرے اور اسکا بھی رشک نکرے مؤلف کیا شاخ گل پہ پہولکے بیٹھی ہی عندلیب ٭ ڈرتا ہون مین چشم
فلک کو برا لگے ٭ جب لایا بار یاس ہی لایا یہ ای سرور ٭ گاہی نہ نخل غم مین ثمر اس سوا لگے ٭ اب روز بروز
چڑیمار کی ترقی ہونے لگی تہوڑے دنونمین گہر بار کپڑا لتا گہنا پاتا درست ہوگیا قضارا کوئی بڑا تاجر سرا مین اوس بہٹیارے
کے گہر مین اوترا جسکی دیوار تلے چڑیمار رہتا تہا ایک روز بعد نماز عشا سوداگر وظیفہ پڑہتا تہا ناگاہ آواز خوب صدائے
مرغوب جیسے لڑکا پیاری پیاری باتین کرتا ہی اوسکے کان مین آئی بہٹیاری سے پوچہا یہان کون رہتا ہی وہ بولے
چڑیمار سوداگر نے کہا اسکا لڑکا خوب باتین کرتا ہی بہٹیاری بولی لڑکا بالا تو کوئی بھی نہین فقط جورو خصم رہتے ہیز
سوداگر نے کہا ادہر آ یہ کسکی آواز آتی ہی بہٹیاری جو آئی لڑکے کی آواز پائی وہ بولا اس صدا سے بوے
درد پیدا ہی اسکو میرے پاس لا باتین کرونگا کچہ لڑکے کو دونگا اور تیرا بھی منہ میٹہا کرونگا بہٹیارے چڑیمار
کے گہر گئی دیکہا بندر باتین کرتا ہی اسے دیکہہ چپ ہو رہا وہ دونون بہٹیاری کے پانون پر گر پڑے منت

کرنے لگی کہا ہمنے اسے بچون کی طرح پالا ہی اپنا دکہہ ٹالا ہی شہر پرآشوب ہو رہا ہی بندر کش بادشاہ اوترا ہی ایسا نہو یہ خبر اوڑتے اوڑتے اوسے پہونچے بندر چھن جائے ہمپر خرابی آئے وہ بولے مجھے کیا کام جو ایسا کلام کرون سراین آکے سوداگر سے کہا وہان کوئی نہ تہا اوسنے کہا دیوانی ابہی وہ آواز کسکی تہی بغور سنیے کہ کیا معقول جواب وہ نامعقول دیتی ہی بلیا لون بہلا مجھے کیا غرض جو کہون بندر بولتا ہی سوداگر خوب ہنسا پہر کہا تو سڑن ہی ارے بندر کہین بولا ہی پہر بولی جی گریب پرور صدکے گئی اسی سے تو مین بھی نہین کہتی ہون کہ بندر بولتا ہی اور چڑیار کے جورو نے بتانے کو منع کیا ہی سوداگر کو سخت خلجان بمرتبہ خفقان ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہی مکان قریب تہا خود چلا گیا دیکہا تو فی الحقیقت ایک عورت دوسرا مرد مچہندر تیسرا بندر ہی یقین کامل ہوا یہی بندر بولتا ہی بہٹیاری سچی ہی گو عقل کے کچی ہی وہ سوداگر کو دیکھکے بندر کو چھپانے لگی خوف سے تہرانے لگی کہا بہید کہل گیا اب پوشیدہ کرنا اسکا لاحاصل ہی مصلحت یہی ہی بندر ہمین دو جو احتیاج ہو اسکے جلد دین تو نہین تو بادشاہ سے اطلاع کرونگا یہ بیچارا مارا جائیگا چھپانیکی علت مین تمہارا سر اوتارا جائیگا میر کیا جائیگا وہ دونون رونے پیٹنے لگے بندر سمجھا اب جان نہین بچتی اتنی ہی زیست تھی چڑیار سے کہا ای شخص فلک کجرفتار گردون دوار نے اتنی جفا پر صبر نکیا یہان بہی چین ندیا مناسب یہی ہی رضای الٰہی پر راضی ہو مجھے حوالے کردو قضا آئی ٹلتی نہین تقدیر کے آگے کسیکے تدبیر چلتی نہین فردبشر کو حکم قضا و قدر سے چارہ نہین اسکے ٹال دینے کا یارا نہین اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا یَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا یَسْتَقْدِمُوْنَ چڑیار نے کہا دیکھو بندر کے ذات کیا بیوفا ہوتی ہی ہماری محنت و شفقت پر نظر نہ کی توتے کیطرح آنکہہ پہیر لے سوداگر کے ساتہہ جانیکو راضی ہو گیا ٹرا آدمے جو دیکہا ہماری پاس رہنے کا مطلق پاس نہ کیا بندر نے کہا اگر نجاؤن اپنی جان کہو ون تمپر خرابی لاؤن آخرکار بہزار گریہ و زاری سوداگر سے دونون نے قسم لی کہ بادشاہ کو ندینا اچھی طرح پرورش کرنا یہ کہکر بندر حوالے کیا سوداگر نے اسکی عوض بہت کچہ دیا بندر کو سراین لا پیار کیا بدلداری و نرمی حال پوچہا بندر نے یہ چند شعر حسب حال سوداگر کے روبرو پڑھے مرزا رفیع نے بلبل چمن نہ گل نو دمیدہ ہون پیز

موسم بہار مین شاخ بریدہ ہون * گریان بشکل شیشہ و خندان بشکل جام * اس میکدے کے بیچ عبث آفریدہ ہون * مین کیا کہون کہ کون ہون سودا بقول درد * جو کچہ کہ ہون سو ہون غرض آفت رسیدہ ہون * ای عزیز آتش کاروان نقش پای یاران رفتگان ظاہر ہون مگر نہان ہون بلبل دور از گلزار گم کردہ آشیان صیاد آمادہ بیداد گہات مین باغبان کیونکر نہ سرگرم فغان ہون حضرت عشق کی عنایت ہی احباب زمانہ کی شکایت ہی طرفہ حکایت ہی کہ حاجت روای عالم محتاج ہی تخت ہی نہ افسر ہی نہ وہ سر ہی نہ تاج ہی غریب دیار چرخ موجد آزار شفیق و مہربان نہین حال زار کا کوئی پرسان نہین حیرت کا کیون نہ مبتلا ہون اپنے ہاتہ سے اسیر دام بلا ہون خود گرفتار پنجہ ستم ہوا کبہی مجہے جنکا الم تہا اب اونہین میرا غم ہوا مرنے سے اس لیے ہم جی چہپاتے ہین کہ ہمدم میرے فراق مین موے جاتے ہین مجہے دام مکر مین اولہایا دوستون کو میرے دشمن کے پہندے مین پہنسایا گردش چرخ ستمگار سے عجیب سانحہ ہوش ربا سامنے آیا میر تقی سخت مشکل ہی سخت ہی بیداد * ایک مین خون گرفتہ سو جلاد * کوئی مشفق نہین جو ہووے شفیق * بیکسی چہٹ نہین ہی کوئی رفیق * آہ جو ہمدمی سی کرتے ہی * اب تو وہ بہی کمی سی کرتے ہی * اب ٹہرتا نہین ہی پاے ثبات * ایک مین اور ہزار تصدیعات * مصرع گویم مشکل وگر نگویم مشکل * مگر آج خوش قسمتی سے آپسا قدردان ہاتہ آیا ہی انتشار طبیعت برطرف ہو تو بدلجمعی تمام آغاز سے تا انجام اپنی داستان غم سانحہ ستم گذارش کرونگا سوداگر کے اس مضمون دردناک سے آنسو نکل پڑے سمجہا یہ بندر نہین کوئی فصیح و بلیغ عالیخاندان والا دودمان سحر مین پہنس گیا ہی کہا اطمینان خاطر رکہہ تیری جان کے ساتہ میری جان ہی اب زیست کا یہی سامان ہی بندر کو تسکین کامل حاصل ہوئی غزلین پڑہین نقل و حکایت مین سرگرم رہا اپنا حال پہر کچہ نکہا تمام شب سوداگر نسویا اسکے بیان جانکاہ پر خوب رویا اب بہت تعظیم و تکریم سے بندر رہنے لگا مگر امر شدنی بہرکیف ہوا چاہے راز فاش ہوا گر خدا چاہے سوداگر کا یہ انداز ہوا جو شخص نیا اسکی ملاقات کو آتا اوسے بندر کی باتین سنواتا اوسکو استعجاب سے فکر ہوتا اسکا ہر جگہ ذکر ہوتا آخرش اسکی گویائی کا چرچا کوچہ و بازار مین مچا اور یہ خبر اوس کور نمک

محسن کش کے گوش زد ہوئی سنتے ہی سمجھا یہ وہی ہی بعد مدت فلک نے پتا لگایا اب ہاتھ آیا فورا چوبدار بندر کے
لینے کو سوداگر کے پاس بہیجا یہ بہت گھبرایا اور تو کچھ بن نہ آیا بصد عجز و نیاز عرضداشت کی کہ غلام صاحب اولاد
نہین اس اندوہ مین دل مضطر شاد نہین طبیعت بہلانیکو اسے بچا سا لیکر فرزندون کی طرح بڑی مشقت سی
پالا ہی رات دن دیکھا بہالا ہی بندر ہی مگر عنقا ہی مفارقت اسکی خانہ زاد کی جان لیگی آیندہ جو حضور کی مرضی چوبدار
یہانسے خالی پہرا وہ ظالم اظلم غضب مین بہرا وہان کے بادشاہ کو لکھا کہ اگر سلطنت اور آبادی مملکت اپنی
منظور ہو سوداگر سے جلد بندر لیکر یہان بہیجدو نہین تو اینٹ سے اینٹ بجادونگا نام و نشان مٹادونگا
یہ خبر وحشت اثر سنکے غضنفر شاہ متردد ہوا مشیران خوش تدبیر امیر وزیر سمجھانے لگے کہ خداوند نعمت ایک
جانور کے خاطر آدمیونکا کشت و خون زبون ہی حکم ہو اچہ لوگ سرکاری وہان جائین جسطرح بنے سوداگر سے
پکڑ کر بندر اوسکی ڈیوڑھی پر پہونچائین جب بادشاہی خاص دستہ سرا مین آیا بندر دست بستہ یہ زبان پر لایا کہ ای
مونس غمگسار و فا شعار اس اجل رسیدہ کے باب مین کد و کوشش بیکار ہی سراسر بیجا ہی قضا کا زمانہ قریب آپہنچا
در ناکامی واہی مبادا اسی طرح کا رنج میری دوستی مین تمہارے دشمنونکو پہنچے تو مجھے حشر تک حجاب و ندامت رہے
خلق خدا یہ ماجرا سنکے برا بہلا کہے سوداگر نے کہا استغفر اللہ یہ کیا بات ہی جو کہا وہ سر کے ساتھ ہی جب بادشاہ
کے لوگون کا تقاضای شدید ہوا اور دن بہت کم رہا بعد رد و قدح بمعذرت بسیار و منت بیشمار ہزار دینار
دیکے اوس شب مہلت لی اور صبح کے چلنے کی ٹہری بموجب مثل مصرع زر بر سر فولاد نہی نرم شود
اس عرصے مین یہ حال تباہ ماجرای جانکاہ گلی کوچے مین زبان زد خاص و عام ہوا کہ ایک بندر کسی
سوداگر کے پاس باتین کرتا تہا وہ بھی کل مارا جائیگا بلکہ اوس کشتۂ انتظار مایوس دلفگار یعنی ملکہ مہرنگار کو
بھی معلوم ہوا وہ شیدای جان عالم سمجھی کہ یہ بندر نہین شہزادہ ہی افسوس صد ہزار افسوس اب کون سی تدبیر
کیجیے جو اوس بیکس کے جان بچے دلکو مسوس وزیرزادہ کو کوس لوگونسے پوچھا دم سحر کدہر سے وہ سوداگر جائیگا
یہ تماشا ہمارے دیکھنے مین کیونکر آئیگا لوگون نی عرض کی حضور کے جہروکے تلے شاہراہ ہی یہی ہر سمت کی گذرگاہ ہی

یہ سنکے تمام شب ثریا کی نیند نہ آئی دو گھڑی رات سے برآمدے مین برآمد ہوئی اور ایک توتا پنجرے مین پاس رکھ لیا
گجر سے پیشتر بازار مین ہلڑ تماشائیونکا میلا سا ہوگیا جسوقت تاجر ماہ نے متاع انجم کو نہانخانۂ مغرب مین چھپایا اور خسرو
رنگین کلاہ نے بندر مشرق سے نکلکر تخت زرنگاری پر جلوس فرمایا سوداگر نماز صبح پڑھکر ہاتھی پر سوار ہوا کمر مین پیش قبض
رکھہ گود مین بندر کو بٹھا مرنے پر کمر مضبوط باندھکر مجبور چلا بندر سے کہا پریشان نہو جب تقریر سے اور اصراف
کثیر سے کام نہ نکلیگا جو کچھ بن پڑیگا وہ کرونگا اپنے جیتے جی تجھے مرنے ندونگا قول مردان جان دارد مصرع بعد از سر من کن فیکون
شد شدہ باشد * سوداگر کا سرا سے سراسیمہ آگے بڑھنا کہ خلقت نے چار طرف سے گھیر لیا بندر لوگونسے مخاطب
ہوکے یہ کہنے لگا میر سوز برق طپیدہ یا شرر رجہیدہ ہون * جس رنگ مین ہون مین غرض از خود رمیدہ ہون *
اے اہل بزم مین بہی مرقع مین دہر کے * تصویر ہون ولے لب حسرت گزیدہ ہون * صیاد اپنا دام اوٹھالے
کہ جون صبا * ہون تو چمن مین پر گل عشرت نچیدہ ہون * ای آہ و نالہ مجہسے نہ آگے چلو کہ مین * بچھڑا ہون
کاروانسے مسافر جریدہ ہون * غم ہون الم ہون درد ہون سوز و گداز ہون * سب اہل دل کے واسطے مین آفریدہ ہون

تصویر سوداگر مع بندر ہاتھی پر سوار مع مردم تماشائے بازار



صاحبو دنیای دون نیرنگی زمانہ سفلہ پرور بوقلمون عبرت دیدگی جا ہی گرما گرم آیندہ روندہ کا بازار ہی کس و

ناکس جنس ناپائدار لہو لعب کا خریدار ہی اپنے کام مین مصروف قضا ہی جو شی ہی ایکروز فنا ہی معاملات قضاو قدر سے
ہر ایک ناچار ہی یہی مسئلہ جبر و اختیار ہی کوئی کسیکی عداوت مین ہی کوئی کسیکا شیدا ہی جسے دیکھا آزاد نپایا کسی نکسی بکھیڑے
مین مبتلا ہی ایک کو اتنا سوجھتا نہین کیا لین دین ہو رہا ہی سود کے امید مین سراسر زیان ہی سٹری ہونیکا سودا ہی اوسکے
قدرت ناطقہ دیکھو مجھسے ناچیز بیزبان کو بہ تکلف گویائی عنایت کیا تم سب کا سامعوکنین چہرہ لکھدیا باتین
سننے کو ساتھہ چلے آئے ہو جدائی میرے شاق ہی جو ہی وہ مشتاق ہی حال زار پر رحم کہا آنسو بہاتے ہوے یہ
رحیمی کے صفت ہی شان قہاری دیکھو اوسے تقریر کی دہوم سے ایک ظالم شوم سے مجھ مظلوم کا مقابلہ
ہوتا ہی یقین کامل ہی کہ وہ قتل کریگا بیگناہ کے خون سے ہاتھہ بہریگا سواد الوجہ فی الدارین ہوگا تب اوسے
آرام اور چین ہوگا یہ گویائی گویا پیام مرگ تہا دنیا جای آزمایش ہی سفیہ جانتے ہین یہ مقام قابل آرام
و آسایش ہی دو روزہ زیست کے خاطر کیا کیا ساز و سامان پیدا کرتے ہین فرعون باسامان ہو کی زمین
پر پانون نہین دہرتے ہین جب سر کو اوٹھا آنکھہ بند کرکے چلتے ہین خاکسارون کے سر کچلتے ہین آخرکار
حسرت و ارمان فقط لیکر مرتے ہین جان اوسکی حسب و جو مین کہوتے ہین جو شی ہاتھہ آئی ذلت سے جمع
ہنو پریشانی و مشقت سے پاس رہی خست سی چہوٹ جائے یاس و حسرت سے پہر سر پہ ہاتھہ دہر کر روتے ہین
صبح کو کوئی نام نہین لیتا ہی جو کسی اور نے لیا تو گالیان دیتا ہی ناسخ دنیا اک زال بیسوا ہی * بیمہر و وفا دیکھا ہے
مردون کے لیے یہ زن ہی رہزن * دنیا کی عدو ہی دین کے دشمن * رہتی نہین ایک جا یہ جگر * پہرتے ہی برنگ نرد گہر گہر *
انجام شاہ و گدا دو گز کفن اور تختۂ تابوت سے سوا نہین کسینے ادہر پایا محمودیکا دیا یا تحریر کربلا کسیکو گزہی گاڑھا
میسر ہوا بصد کرب و بلا اوسنے صندل کا تختہ لگایا اسنے بیر کے چیلونمین چہپایا کسینے بعد سنگ مرمر کا مقبرہ بنایا کسینے
مرمرکے گور گڑہا پایا کسیکا مزار مطلا منقش زنگارنگ ہی کسیکی مانند سینۂ جاہل گور تنگ ہی حسرت دنیا سے کفن چاک
ہوا بستر دونون کا فرش خاک ہوا نہ امیر سمور و قاقم کا فرش بچہا سکا نہ فقیر پہٹی شطرنجی اور ٹوٹا بوریا لا سکا
بعد چندے جب گردش چرخ نے گنبد گرایا اینٹ سے اینٹ کو بجایا تو ایک نے نہ بتایا کہ دونون مین گور شاہ ہی

یہ لحد فقیر ہی اسکو مرگ جوانی نصیب ہوئی یہ استخوان بوسیدہ پیر ہی سو یہ بھی خوش نصیب نیک کمائی والے گور
گڑہا کفن پاتے ہین نہین تو سیکڑون ہاتہہ رکہکر مرجاتے ہین لوگ در گور رکہکر چلے آتے ہین کتے بلی چیل کوے بوٹیان
نوچ نوچ کر کہاتے ہین دامن وحشت عریان کفن گور بیچراغ صحرا کا صحن ہوتا ہی یاس و حسرت کے سوا کوئی سرہانے
روتا ہی تمنا چہٹ کوئی پائینتی نہوتا ہی سالہا مقبرون کی عمارات عالی اور ساز و سامان کے دیکہا بہالی مین برالیم
رہے ہزارون رنج گور بیچراغ غریبان کی دید مین بیٹہے بٹہائے سہی طرفہ نقل ہی کہ والی وارث اونکی سریر سلطنت
مسند حکومت پر شب و روز جلوہ افروز رہے مگر تنبیہ غافلونکو قدرت حق سے گنبد ونمین آشیانہ زاغ و زغن بنار ونپر
مسکن بوم شوم قبرون پر کتے لوٹتے دیکہے میسر مزار غریبان تاسف کی جا ہی + وہ سوتے ہین پہرتے جو کل جا
بجا تھے + رنگ چمن صرف خزان دیکہا ڈہلا ہوا حسن گلرخان دیکہا اگر گل خندان پر جوبن ہی بہار ہی غور کیا
تو پہلوی نازنین مین نشتر سے زیادہ خلش خار ہی گریان اوسکے حال پر بلبل زار ہی دنیا مین و بزات زق زق
بق بق ہی کوئی چہچہے کرتا ہی کسیکو قلق ہی نوش کے ساتہہ گزند نیش ہی ہر رہرو کو کڑی منزل درپیش ہی ایک فقیر کے
اس نکتہ نے بہت جی کڑہایا مگر سبکو پسند آیا کہ بابا دن تہوڑا سر پر بوجہ بہاری منزل دور ہی مسافر کے پانونمین حرص کے
چہالے ہوس کے بیڑیان غفلت کا نشہ راہ بید یکہی راہبر ناپیدا لیکن چلنا ضرور ہی مؤلف بلبل کو خزان میز
جان کہوتے پایا + صیاد کو سر پٹک کے روتے پایا + گلچین کے بہی نیند اوڑ گئے لیک سرور + جو اہل دل تہے
اونکو سوتے پایا + مدتون صدای مرغ سحر کے رنج اوٹہائے کبہی دم نمار اشکوہ لب پر نلائے برسون ندای
اللہ اکبر کے صدمے سہے شکر کیا چپ رہے مہینون گجر کے آواز نے دم بند کیا قلق جی پر لیا نالہ نہ بلند کیا
سوچے تو وصل مہرویان خواب شب تہا لطف اونکا عین غضب تہا تمام عالم کے خوب سیر کی کبہی حرم محترم
مین مسکن رہا گاہ دہونی رمائی کنشت و دیر کے عالم سے آیۂ فاضل سے حدیث ناصح سے پند سنا تو سن سمیز
سن سن بت ہوگئے سر دہنا وہ بدکیش مانع ملت صنم لطف زیست خط نفس کا دشمن تہا یہ کوتہ اندیش
رخنہ پرداز اہل ایمان دین کا رہزن تہا تامل کیا تو ان دونوں سے دو در حسد بغض بیر ہونا معلوم اپنے نزدیک

انکا انجام بخیر ہونا معلوم واللہ اعلم یہ لوگ کیا سمجھے خود اچھے ٹھہرے اور کو بُرا سمجھے مطلب کے بات ہیہات دونون کے
سمجھ مین نہ آئی افراط تفریط نے گونگا بہرا کیا لوگون کو بے بہرہ کیا ذلت دلوائی سب سے بہتر نظر آیا کنج تنہائی
مؤلف اچھے کو بُرا بُرے کو اچھا سمجھے * کتنی یہ بری سمجھ ہی اچھا سمجھے * دنیا فقط راہگذر ہی ہر دم مثال تار
نفس در پیش سفر ہی تا زیست ہزارون مفسدے ہین ڈر ہی مرنیکے بعد باز پرس مد نظر ہی کسیطرح انسان کو مفر نہیں
کونسا نفع ہی جسکی تلاش مین بے سود ضرر نہین حاصل کار یہ ہی دنیا کی محبت دلسے کم کرے کسیکے جینے کے خوشی
نہ مرنیکا غم کرے تا مقدور خاطر فرد بشر نہ برہم کرے وگرنہ **شعر** نیم شبی آہ زند پیر زال * دولت صد سالہ کند پایمال *
دلشکستہ کی دلداری پا فتادہ کی مددگاری باری کرے ہوا و ہوس جو دلسے دور ہو جائے تو مال سے یا کمال سے
عجب و نخوت نزدیک نہ آئے عنایت ایزدی پر قانع ہو شکر ہر نعمت سپاس خدمت کرکے منہیات کا مانع ہو رنج
کا حامل رہے سب رنگ مین شامل رہے زمانے کے مکروہات سے گھبرائے نہین صحبت غیر جنس سے نفرت کرے
تو بدنامی پاس آئے نہین دولت کا اعتبار کیا مفلسے سے ننگ و عار کیا ایکدن مرنا ہی جینا مستعار ہی اسپر کسکا اختیار
ہی نیک عمل کا خیال رکھے کہ قید ہستی زیست کا نام ہی رہائی ایکدن یہانسے انجام ہی با ہمہ بہمہ ہنے مین مزا ہی باقی
بکھیڑا ہی **شعر** کسیکی مرگ پر اے دل نکیجے چشم تر ہرگز * بہت سا رو دیئے اوپر جو اس جینے پہ مرتے ہین * عمر خضر کے
تمنا اور حشمت خسرو خزانہ قارون کی فکر مین ہر ایک صباح و مسا ذلیل و خوار ہی تحصیل لا حاصل ہی کوشش اس
امر مین سراسر بیکار ہی بقول **ناسخ** ہاتھ آتی ہی کب علم و ہنر سے دولت * ملتی ہی قضا اور قدر سے دولت *
جو علم و ہنر رکھتے ہین وہ ہین محروم * مانوس ہی بل احمق و خر سے دولت * روپے کا جمع ہونا جواہر کی تلاش
مین ہیرا کہانا دن کا جاگنا چاندی سونیکے امید مین رات کا نسونا سیمین تن لعل لبونسے بہم ہونا جنہین میسر ہر بار ہی
اونہین مفارقت دنیا ناگوار ہی اور یہ کلام ہی **مؤلف** یان کے جانے سے جی اولجھتا ہی * کیا ہی دلکش سرا یے
فانی ہی * لیکن کبھی صبح عشرتگاہ الم کی شام ہی دنیا عجب مقام ہی نہ امیر ہوتے عرصہ لگتا ہی نہ فقیر بنتے کچھ دیر ہی
اس کارگاہ بے ثبات مین یہ نرا اندھیر ہی سلف سے اہل کمال دنیا کے مال سے محروم رہے جو نزاوار حکومت تھے

وہ محکوم رہے **شعر** اسپ تازی شدہ مجروح بزیر پالان * طوق زرین ہمہ در گردن خرمی بینم * یہانکی نیرنگیونسے
فارغ البالون پر عرصہ تنگ رہا مگر گردش چرخ کا وہی ڈھنگ رہا سودا ہی چرخ جیسے ابلق ایام پر سوار *
رکہتا نہین یہ ہاتہہ عنان کا بیک قرار * جنکے طویلے بیچ کئی دن کا ذکر ہی * ہرگز عراقی و عربی کا نہ تہا شمار * اب
دیکہتا ہون مین کہ زمانے کے ہاتہہ سے * موچی سے کفش پا کو گہٹاتے ہین وہ اودہار * اور جب وعدہ آ
پونہچا تو نہ روپیہ کام آتا ہی نہ فوج ظفر موج سے کچہہ ہو نہ تہمتن جرار بچا تا ہی نہ کوئی دوست آشنا آڑے آئے نہ عزیز
واقربا پنجہ ملک الموت سے چہڑائے اگر یہی امر مانع قضا و قدر ہوتے جمشید و کاؤس دارا و سکندر بصد حسرت
وافسوس جان نکہوتے نیک عمل کرے تو وہ ساتہہ جاتا ہی بُرے وقت مین احتیاج کسی کے برلائے یا
بعد کچہ کسیکو دے یہ البتہ کام بنا تا ہی اگر اپنے حال کو سوچے تو منہ نوچے بین العدمین آدمی ہی دنیا بیچ
کی سرا ہی وگرنہ دنیا سراب نقش پر آب زندگی بدتر از حباب ہی پابند اسکا خراب ترک کرنے والا نایاب ہی
شعر ترک دنیا کا سوچ کیا ناسخ * کچہ بڑی ایسی کائنات نہین * **شعر** اس گلشن ہستی مین عجب سیر ہی لیکن * جب
آنکہہ کہلی گل کی تو موسم ہی خزان کا * **قطعہ** دنیا خوابیست کش عدم تعبیر ست * صید اجل ست گر جوان و پیر ست *
ہم روی زمین پر ست وہم زیر زمین * این صفحہ خاک ہر دو رو تصویر ست * الا مقتضای عقل یہ ہی کہ عالم اسباب
مین کسی اسباب کا پابند نہو تعلق خاطر نرکہے ہمیشہ اسنے بہلے سے برائی کی ہی جو گیا یہان سے یعنی جہان گذران
سے اسکا شاکی تہا بادشاہ سے فقیر تک جوان سے پیر تک حقیقت مین یہ نفس امارہ سخت ناکارہ ہی اسکو بہت کیف
زیر کرے زبردستی پچہاڑے گرد ہوا و ہوس سے دامن ہمت جہاڑے **شعر** دیوانہ باش تا غم تو دیگران خورند
آنرا کہ عقل بیش غم روزگار بیش * یہان کوئی ایسی بات خدا کی عنایات سے پیدا کرے تا صفحۂ روزگار پر
چندے بہ نیکی نام یاد رہے **شعر** اسطرح جی کہ بعد مرنیکے * یاد کوئی تو گاہ گاہ کرے * دنیا مین کسی سے دل
نہ لگائے کہ یہ کارخانہ بہت بے ثبات ہی وصل سے فرحت ہجر کے مصیبت اپنے سر پر نہ لائے کہ مرجانیکے
بات ہی معشوق باوفا عنقا کی طرح ناپیدا ہی اور پر دغا ہرجائی ہرجا مہیا ہی خواہش کا انجام کاہش ہی تمنا

ولسے دور کرنے مین جان کے آسایش ہو مولف کبھی نہ چین سے رہنے دیا تمنانے * خراب وخستہ ہنوز
اس دل کے آرزو سے ہوا * مگر واے غفلت ہاے نادانی کہ جب نشاء جوانی کا موسم پیری مین خمار دتا
ہوتا ہو اوسوقت آدمی سر پر ہاتہہ دہر کر روتا ہو وقت از دست رفتہ و تیر از شست جستہ کب ہاتہہ آتا ہو ناچار
ہو کف افسوس ملکے پچتاتا ہو گذشتہ را صلوات کہکے دلکو سمجہاتا ہو آدمیون کو بندر کی تقریر دلخراش پر اثر
سے عبرت وحیرت حاصل تہی کبہی نصیحت وپندگاہ کلام رنگین ودلچسپ با دل دردمند کبہی سخنان وحشت افزا
سناتا چلا جاتا تہا اہل دل طبیعت کے گداز روتے ساتہہ آتے تھے ہر فقرہ پر درد پر ضبط نہو سکتا تہا چلاتی تھے
خلق خدا جنازہ کی طرح ہاتی کے ہمراہ تہی ایک عالم کے لب پر نالے تھی فغان وآہ تھی اسی سامان سے ملکہ
کے جہرو کے تلے پونہچی وہ منتظر تمام شب نالہ بلب سوداگر سے فرمانے لگی ایک دم ٹہر جا مین بہی اس اسیر پنجۂ
تقدیر کے تقریر کے مشتاق ہون سوداگر نے ہاتی روکا ملکہ نے کہا اے مقرر بیزبان وطن آوارہ گمکردہ خانمان اگرچہ
اب ہم کس لائق ہین مگر تیری داستان ظلم وجور کے شائق ہین بندر نے آواز پہچانی پہلے تو خوب رو لیا پہر
جی کو ٹہرا کر کہنے لگا **شعر** ہر کس از دست غیر نالہ کند * سعدی از دست خویشتن فریاد * **میر** کیونکہ کہیے کوئی
نہین آگاہ * اک قیامت بپا ہے یان سرراہ * کچہ چہپا اب نہین رہا یہ راز * ہو جہان اس سے سب سخن پرداز
بس تغافل نکر ترحم کر * گوش دل جانب تکلم کر * **شعر** قسمت تو دیکہنا کہ کہان ٹوٹی ہو کمند * دو تین ہاتہہ جبکہ
لب بام رہگیا * افسوس یار نے عیاری کے دغا سے یہ نوبت ہماری کے جسکا رونا ہمین ناگوار تہا وہ ہمارے
لہو کا پیاسا قتل کا روادار تہا یہ مثل سچ ہو تیرہوین صدی ہو نیکی کا بدلا بدی ہو محجوبونکی تمنا دلمین رہی
وطن جانے کے حسرت آب وگل مین رہے دوستونکا کہا نمانا وہ آگے آیا پچتانا پڑا بے اجل جلاد کے
فریب سے ذبح ہوئے طالب مطلوب جان جو کہو نہین پہنسے زندہ درگور ہوئے الحق دنیا دم مارنے کی
جا نہین راز کسی سے کہنا اچہا نہین منصور حلاج نے کلمۂ حق کہا تہا ناحق لوگون نے دار پر کہینچا غرض
جو بولا وہ مارا گیا جان سے بیچارا گیا کہتے تو کہا پر کچہ سوچکر بات بنائی جی مین دہشت آئی کہ مبادا یہ خبر

اوس الکفر کو پہونچی تو یقین کامل ہو جان دشنۂ ظلم سے نہ بچے کہا اے ملکہ کوئی کسی کمال سے دنیا مین نہال
ہوتا ہی یہ بیگناہ گویائی کے سبب ناحق حرامزادے کی بدولت حلال ہوتا ہی مؤلف کمال شی زوال شے
ہی اسپر لاکہہ حاسد ہون * بہلا نازان نہون کیونکر مین اپنی بے کمالی کا * خدا جانے کہ دیکہا دیکھکر یہ چاند
منہ کسکا * ہوئی ہی عید غیرونکو ہمین ہی چاند خالی کا * بینے دانستہ اپنے ہاتہہ سے پانون مین کلہاڑی مارے
فلک نے بنا کر بات بگاڑی مصرع اے روشنی طبع تو برمن بلا شدے * شعر گل و گلچین کا گلا بلبل خوش لہجہ
نکر * تو گرفتار ہوئی اپنے صدا کے باعث * اب سردست کچہ تدبیرین نہین آتے ہی صورت مرگ آئینہ جسم
مین مد نظر ہی ہماری ہمین کو خبر ہی کوئی گھڑے مین مفت جان جاتی ہی جو جانتا ہی وہ دیکھتا ہی جسے خبر نہین
اوس سے کہدو تمہارے واسطے غریب دیار ہوئے اور تمہارے سبب سے قتل کے سزاوار ہوئے شعر
بجرم عشق توام میکشند و غوغائیست * تو نیز بر لب بام آکہ خوش تماشائیست * ان باتون سے رہی سہے
شک ملکہ کے برطرف ہوئے سمجھی جانعالم یہی ہی جواب دیا کہ جو جانتے تھے اون سے کیا ہو سکا انجان کو
تکلیف دینے سے کیا فائدہ اور توتے کی گردن مروڑ پنجرہ باہر نکالا بندر کے نگاہ پنجرے پر پڑی سمجھا ملکہ
پہچان گئی یہی فرصت کا وقت ہی ہنگامہ و تلاطم تو مچا تہا کسی نے دیکھا نہ بہالا بندر سوداگر کے گود مین بیٹھکر
توتے کے قالب مین پرواز کر آیا توتا پھڑکا ملکہ کا خوشی سے دل دھڑکا پنجرا اندر کھینچ لیا سوداگر نے دیکھا بندر مر گیا
چاہا ہلاک ہو جائے بدنامی کا قصہ پاک ہو جائے جو شخص خواصے مین بیٹھا تھا سمجھانے لگا بندہ پرور شکر کرنیکی
جا ہی شکایت کا موقع کیا ہی حرمت رہی جان بچی مرگ فرزند سے ماں باپ کو چارہ نہین مرجانا بجز حمق عقلمند
کو گوارا نہین اگر بادشاہ جبر سے بندر کو چہین کر مار ڈالتا جان کہونیکی جگہہ تھے صبر کیجیے جو خدا کے مرضی اور
رضا مین مجبوری ہی جاے صبوری ہی صابرونکا مرتبہ بڑا ہی اونکے حق مین اللہ فرماتا ہی تمنے سنا ہی کہ نہین
اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصَّابِرِیْنَ تماشائیون پر یہ حال کہلا رونے پیٹنے کا دونا شور و غل مچا سب نے متفق ہیے
کہا بسکہ بندر عقیل تہا یہ پیام طلب کو سن رحیل تہا سامنے جانیکے نوبت نہ آئی سوداگر کی گود خالی کرکے

جان گنوائی اپنا قتل جو ثابت ہوا خوف سے مرگیا داغ تقریر ہمارے صفحۂ دل پر دہر گیا یہی خبر اوس کافر
کو پونہچی اسیر بہی چین نہ آیا لاش ہنگا جلاکے دل ٹہنڈا کیا خاک تک برباد کی جب تسکین ہوئی وہان ملکہ مہر نگار
پنجرہ لے بیٹھی لوگونکو پاس سے سرکا دیا میان مٹھو نے ہو ہو ابتدا سے انتہا تک مفصل سب حال سنا دیا کہ
اس طرح نشے کی حالت مین اوسکے رونے پر عمل تبا یا وہ ہمین پر عمل مین لایا بندر بنایا پہر چڑیمار کے
جال مین پہنسے دوست روئے دشمن ہنسے وہان سے سوداگر متاع خوبی سمجہکر اپنے پاس لایا فلک
نے بعد خرابی بسیار آج تمسے ملایا ملکہ نے کہا خاطر پریشان جمع رکھیے انشا اللہ تعالی جلد کوئی صورت
ہوئی جاتی ہی یہان یہ گفتگو تھی کہ اوس نطفۂ شیطان کی آمد ہوئی ملکہ باہر نکل آئی تعظیم و تواضع کرنے
لگی ہمیشہ یہ معمول تہا جب وہ آتا ملکہ بات کرتے مدارات نکرتی طیش مین آتا خفیف ہو کر اوٹہ جاتا اس روز جو گفتگو
ہوئی وہ مردک سمجھا بندر کا مرنا بچشم ملکہ نے دیکہا اس سے دب گئی بے اعتنائی کے بات اب گئی جلد
نکرو امروز فردا مقدمہ درست ہو جائیگا لیکن پہلے اسی سے فیصلہ شرط ہی ملکہ کے باپ کا بہت ڈر تہا اس
باعث ملکہ کا پاس کرتا تہا کہ اونکے باپ سے ہراس کرتا تہا جب رخصت ہونے لگا ملکہ نے کہا ایک
بکریکا بچہ خوبصورت سا ہمین بہیجدو پالینگے رنج کوٹا لینگے یا تو چپ رہتی تہی آج بچہ مانگا یہ بچا بہت خوش
ہوئے اوسی وقت ایک بربریکا بچہ تحفہ بہجوا دیا دوسرے روز جو آیا ملکہ کو زیادہ متوجہ پایا اوسکے روبرو بچے
سے کہیلا کی دو تین روز یہی صحبت رہی ایکروز ملکہ نے بچیکو دبا کر اد ہموا کر دیا اور چوبدار دوڑایا کہ شہزادہ کو
جلد بلالا عرض کرنا اگر دیر لگاؤگے جیتا نہ پاؤگے یہ خبر سنکر وہ محلسرا کا عازم ہوا ملکہ نے پنجرا اوس ہمائے اوج سلطنت
کا پلنگ کے پاس رکھہ لیا جب وہ نابکار روبرو آیا ملکہ نے بچا گود مین اوٹہا کے اس زور سے دبایا کہ وہ مرگیا
اوسکا مرنا اسکا نالہ و فریاد کرنا گریبان چاک کرنیکی بکہیڑا پاک کرنیکی تدبیر کے وہ بیقرار ہو کر بمنت بولا ملکہ
ہزار بچا اس سے اچھا ابہی موجود ہوتا ہی تم کیون روتی ہو جی کہوتی ہو ملکہ نے اوسی حالت مین کہا تم
کچہ نہین جانتے تم اسے ابہی جلادو جو میری خوشی چاہتے ہو وہ بولا مردہ کہین جیا ہی کبہی کسی نے سوائے

مسیح ایسا کیا ہی ملکہ نے رو کر کہا واہ تمنے میری مینا جو جلائی تھی جب مین بلبلائی تھی یہ دلمین سمجھا شاید
شہزادہ نے یہ حرکت کی ہوگے کارخانے مسبب الاسباب کے مشہور معروف ہین دنیا مین مثل ہی کہ
کر دکہ نیافت جسنے جیسا کیا ویسا پایا ہر فرعونے راموسیٰ رباعی اے یار جو کوئی کسیکو کلپائیگا * یہ یاد رہے
وہ بھی نہ کل پاویگا * اس دار مکافات مین سن ای غافل * بیداد کریگا آج کل پاویگا * وہ بدحواس پوچھنے
لگا ہمنے مینا کیونکر جلائی تھی ملکہ بولی تم پلنگ پر لیٹ رہے تھے وہ جی اوٹھی تھے یہ پتا بھی درست پایا اور قضا
کا زمانہ قریب آیا کہا بچہ گود سے رکھدو ملکہ نے پھینک دیا وہ پلنگ پر لیٹا اپنی روح بچے کے قالب مین
لایا وہ اوٹھکر کودنے لگا ملکہ مہر نگار نے گود مین لیا پیار کیا وہ سو چار دو گھڑی ملکہ کی طبیعت بہلجائے پہر روح قالب
مین لیجاؤنگا مطلب تو نکل آئے یہ نسمجھا فلک کی گہات ہی فریب کی بات ہی چرخ کو کچہ اور چلکر منظور ہی اب
اوس جسم کے نزدیک جانا بہت دور ہی شہزادہ جانعالم یہ سب معاملے پنجرے سے دیکھہ سن رہا تہا قالب کو خالی پایا
فوراً اپنی روح اپنے جسم مین لایا منہ سے الا اللہ کہا اوٹھہ کھڑا ہوا وہ بزدلا جانعالم کو دیکھکر تہرا گیا خوف چھا گیا

تصویر شاہزادہ کے پلنگ پر لیٹ کے اپنی روح بکری مین لانا مع پنجرہ جانعالم



سمجھا قسمت اب بری ہی کوئی دم کو گلا ہی اور چھری ہی ملکہ نے جلد دو اچھر وہ پڑہکر پہونک دیے کہ وہ اور
کے قالب مین روح لیجانا بہول گیا پہر انجمن آرا کو بلایا کہا لو صاحب مبارک ہو اللہ تعالی نے تمہاری

ہماری حرمت و آبرو کو بچایا بچھڑ پیسے ملایا یہ آپکا احمق الذی شہزادہ ہی وہ بکریکا بچہ بیدین حرامزادہ وزیرزادہ ہی یہ کہکر تینون عاشق و معشوق گلے مل مل کے خوب روئے جو جو محرم راز تہین دوڑین مبارک سلامت کی دہوم ہوئی بشاش ہر ایک مغموم ہوئی جانعالم نے اوسیوقت سوداگر کو طلب کیا اپنی سرگذشت سے آگاہ سب کیا بعد ادای شکر نعمت خلعت مکلف اور انعام ہر اقسام کا مع ہاتی پالکی عنایت کیا وطن آنیکا وعدہ حتمی لیا پہر چڑیمار اور اوسکی جورو کو بلایا روپیہ اشرفی زر و جواہر دیکر فکر دنیا سے بری کر دیا اور بہ مشورۂ غضنفر شاہ اوس مملکت کے چڑیمارون کا چودہرے کر دیا پہر لشکر ظفر پیکر کو حکم طیارے سامان سفر فرمایا آپ رخصت ہونے کو غضنفر شاہ کے پاس آیا آخر کار بدقت تمام و طول کلام درازے ایام مفارقت والدین کہکر اوسے راضی کیا پیش خیمہ اوسے دن لدگیا دو چار دن رخصت کے دعوتون مین گذرے اخیر جلسے خوب دہوم دہڑکے کے ہوے اپنے محل تک غضنفر شاہ ساتہ آیا تمام لشکر نے اوسکے سرحد تک پکا پکایا پایا پہر رخصت ہوئے دہی دو چار کوچ ایک دو مقام کرتے براحت و آرام چلے

ناقہ ہٹہانا تقدیر کا پہر اوسی دشت پر خوف و خطر مین لب حوض خیام شاہی ہونا ساحرہ کا آنا تمام لشکر کو نصف تپہر بنانا سبکا رونا پہر ملکہ کے باپ کا آنا آفت سے چھڑانا صفوف آرائی افواج شاہی جادوگر اور جادوگرنیونکی لڑائی شہپال کا قتل لشکر کے رہائے

نظم نگارندۂ داستان عجب * یہ لکھتا ہی پہر ماجرائے غریب * طلسم جہان دید کا ہی مکان * پہنسے اسمین رہتے ہین پیر و جوان * ولیکن ہنسا جو کوئی غنچہ سان * ہوا مثل گل دست برد خزان * جسے ہمنے دیکہا وہ تہا دل حزین * خوشی کے جگہ سچ ہی دنیا نہین * محرران جادو نگار و سحر سازان فسانۂ ہوش ربا حیرت پرداز نے لکھا ہی کہ جانعالم ہر صبح مثل مہر درخشان قطع منازل و مراحل یعنی کوچ و ہر شام مانند ماہ تابان مقام کرتا چند عرصے مین پہر اوسی دشت ادبار و صحرای خار خار جہان حوض میز

کودپڑا تہا وارد ہوا حوض کے متصل سراپردۂ خاص نصب ہوئے گرد لشکر نصرت اثر اترا انجمن آرا اور ملکہ مہر نگار کو وہ چشمہ دکہایا ماجرای گذشتہ زبان پر لایا جب دن تمام ہوا نماز شام کے واسطے جدا خیمے مین تشریف لایا بعد ادای فریضہ بارے راہ کی کسل سے لیٹنے کے طیاری کی پلنگڑی جواہر نگار بچہی تہے اوسپر استراحت فرمائی سستی کے باعث غنودگی سے تہی کہ دفعتہ ایک خواص خاص انجمن آرا کے بدحواس دوڑی آئی کہا شہزادۂ عالم کی عمر دراز ہو قضا مطیع قدر دمساز ہو نصیب دشمنان شاہزادیکی طبیعت ناساز ہی سکی عقل پرواز ہی شدت سے کلیجے مین درد ہوتا ہی چہوٹا بڑا محل کا روتا ہی وہ نقش سلیمانی اور لوح دیجیے دہوکر پلاوین یا اور کوئی تجربہ کی چیز عنایت ہو کہ کہلاوین عارضۂ مزاج مطلوب بد مزگی طبیعت محبوب سنکے تہرآ ہوا عقل اوڑ گئی حواس فرار ہوا کچہ نیند کا خمار کچہ طبیعت کا انتشار دیکہا نہ بہالا نہ وقفہ کیا نہ ٹالا لوح و نقش جوانے کیا نقش دیتے ہی نقشا بگڑ گیا مقدمہ سب خراب ہوا ثواب کے بدلے عذاب ہوا ایک آواز مہیب پیدا ہوئی کہ ای جانعالم بہت دنون اوڑا پہرا مدت کے بعد پہنسا خبردار ہو جا ایسی آواز ہولناک تہی کہ سب لشکر ڈر گیا شجاعون کے دل تہرا گئے محل مین رنڈیونکو غش آ گئے گہبرا کر شہزادہ نے اوٹہنے کا قصد کیا جگہ سے ہلا نہ گیا غور جو کیا تو آدہا جسم تہر کا تہا پہر تو جہان بیٹہا تہا بیٹہا رہگیا جو کہڑا تہا وہ زمین مین گڑا تہا اینٹہا رہگیا ہر طرف غل اور شور تہا جو پڑا تہا زندہ درگور تہا کچہ دکہہ کچہ ہنسی تہے تمام فوج آفت ناگہانی مین پہنسی تہے عجب کہلبلی مچی نامردونکی بائی پچی کل لشکر انسان سے حیوان تک نیچے کا دہڑ تہر کا اوپر کا جسم بدستور آہ و نالہ و فریاد و بکا سب لشکر مین بپا تہا اور محلسرا مین بہی یہی ہنگامہ مچا تہا ہر ایک گرفتار بلا تہا وہ رنڈیونکی زاری انجمن آرا کی بیقراری علی الخصوص ملکہ کے بیان سے زمین و آسمان کانپتا تہا جب وہ یہ کہتی تہی **شعر** ہر دم زمانہ داغ دگرگونہ در دہد ٭ یک داغ نیک ناشدہ داغ دگر دہد ٭ تمام لشکر مین از شام تا بیگاہ ہر ایک کے لب سے نالۂ جانکاہ بلند رہا جسوقت ماہ دم سرد بہر تا نقاب سیاہ روی تابان پر ڈالکر غمکدۂ مغرب کے طرف روانہ ہوا اور آفتاب جگر سوختہ مشرق سے نکلکر خدنگ آہ بیکسان کا نشانہ ہوا ایک ابر تیرۂ و تار نمودار ہوا آدمی سب

خوف زدہ دیکھنے لگے اوس ابر سے اژدہا خونخوار شعلہ فشان آتش دہان نکلا ایک رنڈی اوسپر سوار وہ بھی آتشبار
شہزادہ کے خیمے مین اوتری جانعالم نے پہچانا کہ وہی جادوگرنی ہی دلمین کہا شہر اپنا دور رہا موت قریب آئی
قسمت نے کس جگہ لاکر یہ رنگ دکھائے وہ بولی جانعالم کہو اب کیا قصد ہی شہزادہ نے کہا وہی جو تہا اوسنے
کہا اب وہ نقش سلیمانی اور لوح پیر مرد کے نشانی کہان ہی جسکے بہروسے پر کودتے تھی اگر زندگی مع لشکر درکار
ہو اور دوش پر سر نہ بار ہو تو ملکہ اور انجمن آرا سے انکار کرو ہماری اطاعت اور محبت مقدم جانو جو کہین مانو
ہمسے دارو مدار کرو نہین تو ایک دم مین سبکو بے گور و کفن طعمۂ زاغ و زغن کردونگی وشت لاشونسے بہر دونگی
شہزادہ نے کہا ہمارے لوح دلپر نقش ارادت باری جو حافظ حقیقی ہی کلک قدرت سے منقش ہی عادت سی
مجبور ہون بیوفائی کے کوچہ سے دور ہون جو کہا سو کہا کیا جو کیا اگر قضا آئی ہی مرنے سے کیا چارہ ہی مگر جیتے
جی بات جانی کب گوارا ہی یہ سنکر جل گئی غصے سی رنگت بدل گئے کچھ بڑبڑا کر جان عالم پر پہونکا یا نصف پتہر تہا
اب حلق تک ہوگیا حسرت و یاس سینے مین بہری تھی تصویر آذری سے پلنگڑی پر جیسے خالی دہری تھی وہ تو
اژدہے پر چڑہکر اوڑی اور پکاری ای اجل رسیدہ آج کے دن اور رات کی مہلت ہی اگر صبح کو بھی انکار کیا تو
یاد رکہنا لشکر کا خون اپنی گردن پر لیا یہ سنا وہ تو ہوا ہوئی اب یہانکا حال سنو جبتک شہزادہ آدہا پتہر تہا
تو ملکہ اور انجمن آرا اپنے اپنے خیمونسے گہبرا کر پکارتے تہین جانعالم جواب دیتا تہا یہی آواز کا سہارا اونکی زیست
کا سبب تہا اب تا حلق پتہر ہونے سے وہ جرس قافلہ گمکردہ راہ دشت غربت بے صدا ہوگیا وہان صبر کا
راہبر جدا ہوگیا ہر چند دونو چلائین شہزادہ جانعالم نے مطلق جواب ندیا بولا ہی نگیا پہر تو ملکہ مہر نگار با دلفگار
سر پیٹ کر کہنے لگی میر حسن فلک نے تو اتنا ہنسایا نہ تہا + کہ جسکے عوض یون رولانے لگا + فردہ ای مرگ
غریب الوطنی خوب حیلہ ہاتہ آیا تو بدنامی سے بچے ہمنے ناکامی مین جان دی چرخ ستم شعار زرد رنگ
لایا انجمن آرا بیچاری مصیبت کی ماری سبکا منہ حیرت سے تکتی تھے اور روتی تھی نہ بین کر آتے تہی نہ غل
مچایا جاتا تہا گھٹ گھٹکر جان کہوتی تہی خواصین سر کہولکر کہتی تہین ہی ہی ہم اس جنگل ویران مین لٹ گئے

وارث سے چھٹ گئے **شعر** تو وہ کریم ہی ناشاد کو جو شاد کرے * مراد مند کو ہر طرح بامراد کرے * لوگو ہم کدہر جائین کیونکر اس بلا سے نجات پائین کوئی کہتی تہی شیطان کے کان بہرے خدانخواستہ اگر جان عالم کے دشمنو نکا رونگٹا میلا ہوا شہزادیان خاک مین ملجائینگی غم جدائی سے جانین گنوائینگے ہم انکے مان باپ کو منہ کیا دکہائینگے اس دشت ادبار مین سر ٹکرا کر مرجائینگے یہ جادوگرنی قربان کی تھی لاشون کو گور و کفن مدد کیجے اور آتون محلدار جگرا فگار سر سے چادرین پٹک مدینے کی طرف پکار پکار یہ کہتی تہین **شعر** تصدق اپنے نواسو یا رسول اللہ * کہو کہ حل کرین مشکل ہماری حضرت شاہ * ایکطرف مغلانیان غم کے ماریان دم گرم آہ سرد بہرتے تہین ایک سمت انیسین جلیسین نجف کی طرف بال کہولکر التجا سے گریہ و بکا سے یہ عرض کرتی تہین **شعر** تمنے مدد کر نوح کی طوفانسے کشتی پار کی * یا مرتضی مشکلکشا کیون بار میری بار کی * کوئی کہتی تہی ہمارا لشکر اس بلا سے جو نکلیگا تو مشکل کشا کا کہرا اوڑھاونگی کوئی بولی مین سہ ماہی کے روزے رکھونگی کونڈے بہرونگی صحنک کہلاؤنگی دودہ کے کوزے بچونکو پلاؤنگی کسی نے کہا مین اگر جیتی جہٹی جناب عباس کے درگاہ جاؤنگی سقائے سکینہ کا علم چڑہاؤنگی چہل منبری کرکے نذر حسین سبیل پلاؤنگی غرضکہ لشکر سے زیادہ خیمونمین تلاطم پڑا تہا صدای حزین نالۂ ہر غمگین سے ہنگامہ محشر بپا تہا اتفاقا ایک شاگرد ملکہ کے باپ کا رشید فن سحر مین دیدہ شنیدہ اوس مرد بزرگ کی ملاقات کو بردی ہوا اوڑا جاتا تہا یہ نالہ بلند صدای ہر دردمند اوسکے کانمین جو پہنچی زمین کا متوجہ ہوا دیکہا تو ایک لشکر عظیم بحال سقیم سحر کا مبتلا ہی شور و غل ہو رہا ہی جب قریب تر آیا طرفہ ماجرا نظر آیا کہ انسان سے تا جانور سب آدہے پتہر ہین سمجہا سحر شہپال مین خراب حال ہین لوگونسے پوچہا یہ ستم رسیدہ لشکر کسکا ہی کہان سے آیا ہی کسنے یہ حال بنایا ہی وہ ملکہ مہر نگار کے ملازم تھے اپنا حال سب نے بیان کیا جب اسے یہ امر معلوم ہوا کہ استادزادی کی خانہ بربادی ہی اور شہپال کے بیٹی کو مسرت اور شادی ہی درخیمہ ملکہ پر آیا سر پٹیا چلایا ملکہ نے آواز پہچانی کہا بہائی اسوقت پردہ کہانکا یہان آکے بالمشافہ ہمارا عذاب اور حال خراب دیکہو وہ اندر آیا ملکہ کو بہی اوسی عالم مین پایا اوسنے فرمایا عداوت ساحرہ سے ہمارا قافلہ تباہ ہی وہ عرض کرنے لگا

فدوی کو اوسکی ہمسری کیے طاقت نہین اور وقفہ کم صبح سب کارخانہ درہم وبرہم ہو جائیگا بجز آپکے والد بزرگوار کے
تشریف لائے یہ بلا ٹلتی نہین خادم کی یہان دال گلتی نہین لو خدا حافظ و ناصر ہی یہ کہکر بحال خستہ وتباہ
لب پرنالہ وآہ اس تیز قدم سے چلا کہ ادہم صبا کی ڈپٹ ہر قدم پر نثار تھی ٹھوکرونمین صرصر بیقرار تھی پہر بھرمین
وارد باغ ہوا گل ساچاک گریبان شبنم نمط اشک روان غنچہ کے صفت گاہ خموش بلبل کے ڈہنگ سے
گاہ نالہ کا جوش خروش پیرمرد نے فرمایا خیر ہی اوسنے شمہ گرفتاری جانعالم ملکہ کے بیقراری انجمن آرا کا الم لشکر
کا حال تبر کہکر عرض کی جلد چلیے اگر شام تک نہ پونہچی وہان صبح ہی دم سحر ملک الموت کا بازار گرم ہوگا ارمان
سب دلمین رہیگا کشتونکو عالم ہوائی وو وارث کہیگا کوئی گور وکفن بنائیگا خاتمہ بالخیر ہو جائیگا پیرمرد نے آہ سرد
بھر کر فرمایا افسوس شہزادہ کو سب کچہ سمجہایا تہا مگر عمل مین نہ لایا میرسوز ایک آفت سے تو مر مر کے ہوا تہا جینا*
پڑ گئی اور یہ کیسی مرے اللہ نئی * آدہ سیدم شاہین تیز پرواز پرسوار ہوا مغرب کی نماز لشکر مین داخل ہو کر پڑھی پہلے
جانعالم کے خیمے مین آیا حال دیکہکر سخت گہبرایا پہر انجمن آرا کی جاکر تسکین کی وہ رونے لگی وہانسے ملکہ کے پاس
آکے فرمایا تمہاری بدبختی نے ہماری وضع مین فرق ڈالا برسونکے بعد باغ سے نکالا ملکہ نے رو کر عرض کی یہ وقت
تدبیر ہی نہ ہنگام تعزیر بعد رہائی اس آفت سماوی کے جو چاہنا فرمانا القصہ مجبور و ناچار وہ عارف باوقار شہزادہ
کے خیمے کے نزدیک دور تک حصار کہینچکر بیٹھا یہ مرد بزرگ نیک صفات فن سحر کے سوا عامل اسم ذات کا تہا
کچہ پڑھنے لگا کبھی مناجات بدرگاہ مجیب الدعوات کرتا کہ ای یادر زیردستان وسرفرو کنندہ گردنکشان اس بوڑھے
کی شرم تیرے ہاتہہ ہی قبر مین پانون لٹکائے بیٹہا ہون اخیر وقت کا تو حافظ ونگہبان ہی مجہیر جو مشکل ہی تیرے
روبرو آسان ہی سفید داڑھی کو بدنامی کے وسمے سے نرنگانا تیرہ بختی کا دہبا این ریش سفید نہ لگانا شعر مشکل
زتوجہ تو آسان * آسان زتغافل تو مشکل * جبکہ سجادہ نشین چرخ اول با مجمع مریدان کواکب حجرۂ مغرب مین
روپوش ہوا اور ساحرۂ فلک چہارم پرشوکت وباحشم طلسم مشرق سے نمودار باجوش
وخروش ہوا اور وہ عبادت گذار پیر جوانمرد شب زندہ وار وظائف صبح سے فرصت پاچکا یکایک وہ نابکار شیطان

صفت ناپاک عورت اژدہے پر سوار بچشم خونخوار عزم قتل جانعالم اور لشکر مین تنہا آئی پہلے ملکہ کے باپ پاس
گئی آنکھین لال لال طیش کمال اور بآواز کرخت وہ نگون بخت پکاری ای مرد پیر سست تدبیر تیری اجل بھی
دامنگیر ہو کر کشان کشان اس دشت جانفشانی مین لائی مجھے شرم آتی ہی کہ تو پیر نود سالہ ہو چکا ہی بے مارے مرتا
ہی تیری قتل مین بدنامی جہٹ فائدہ کیا ہی جدہر سے آیا ہی سیدہا چلا جا مین بیک نگاہ کج نشان لشکر اس صفحۂ
زمین سے مثل حرف غلط کار دسحر سے مٹائے دیتی ہون مرد بزرگ نے آشفتہ ہو کر فرمایا ای ننگ فرقۂ بنی آدم
مردود عالم تجھے جوش شہوت ولولۂ مباشرت نے آمادۂ قتل ہزارہا بندۂ اللہ بیجرم وگناہ کیا مین مرگ عزیزان
دیکھون مرنے سے ڈرون بقول تیرے آج نہوا کل مرجاؤنگا یہانسے جو چلا گیا تو خلق کو منہ کیا دکہاؤنگا
ہمچشمون نسے ناحق آنکھہ چہپانی پڑیگی تو بدبخت مجھسے کیا لڑیگی یہ سنکر وہ فاحشہ جہلا آستین چڑہا سحر کی نیرنگیان دکہانے
لگی انکی بھی دعا کی تاثیر سپر بنکے اوسکا سحر اوسپر ڈہال رنگ مٹانے لگی صبح سے پہر دن باقی رہا کوئی دقیقہ طرفین سے
نہ باقی رہا طول اس مقام کا بیجا تہا اسی کلمے پر تمام کیا کہ جب وہ عاجز ہوئی تب سحر کے طاقت سی شیر کے صورت
بنائی پیر مرد بھی اسد اللہ الغالب کو یاد کر وہ مہیب ببر بنا اور اسطرح للکار کر گونجا کہ جنگل کے چارپائے نعرے کے خوف
سے دریا مین گرے اور پانیکے جانور خشکی مین چہپتے پہرے کچہ دیر اس ہیئت مین لڑائی زور آزمائی رہی

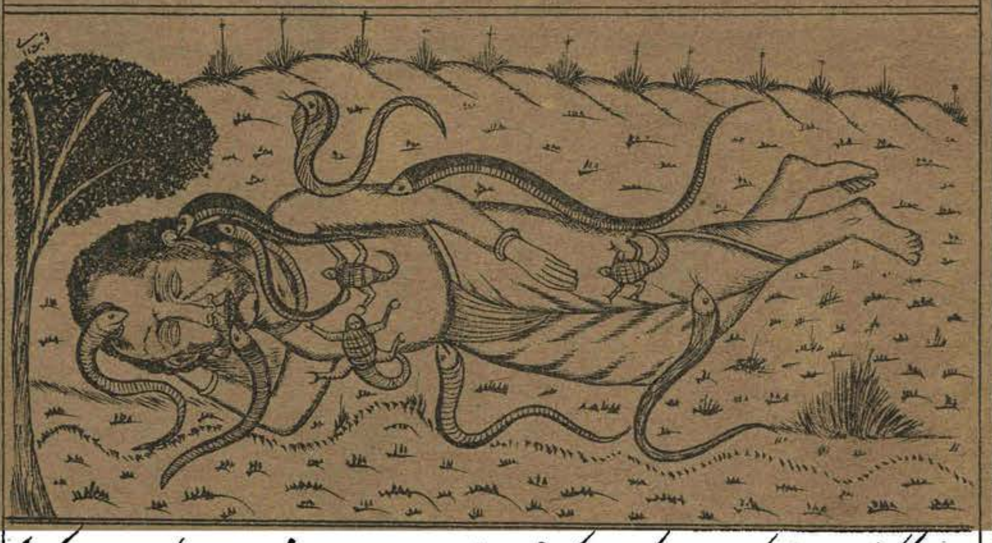
شیر ببر اور شیرنی کی لڑائی اور شیر کا غالب آنا



آخرکار وہ روباہ خصال اوس ہزبر نیستان شجاعت کی تاب نہ لائی گیدڑ بہبکی دکہائی اور عقاب بنکر اوڑتے چلے
وہ شاہین اوج دلیری سوچا بے گرفتاری طائر مطلب یعنی اس ٹڈی دل کے لشکر جنجال سے نہ نکلیگا اسیطرح یہ پہکلی
پہٹکی ٹٹی کے آڑ مین شکار کہیلیگی بلا سے کچہ ہوا سے پہنساؤ زور مین کم پایا تہا فورا باز تیز پرواز ہوکے اس سناٹے
سے جنگل آہنی مین اوسی دبوچا ایسا نوچا کہ اوسکی جان سنناگئی بہاگتے وقت رجال الغیب سامنے تہا موت
پنجے جہاڑکے پیچہے پڑی بہت تڑپی پنجۂ قضا سے نہ چہٹ سکی اوسی کشمکش اینچا کہینچی مین مرغ روح اوسکا مجروح
قفس تن سے اوڑ کر آشیانۂ جہنم مین پہونچا غلغلۂ حشر شور نشور اوس صحرا مین نزدیک و دور مچا ہر طرف سے
دار و گیر کے صدا آئی آسمان چکر مین آیا زمین تہرائی دشت تیرہ و مکدر ہوا آندہی چلی سحر کا کارخانہ اوڑ گیا
ابتر ہوا قریب شام وہ سیاہی موقوف ہوئی خورشید نے رخ انور دکہایا اپنا بیگانہ نظر آیا شہزادہ گہبرا کر اوٹہ
بیٹہا اہل لشکر نے رہائی از سر نو زندگی پائی جانعالم خیمے سے نکل نادم و خجل پیر مرد کے خدمت مین حاضر ہوا آپ
نے دیکہا کہ وہ در حصار مین ایک رنڈی اسی نوے برس کا سن ضعف کا زور و شور بڑہاپے کے دن قد خمیدہ جیسے
چڑہی کمان مرنے پر لیس منہ اوترا آنکہین تو وہ طوفان جسم کا ہر ٹہا در پے ژولیدگی گہنی ہوئین رگین صاف
نظر آتی تہین ہڈیان پسلیان بوسیدہ جلد کے باہر سے گنی جاتی تہین درج دہان بیدر دندان حقہ خالے
کی طرح واڈاڑہ دانت کے نام سے منہ مین خاک نہین بہاڑ سا کہلا نیلی نیلے مسوڑے سڑے تالو تو یکا تیا جیب جہاسی
چہالے پڑے ہاتہ دہنا برگد کا ٹہنا بائیان جو زمین پر ڈالا تہا وہ سانکہو کا ڈالا تہا سینہ پر کینہ تنگ چہاتیونکی تکے
کی صورت لٹکتی دم زنار ٹانگو نمین اٹکتی پیٹ کے لپیٹ کی انتہا نہین بنجاک گو کبہی بہرا نہین دل پہاڑ کی سل گردہ تو
تو یکا مقابل بغلو نسے کیچر بہتی ناف جیسے گہنٹہ بیگ کی گڑہیا ٹانگ ہر ایک تاڑ سے بڑے کہڑی ہو تو سقف بی ستونکی
اڑ وا اڑ ہو گنبد چرخ کے پاڑ ہو پہیلائے پڑی تہی گویا تہوار کے محل کے کڑی تہی ہڈ بیسے گوشت گوشت سے کہال جدا
پیر زال فرہاد کش بڑہیا چہرہ کا یہ رنگ کہ سلہٹ کی سیر کا اوسکے روبرو منہ سفید ہو جائے شب فرقت کی سیاہی
مین کالی بلا سی نظر آئی کہوبڑ کا وہ ڈہنگ کہ سب کہتے تہے بیچا ہی لڑکون کو نہ ڈرائے ماتہے پر سیندور کا

ٹیکا دور سے نظر پڑتا اور سفید چونڈا چنور کے طرح لٹکتا یا ہے کا دہبا بجز تیرہ بختے کہین ندیکھا ایسے سر کے مانگ مین بھی مانگ جانچ سیندور بہرا بالون مین ناریل کا تیل پہٹے پہٹے دیدوئنین ندیدون کی طرح کاجل ریل پیل گہنے کے عوض سانپ بچھو لپٹے کھوپڑی اور ہڈیون کے ہار گلے مین پڑے سحر کا سنگار دہ نابکار کئے پشت بہ بہشت رو بے بخس سوی جہنم چیت پڑی تھی قد کا ڈول سب سے نرالا عوج بن عنق کے سگی خالا

تصویر جادوگرنی بڑھیا کے سانپ اور بچھو لپٹے ہوئے اور اوسکا مارا جانا



یہ دیکھکے شہزادہ پیرمرد کو ساتھ لیکے محلسرا کے خیمے مین آیا شاہزادیون نے جان پائی جلیسون کے منھ پر رونق آئی خواصون نے شکر جناب باری کیا ماما اسیلون نے پیرمرد کے قدم پر گرکر عرض کیا مصرع آمدنت باعث آبادی ما * اوس بزرگ نے فرمایا ابھی اس معرکے سے نجات نہین ہوئی آفت عظیم کا سامنا باقی ہی جانعالم نے پوچھا قبلہ وہ کیا ہی اوسنے فرمایا اسکا باپ شہنشاہ جادودان ہی کوئی دم مین ضرور آئیگا بکھیڑا مچائیگا ملکہ مہرنگار مضطرب ہوئی پیرمرد نے فرمایا اسدیار ہی وہ کیا نابکار ہی مصرع دشمن اگر قویست نگہبان قوی ترست * یہ کہکر دو ماش چپ وراست پہینکے دو جانور نئی صورت کے پیدا ہوے ہرن کے چہرے طاؤس کا دھڑ یاقوت کے سینگ الماس کی آنکھین زمرد کے پر اور دو ٹھیکریون پر کچھ لکھکر اونکی سامنے

رکھا وہ ہر ایک پنجہ مین دبا اوڑ گیا وہ رات بھی بیم و ہراس مین گذری جسوقت ساحر شب گشت عالم صبح کے
آمد کے دبدبے سے بھاگا ہوا تند چلی برق چمکی رعد کی آواز ہوئی اہل لشکر ڈر گئے مثل مشہور مار گزیدہ از ریسمان
پیچیدہ می ترسد پیر مرد کے گرد سب جمع ہوئے کہ ایک سمت سے غول کے غول غٹ کے غٹ جادوگر ننگے
جھٹ پٹ باز چرے باشے بھجنگے پر ننگے ڈھرنگے سوار قطار قطار آئے میدان مین مرشد کامل نے انکا پرا
جمایا دوسری جانب سے جادوگرنیان طاؤس اور ناگنون پر سوار آتشبازیکے حقے اوڑاتے ناریل اوچھاتے
اکتاری چھڑتی بادلے کی جھنڈیان کھلی ہوا سے اوڑتی ہوئین آپس مین چھیڑ چھاڑ سحر آزمائیان ہاتھونکے
صفائیان ہوتی لڑائی کے عزم پر پھر پھرکرتی موجود ہوئین اوسی پرے کے مقابل ٹھہرین انہین دیکھ کے
جانعالم کا جی کلبلایا فوج کے سردارونکو بلایا فرمایا کو آج دغدغہ کامل ہی اگر فضل اسکے شامل ہی تو یہ جلسہ اور
معرکہ دیکھنے کے قابل ہو زندگی ہی تو ایسا روز کبھی کا ہیکو نظر سے گذریگا و گرنہ مرگ انبوہ جشنے دارد ہماری فوج
بھی چمک دمک سے صف آرا ہوا اسباب نیا سب نکالو یہ خبر سنکر پہلے بیلدار نکلے پست و بلند زمین ہموار کرنکر تھر
جھنکر جھاڑی جھنڈی کاٹ ڈالی جھاڑی ہوئی زمین صاف برابر نکالی پلٹنون کے خاطر مورچے درست کیے
توپونکے لیے دمدمے باندھے جھانکے لگائی کہین سرنگ کا پوشیدہ زنگ جمایا باروت کو بچھایا میدان جنگی بنایا پھر سقی
آب پاشی کرگئے توپخانہ والے بالچونمین پانی بھرگئے فوج کی آمد ہوئی صف کارزار موت کا بازار آراستہ ہوا اس
وجپ پانچ پانچ سو ہاتھی مست پٹے سونڈونمین گلکاری بھسونڈونمین دانت سفید آبدار اونپر چوڑی جواہرنگار
چڑھی ایک ایک پہلوان ثانی رستم دستان قوی ہیکل زرہ پوش گرزگران کوہ شکن بردوش اونپر سوار پھر پلٹنین
اور توپخانہ آیا اونہین قرینے سے جمایا گیا توپ فلک شکوہ شعلہ دہان آتش فشان سورج جھنکار اور ناگ تتے
کی تپی کی گردون گردان پر چوٹ کرنے والی غضب سے بھری ترحم سے خالی مدد کو ہوٹ کو سونگی چوٹ کی اور
وہ غبارے جسکا گولہ قصر زنگاری مین اوتارے پھر سوارونکے پرے مین میمنہ میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمین گاہ درست
کردیا آگے ہراول پیچھے سوارونکے پیدل فوجونکے دل نقیب چارسو سے نکلے کلے سے کلہ کنوتی سے کنوتی ٹھیے

سے پٹھا دُم سے دُم سُم سے سُم ملا دیا نشان بردارون نے علم سبز و سرخ زرافشان کو جلوہ دیا سر ہر علم ماہی پرچم
کی چمک چشم دلاورانمین بادۂ جرأت کا کام کرگئی نامردونکو ہول ہوئی بہاگنے کی فکر پڑی پیٹ مین کہلبلی
مچی کتنونکی چلتے چلتے گانڑ چلی دریای فوج ظفر موج موج زن ہوا حشر کا میدان رن ہوا غرش کوس حربے
صدای نقارخانۂ جنگی چرخ پر برج ثور تک زیر زمین گاو ثری کو پونہچی اور صدمۂ دمامہ تندر نہیب آواز دہل
گوش فریب سے کرۂ ارض و سما دہل گیا اور کرنای چینی نے غریو سے صور کے ہمدمی کا دم بہرا اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ
زِلْزَالَہَا کا وقت قریب آیا جانعالم بھی بصد جاہ و حشم اسپ پری پیکر پر جلوہ گر ہوا چتر زرنگار بالای سرتاج
شہریاری کج کر کر شمشیر برق دم زیب کمر فولادی سپر پشت پر دہنے ہاتہہ مین نیزۂ اژدہا پیکر و زبان بائین
ہاتہہ مین مرکب رشک صرصر کے عنان فتح و نصرت جلو مین اقبال یاور تک و دو مین ہمت و غیرت دست بستہ
بہم جرأت زیر قدم قربوس زین مین کمان کیانی چہرے پر رعب و جلال کشورستانی سمند صبا دم کو گرم عنان
رخش تیز قدم کو جولان کرکے پرے کے برابر باگ لے چاؤش طرار خبردار باش للکارا مریخ ساخنجر گذار بالای چرخ
الامان پکارا فوج کو ملاحظہ فرمایا کڑکیتون نے کڑکا شروع کیا نقیبون نے نہیب دی کہ دلاورو آج عرصۂ
جنگ جگہ نام و ننگ کی ہے دنیا مین زندگی چار دن کی ہے لڑنے بہڑنے کا نوجوانو یہی سن ہے کسیکو بقا بجز ذات
خدا نہین ہمیشہ دنیا مین کوئی جیتا رہا نہین شعر رستم رہا زمین پہ نہ سام رہگیا * مردونکا آسمان کے تلے نام
رہگیا * اس صدا سے جو سدا کے بہادر صاحب جرأت تہے اونکا دریای شجاعت سینے مین موج زن ہوا
موچہین کہڑین آنکہین سرخ چہرے بشاش ہوگئے بسان شیر وہ دلیر قبضہاے شمشیر دیکہنے لگے اور چپت
و چالاک ہوکر مستعد کارزار ہوئے جانفشانی کو طیار ہوئے ہر دم باہم یہ اختلاط تہا دیکہین آج تلوار
کسکی خوب کاٹتی ہے کس کسکا لہو چاٹتی ہے پہلے نیزہ کسکا سینۂ عدو پر چلتا ہے اور نیزے کی طعن پر کون کون چہاتی
تانتا ہے لوہا کون مانتا ہے کسکے تیر کے نشانے سے خون کا فوارہ اوچہلتا ہے آب پیکان سر میدان دشمن کے حلق مین
کون اوتارتا ہے سر پیکان کسکا تا لب سوفار سرخرو ہوتا ہے کسکو کون للکار کر ڈانٹ کرتا ہے دادا کو کون پکارتا ہے عرصۂ

کارزار مین حق نمک آقا کا ادا کیجیے دشمنونکا لہو پیجیے جب بگڑے تو وہ کام بنے جس سے رستم کی گور تہرائے
سام و نریمان کا رنگ فق ہو جائے کوہ کو پر کاہ کی طرح اکھاڑے دیو سامنے آجائے تو پچھاڑے رئیس
قدردان سر میدان سرگرم نظارہ ہی دیکھیے کون کام کا ہی کون ناکارہ ہی کسکے ہاتھ کہیت رہتا ہی کون
کون کہیت رہتا ہی من چلا ہن کرلو زر سرخ و سفید سے سپرین بہرلو آج ہی تو آن بان ہی یہ گو یہ میدان ہی
ڈہل گنڈون کا لاحول و لا عجب ڈول ہوا کہ ہول سے چہرے زرد لب پر آہ سرد منہ پر ہوائیان اوڑتی تہین
ہر بار بہاگنے کو باگین مڑتی تہین کہڑے ہوئے اپنے مُنہ نوچتے تھے بہاگنے کی راہ سوچتے تھے پیٹ پکڑے
پہرتے تھے دست سر دست چلی آتے تھے ڈرکے مارے بے ماری موئے جاتے تہے کوئی کہتا تہا میان جی ہی تو
جہان ہی نوکری نملیگی بہیک مانگ کہائینگے جائین کہان پائینگے حرمت گئی تو گئی جوتی بیزار سے جان تو رہیگی
لہو کی بوند بدن سے نہ بہیگی یہی نہ کوئی نامرد کہیگا آبرو جائیگی جی تو رہیگا یہان بگڑی اور کہین بنالینگے تیر تلوار کی
گولی بچا کر گالیان کہالینگے لڑنے کو سپاہیون نے کمرین باندھی ہین کوسنے کو ہم موجود ہین کوسون بہاگنے
کو آندھی ہین جو کین لگانے مین ہمارے ماباپ بہنگ پلاتے تھے معجون کہلاتے تھے کیسکی فصد کہلی دیکہکر ہمین
غش آتے تھے ہم تو دوست ہو یا دشمن دونونکی خیر مانگنے والے ہین سب سے پہلے معرکے سے بہاگنے والے ہین
ہمیشہ گالی گلوج کو خانہ جنگی ڈہول دہپے کو میدان داری سمجھے لڑائی بہڑائی سے کبہی بہڑکے نہ نکلے تمام عمر
بدنین سوئی نگڑی یہ سر وہ سپر ہی جسپر جو تیکے سوا کوئی چیز نہین پڑی بیغیرتی کا بہلا ہو جسکے صدقے مین آجتک جان
سلامت رہی اسپر بھی قسمت نے یہ روز سیاہ دکہایا خدا نے ہمین ہیجڑا کیون نہ بنایا فوج مین تو اسطرح کی کہلبلی مچی
تھی ادہر انجمن آرا اور ملکہ مہر نگار نے ایک اونچا ٹیکرا تجویز کر خیمہ بپا کیا چلمن چھوڑ آ بیٹھین سیر دیکہنے لگین اس
عرصے مین لشکر غنیم کی آمد ہوئی یعنی شہبال جادو سیاہ رو نولا کہ ساحر کا پرا ہمراہ رکاب شکست انتساب لیکر تخت
پر سوار چالیس اژدر خونخوار تخت اوٹہائی شعلے نکلتے پہاڑ سا منہ ہر ایک پہیلائے بڑے کرو فر سے آیا فوج بے قیاس
وہ خدا ناشناس لایا اور سامنے جوانان تہمتن و گردان صف شکن کی اپنا پرا جمایا پہر علم کالے آگے نکالے اور پرچم سیاہ

ہمصورت بخت اوس گمراہ کے کہلے دف و نی اور جہانجہہ بجنے لگے ادہر کوس و کور گرجنے لگے دونو لشکر لڑائے
پر تلے وزیر اوسکا کچہ پیام پہلے پیرمرد کے پاس لایا دست ادب باندہکر عرض کی ایلچی کو زوال نہین زیادہ گوئی
کی مجال نہین شہپال نے فرمایا ہی تمہارا جینا مرنا برابر ہی کہ گرم و سرد زمانہ دیکہکر عمر طبعی کو پونہچے مگران نوجوانون
پر اپنے بیگانون پر رحم نہ کیا انکے خون کا حساب اپنے اعمال کی کتاب پر لکھوایا بوجہ اپنے ذمہ لیا مرد پیر خوش تقریر
نے فرمایا اوس اجل رسیدہ پیر نابالغ سے کہنا طرفین سے جسکا خون زمین پر بہیگا اسکا مظلمہ مواخذہ تیری بیٹے
جو فاحشہ تھی اوسکی گردن پر رہیگا ہم سمجھتے تھے وہی ننگ خاندان تھی لیکن اب معلوم ہوا وہی زمین سے
اوگتا ہی جو بوتے ہین ایسون کے ویسہی ہوتے ہین تجھے سفید ڈاڑھی کے شرم نہ آئی کہ وہ مری تیرا کلنگ کا
ٹیکا مٹا تو تو اوس سے زیادہ بیحیا سیہ قلب نکلا یہ مقام رزم ہی جای نیزہ و شمشیر یا بزم ہی جو محل تقریر ہو گفتگو
بیفائدہ ہی لاطائل باتونسے کیا حاصل جو منظور ہو بسم اللہ اوسمین دیر نکر دیکہین آج کسکے حصے مین تخت و
تاج ہوتا ہی اور گور و کفن کو کون محتاج ہوتا ہی وزیر محجوب پہرا شہپال سے سب حال کہا پہر تو وہ کافر غدار
گبر ناہنجار مثل مار دم بریدہ برخود پیچیدہ ہو شعلہ غضب سے وہ ناری جل گیا چہرہ کا رنگ گرگٹ کیطرح بدل گیا پہلے
تو آپ حقہ آتشی پیرمرد پر مارا پہر لشکر کے سردارونکو جادوگر ناہنجارونکو للکارا دوپہر تک عجیب و غریب سحر سازی
ہنگامہ پردازی جادوگر اور جادوگرنیونکی لڑائی رہی کہ دیکھی نہ سنی کسی نے کیسکو جلایا کسی نے بجہایا ہی سنگدل نے
پتہر برسائے سب کچہ سحر کے نیرنگ دکہائے آخرکار جب جادوگری ختم ہوئی لڑائی کی نوبت بگرز و شمشیر و نیزہ و تیر
آئی پہر تو شہزادہ جانعالم کی بن آئی باگ اوٹہائی فوج جرار غازیان نامدار خبردار ہوے سپاہ مانند ابر
چارسمت سے گہر آئی صف کی صف دہر دہمکی برق شمشیر چمکی پہلوانون کے نعرہ نے رعد کا کام کیا
خوب لوہا برسا بوند بہر پانی کو ہر ایک زخمی ترسا یہ سب تازہ دم وہ دوپہر کے شل سیکڑون ٹاپونیز
کچل گئے گہوڑونکی جہپٹ مین کہندل گئے شمشیر صاعقہ خصال جانعالم کا یہ حال تہا جسکے سر پر پڑے
خود و سر اوس خود سر کا کاٹا حلق مین قطرہ سیماب کیطرح اوتر سینہ پر کینہ کا لہو چاٹا وہی سر جو بناہ خود مین تہا

پلک جہپکی تو گود مین تہا پہر گہوڑ ےکے تنگ سے چست گذر زخم کشادہ کر خانۂ زین سے زمین مین قرار لیا

تصویر معرکۂ جنگ مین شہپال کا مارا جانا مع تصاویر جادوگران



سر بالین اوسکے قضا کو روتے دیکہا اوسے خواب مرگ مین پانون پہیلائے سوتے دیکہا ملک الموت
کی صدا آئی وہ مارلیا جسپر لپک کر ایک وار کیا دو کیا دو کو چار کیا حواس خمسہ کسیکے درست نہ تہے ششدر ہوگئے
ساتون طبق زمین کے تہرائے آسمان کو چکر ہوا مُردے قبرونسے چونک کے باہر نکل آئے جو انکا اوسے
مار لیا بہاگتے کا پیچہا نہ کیا گہڑی بہر مین خون کا دریا بہہ گیا لاشونکا انبار رہ گیا کاسۂ سر حباب دریا کیطرح
بہتے نظر آتے تہے موج خون مین دہڑ دہڑ اوہڑ غوطے کہاتے تہے دشمنونکی کشتی زیست طوفانی تہی
آب تیغ کی طغیانی تہی فوج عدو کا زندگی سے دل سیراب اور اُچاٹ تہا لہو لہان ہر تلوار کا گہاٹ تہا
کوسون تک لاشے پٹے تہے یہ پاٹ تہا آخر کار فوج کو شکست ہوئی شہپال کو مارا سر اوس خودسر کا مثل
خیار تر اوتارا سپاہ باقی ماندہ اوس تیرہ بخت نگونسار کی فرار ہوئی زندگی دشوار ہوئی پہر تو غازیان
فتح نصیب و جادوان مہیب لوٹ پر ٹوٹ پڑے سب کچہ لوٹا ساز و سامان اونکا ذرہ نچہوٹا ادہر نشان
کہلے شادیانے بجے وہ سب چادر پہراتے ماتم کرتے گریبان چاک سر برہنہ و آغشتۂ خاک دم سرد بہرتے

جسکا منہ جدہر اوٹہا بہاگ نکلے میدان کشتونسے اٹگیا جنگل لاشونسے پٹ گیا آجتک طعمۂ زاغ و زغن اوسے بن سے ہی صحرائی درندونکے خوب پیٹ بہرے بلکہ جانورون کی دعوتونکو گوشت کے مُچّے قیمے کے اوٹہا رکہے بہت ہیضہ کر کر مرے وہ سرزمین قلعہ خزانۂ جانعالم کے قبضے مین آیا بڑی جست و جو تگاپو سے وہ لوح اور نقش پایا پیر مرد رخصت ہوا اور جتنے مدارج پند و نصیحت تھے مگر رسمجہائے راہ کا خطر مصیبت سفر ہر منزل و مقام کا نفع و ضر رکہکر کہا میری جان اب ایسی حرکت وہ سامان نکرنا جو پہر کوئی روز سیاہ دشمنونکے سامنے آئے دوستونسے دیکہا نہ جائے ہمسے باغ چھوٹے کوہ الم ٹوٹے تو اللہ حافظ و ناصر ہے رسول اوسکا تمہارا مددگار و یاور ہے

روانہ ہونا شاہزادۂ جانعالم کا اوس دشت سے با فتح و ظفر اور اوترنا دریای شور کے کنارے پر آنا جہاز کا سوار ہونا یاران دمساز کا پہر جہاز کی تباہی باہم کا تفرقہ معشوقونکی جدائی پہر جوگی کا سمجہانا توتے کا مل جانا ڈوبتون کا تر آنا

آشنایان بحر تقریر و غواصان محیط تحریر شناوران شطّ الفت غریق لجۂ محبت لالیٔ گوہر آبدار سخن کو سلک گفتار مین منسلک کرکے زیب گوش سامعان ذی ہوش اسطرح کیا ہی کہ بعد فتح جنگ جادو شہپال اور ہاتہ آنے خزانۂ مالامال کے دو مہینے تک تفریحاً لشکر نصرت اثر شب و روز اوس دشت مین جلوہ افروز رہا جب پیر مرد باغ کو تشریف فرما ہوا جانعالم نے کوچ کیا چند مدت کے بعد ایک روز خیمہ لب دریای شور ہوا شہزادہ معشوقون سے باہم تماشای بحر زخار و نظارۂ امواج پیچدار اور سیر دریای ناپیدا کنار کے پانی کا زور ہوا سے دریای شور کا شور کیفیت لطمۂ و گرداب دیکھتا تھا دید دریائی جانورونکی کرتا تھا نظم آب کیسا کہ بحر تہا زخار * تند و مواج و تیرہ و دہ دار موج کا ہر کنایہ طوفان پر * مارے چشمک حباب عمان پر * گذر موج جب نہ تب دیکھا * ساحل اوسکا نہ خشک لب دیکھا * ناگاہ ایک جہاز پر تکلف با نقش و نگار بسیار صبا دار نمودار ہوا شہزادہ سمجھا کوئی سوداگر کہین جاتا ہے جب قریب آیا جہاز کو لنگر کیا اور ناخدا در دولت پر شرف اندوز ہو کر عرض کرنے لگا ہم لوگ ملاح ہین یہان

جو شاہ و شہریار رونق افزا ہوتا ہی ہم اوسے دریا کی سیر شکار بحری جانور آبی دکھاتے ہین موافق قدر جو قسمت
مین ہوتا ہی انعام پاتے ہین یہ سنکر خواہش سیر دریا شہزادہ کے سفینۂ دل مین موج زن لطمہ پیرا ہوئے
ملکہ سے کہا چلتی ہو اوسنے عرض کی ہنوز گرداب غم تلاطم اندوہ والم سے ساحل فرحت وطرب کی ہمکناری
میسر نہین ہوئی آپ کو اور لہر آئی بیاڈہکو سلا سوجھا جانعالم نے کہا دریا کی سیر جی مسرور کرتی ہی خفقان دور
کرتی ہی طبیعت بہلجاتی ہی لاکہ طرح کی کیفیت نظر آتی ہی تمنے سنا نہین قول سعدی کے مصرع بدریا در منافع بیشمار
است * دو چار گھڑی دل بہلا چلے آئینگے ملاح محرم نزہ جائینگے ملکۂ مہر نگار نے متردد ہو کر کہا یہ سب سچ ہی
جو آپ نے فرمایا خفقان کیسا تمہارے دشمنونکو نرا مالیخولیا ہی مینے بارہا انجمن آرا سے کہا ہی سو یہ مرض
لادوا ہی پانی سے دونا ہوتا ہی اسکے سوا میرے دماغ مین بھی کیا خلل ہی میرا دوسرے مصرع پر عمل ہے
سعدی اگر خواہی سلامت برکنار است * شہزادہ بدمزہ ہوا فرمایا خیر ہم تو سڑی ہین تنہا جائین گے
تم نہ چلو بیٹھی رہو آرام کرو جدائی کی تاب محبت کی مبتلا کو کہان ہی الفت کا یہی بڑا امتحان ہی ناچار اوسیدم
ملکہ مہر نگار اوٹھی اور انجمن آرا مع چند خواص ہمراہ ہوئین جہاز پر پہنچین بادبان کہچی پالین چڑہین لنگر اوٹھا
مہر نگار مضطرب ہو اور یہ شعر پڑھنے لگی حافظ درین دریای بے پایان درین طوفان موج افزا * دل افگندیم
بسم اللہ مجریہا و مرسٰہا * لوگ مصروف تماشا ملکہ غریق بحر تفکر غوطہ زن گرداب تحیر لطمۂ اندوہ والم کی آشنا بار بار
انجمن آرا سے کہتی تہی خدا خیر کرے دشمن نہ ایسی سیر کرے بے طور موج الم سر سے گذرتی ہی خود بخود دریا کی
دیکھکر جان ڈرتی ہی اللہ حافظ و نگہبان ہی سراسر سامان بد نظر آتے ہین کلیجا خوف سے لرزان ہی القصہ
چار گھڑی جہاز نے باد مراد پائی سیر دکھائی پہر آفت آئی ناخدا چلایا ملاح ہراسان ہوئے شہزادہ نے پوچھا کیا ہے
عرض کی طوفان عظیم الشان اوٹھا ہی ابھی یہ ذکر تہا ہوا عالمگیر ہوئی جہاز تباہی مین آیا بادبان توٹ
گئے مستول گرا ملاحون کے چھکے چھوٹ گئے سنبھالنے کا مقدور نہین رہا آخرش تلاطم آب صدمۂ پیچ و تاب
موج سے ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا کسیکو کسیکی خبر نہ ملی کون ڈوب گیا کون جیتا رہا ایک سے دوسرا جدا ہو گیا

تصویر دریا مین کشتی کا تباہ ہونا اور جانعالم کا ایک تختے کے سہارے تیرنا



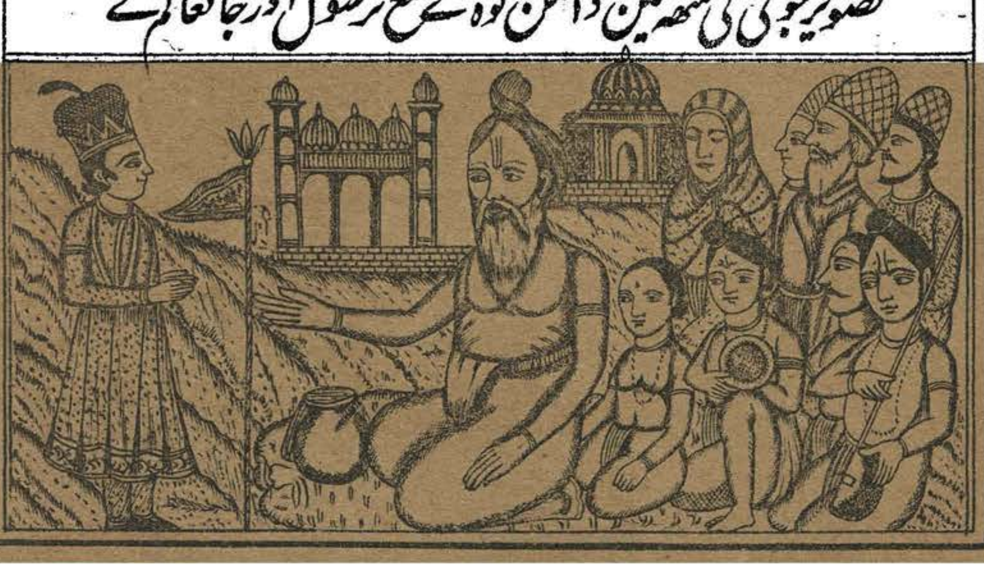
جانعالم تختے کے سہارے سے ڈوبتا ترتا چار پانچ دنمین کنارے لگا جب تکان پانیکی موقوف ہوئی غش سے
آنکھہ کہلی دیکھا کنارے گیا ہون بلکہ گور کے کنارے لگ رہا ہون بڑے جد و کد سے اوترا آہستہ آہستہ میٹہتا
اوٹہتا ایک طرف چلا بستی مین پوہنچا وہان کے باشندے اسکا چہرہ اور جمال یہ خراب حال دیکھکر بہت
گہبرائے قریب آئے کوئی بولا یہ پریزاد ہی شکل سرو آزاد ہی چمن حسن و خوبی کا شمشاد ہی کسی نے کہا ابہی تو دن
ہی یہ از قسم جن ہی غرضکہ جن جن نے اسی جن کہا تہا پاس آکچہ خوف سا کہا اسطرح بولے اُستاد مصرع کون ہو
کیا ہو سچ کہو حور ہو یا پری ہو تم ✤ شاہزادہ مصائب دیدہ نے دم سرد دلِ سوختہ سے بہر کے چشم خونبار تر کر کے ان
لوگونسے یہ کہا لا اعلم حالی دارم چنانکہ دشمن خواہد ✤ جانی دارم کہ فرقت تن خواہد ✤ ناکامی خویش را اگر شرح
دہم ✤ دشمن بخدا زندگی من خواہد ✤ ایہا الناس مین گمگردہ کاروان جرس کیطرح نالان ہون دلگرفتہ نقش پائے
یاران رفتہ حمق مین گرفتار ہون بچہڑونکا طالب دیدار ہون غریب دیار بیتاب دانہ نصیب ہوا نہ آب مفارقت
یاران چند سے خستہ و خراب ہوش و حواس یک لخت زائل ضعف سد راہ ناطاقتی حائل یارونکی صورت
نظر آئی نہین دیدۂ دیدار طلب مین بینائی نہین نہ تاب رفتار نہ طاقت گفتار مؤلف بسا مان نقش
پا بیٹھے جہان وانسے نہ پہر سرکے ✤ ٹہکانا پوچہتے ہو کیا بہلا ہم بے ٹہکانونکا ✤ بیاد دوستان بہر دن مجھے

ہچکی لگ آتی ہی * کہین مذکور جب ہوتا ہی کچہ گذرے فسانونکا * علم سے آہ کے ثابت ہوئی غم کی ظفر ہمکو *
کہ باعث فتح کا ہوتا ہی کہلجانا نشانونکا * چہڑائے جبر سے پیر فلک نے دوست سب میرے * ٹیکا داغ کب دلسے
مرے ان نوجوانونکا * شرر منہ سے نکلتے ہین سر و ردِ لخزین ہردم * بہلا دیوان ہو کیونکر جمع ہم آتش بیانونکا
اس حکایت جان سوز شکایت چرخ بمہر غم اندوز سے سب رونے لگے کہا یہ شاہزادہ عالی تبار ہی الاّدل
ازدست دادہ محبوبونسے دور فتادہ اس سبب سے دل افگار ہی منت و سماجت سے مکان پر لیگئے ہاتہ
منہ دہلوا کہانا پانی حاضر کیا شہزادہ جانعالم نے آب و طعام دیکہکر رد دیا یہ کہا استاد ہو خاک بہوک کی
اوس فاقہ مست کو بہر جانجہ * جو اپنا خون جگر روز ناشتا سمجھے * خدا جانے میرے بچہڑونکا کیا حال ہوا
کسیکو دانہ پانی میسر آیا یا کچہ نہین پایا مین بھی نہ کہاؤنگا بہوکا پیاسا اسی کوفت مین مرجاؤنگا وہ بولی حضرت
سلامت کہانے پینے سے انکار نادانی ہی اسی سے بشر کی زندگانی ہی جو جیتے ہو تو کسی روز بچہڑونسے ملجاؤگے گر
غربت کے مرجانے مین گور و کفن بھی نپاؤگے ناچار سبکے سمجھانے سے دو ایک نوالے بجبر حلق سے اوتارے
پانی جو پیا ہاتہ پانون سنسنائے پیہم غش آئے جب طبیعت ٹہیری سب حال پر ملال جہاز کی تباہی
انیسان ہمراز کی جدائی اپنا ڈوبتے اوچہلتے وہانتک آنا اورونکا پتا نپانا بیان کرکے بقول میرزا حسین بیگ
صاحب یہ کہا بیت ہمرہان رفتند و ما ماندیم و دزدان درکمین * خانۂ ملاح درچین ست و کشتی در فرنگ *
سب تاسف کرنے لگے ایک شخص نے کہا یہانسے دو منزل ایک پہاڑ ہی کوہ مطلب بر آر نام ہی اوسپر جوگی
کا مقام ہی مرد باکمال شیرین مقال ہزارون کوس سے حاجتمند اوسکے پاس جاتے ہین سبکے مطلب بر آتے
ہین بسکہ اوسپر عنایت باری ہی چشمۂ فیض اوس سے جاری ہی مشہور رہی کہ آجتک کوئی شخص محروم ناکام
اوس مقام سے نہین پہرا یہ مژدہ سنکر چہرے پر بشاشت چہا گئی گئی ہوئی جان اوسی آن بدن مین آگئی
گہبرا کر یہ شعر پڑہا حافظ آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند * آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند * اوسیدم چلنے کا عزم کیا
وہ لوگ مانع ہوئے کہا ابھی جانیکی طاقت آپ مین آئی نہین پانونمین راہ چلنے کی تاب و توانائی

نہین دو چار روز یہان آرام کرو قوت آجائے تو مختار ہو غرضکہ جانعالم نے اون لوگونکے سمجہانے سے وہان مقام
کیا عجب پریشانی مین صبح کو شام کیا کہ گرد وہ سب حلقہ زن یہ باندوہ معشوقان گرفتار رنج و محن کبہی تو محزون
چپ رہتا گاہ مثل مجنون خود بخود دبکنی لگتا اور جب حواس خمسہ درست ہوتے یہ خمسہ پڑہتا استاد ہر سو خبر الفت
کیا آپسے پوہنچائی * آگے بہی مرے لب پہ فریاد کبہی آئی * کیون مجہسے بگڑتا ہی اوکا فرترسائی * نا داشت دلم
طاقت بودم شکیبائی * چون کار بجان آمد زین پس من و رسوائی * گاہے مرے لب ہی فریاد کہے افغان *
پیارے غم دوری سے مین سخت ہون اب نالان * یہ جای ترحم ہی کر رحم ذرا جانان * در زاویۂ الفت دور از
تو چو مہجوران * تنہا سنم و آہے آہ از غم تنہائی * ہر دن کو تو یہ عالم ظالم ترے مجنون پر * ہین گرد کہڑے لڑکے
جہولے مین بہرے پتہر * سونیکی کسے فرصت ای یار اسے باور کر * شبہا منم و اشکے وز خون ہمہ بالین تر *
عشق این ہنرم فرمود ار عیب نفرمائی * اعضا شکنی گاہے گہ درد جگر دیکہو * رومال بہگوتا ہون لاکہون ہے
کبہی مُر مُر و * گردن زدنی ہو نہین شکوہ کردن تیرا گو * صد رنج ہمی بینیم ای راحت جان از تو * از دیدہ
توان دیدن چیزیکہ تو بنمائی * تہا تاب و تحمل مین یکتا جگر خسرو * آگے تو نہ بہتے تہی سلک گہر خسرو * تم ابتو
نوازش لو چلکر خبر خسرو * بس دُر کہ ہمی ریزد از چشم تر خسرو * کز دست بر دن رفتست سر رشتۂ دانائی * آخر
وہ رات کی رات بہزار عقوبات تڑپ تڑپکر سحر کی نماز صبح کے بعد پہاڑ کی راہ لی چار دن مین نا چار وہ راہ طی
کی پہاڑ پر پوہنچا سنگ سفید کا پہاڑ بہت آبدار مانند ہمت جوانمردان صاف باطن سر بلند اور مثال طبع
سخنوران فرح افزا و دلپسند درہای فراخ کشادہ روشن جوش نباتات روئیدگی ریاحین و لالہ زار سے
اور خروش مرغان خوش الحان سے رشک صد گلشن چشمہای سرد و شیرین جابجا فرہاد کی روح کا ٹہیکا ہر
قسم کا میوہ دار درخت قدرت حق سے اوگا پہولا پہلا پتہر ہر ایک معدن لعل پرند چرند صاحب حسن و جمال یہ
دیکہتا چلا ایکطرف درخت گنجان گہنے بچتہ فرار بیدار دلونکے بنے اونچے کا گنبد بسان گنبد گردان بے ستونکا جواب
بنا ترسول کہڑا کہا دیکہے جہنڈے مہر بہرا اوڑتی کلمۂ شہادت بخط جلی اوسپر لکہا صاف معلوم ہوا جب ادسکے

نزدیک آیا دور دور تک مکان صاف صحن شفاف پایا مٹھ کے روبرو درخت کے تلے چبوترے کے اوپر ایک
جوگی سو سوا سو برس کا سن و سال نگر ناٹھا کمال داڑھی ناف سے بڑی گرہ لگی جٹا ہر ایک راکھ سے بھری
قدمبوس ہو رہی پانو پر پڑی پلکین دیدۂ حق بین کا اسرار چھپانیکو چشم حاسد کے گزند بچانیکو مونچھو نسے
ملین جسم مین موج دریا کیطرح جھریان پڑین کمر مین کردھنی مونٹی سی مہین بان کے عجب آن بان کی
کہار و تیکا لنگوٹ ستر عورتونکی اوٹ گلے مین محمودیکی کفنی سامنے گریبان پھٹا کارسوز نے سر پوشیدہ نہین
کہلا حقہ جوگانی منہ سے لگا نیونیون کی شکل بنائی شیر کے کہال بچہائے بہبوت رمائے دیدہ و دیدہ سے بظاہر
آنکہین بند مگر دیدۂ دل کہلا خموشی پسند قلب گویا بولتا سوتا نہ جاگتا آسن مارے دنیا سے کنارے خدا جانے
کس دہیان مین بیٹھا پیٹ پیٹھ سے لگا تیرسا قد راست مثل کمان خمیدہ گویا چلہ کہینچ چکا ہی زنار آسا رگین
عیان کہال سے ہڈیون کے جوڑ شمع فانوس نمط نمایان تسبیح سلیمانی ایمان کے نشانی ہاتھہ مین ہر ہر جو ہر بہجو تکیہ
کلام بات مین قشقہ ٹیکا ماتھے پر ہندو نکا اور سجدیکا گہٹا بدر کامل کیصورت چمکتا زرد مٹی بدن مین فکر حق دل و ذہن
مین کہین مصلے پر سبحہ و سجدہ گاہ رکھی کہیں گیروے جانماز بچھے کسی جا پوتھی کہلی وہونی رمی دونون سے راہ رکھی عجب رنگ کا انسان
خلاصہ یہ کہ ہندو نہ مسلمان بقول مرزا سودا اسکی ملت مین گنون آپکو تبلا اے شیخ ٭ تو کہے گبر مجھے گبر مسلمان مجکو ٭

تصویر جوگی کی مٹھہ مین دامن کوہ کے مع ترسول اور جانعالم کے



ایکطرف تکیے مین دو چار کیاریان بیلے چنبیلی کے بہار گلکاریان کہین مرشدونکے ڈہیر گرد کی چہتری بزرگونکے
مزار اوپر مولسریکے درخت سایہ دار قطار قطار درختونکی ٹہنیونمین پنجرے لٹکتے جانور باہم بحث کرتے ٹکٹکے
فاختہ کی کوکو قمری کے حق سرہ کوکلادم کے سناٹے کا عالم کہین مرگ چہالا بچہا شیر کی دہیا دہونی سلگے
لگڑ سلگتا کسی جابر کے کہال کا بستر آہوی صحرائی اوسپر بیٹہا اوداسا تو بنا بیٹہا دہرا ایک سمت بہوانیکا مٹہ
تلسی کا پیڑ ہرا بہرا گرد چشمہ پانیکا بہرا جاہی دلچسپ مکان رعبدار گل خود رو کی جدا بہار ایکطرف بہنڈارا
جاری کڑہاؤ چڑہا موہن بہوگ ملتا کہین پلاؤ قلیے کی تیاری چہاندا بٹ رہا تہا کچہ مہنت بالکی کچہ مرید حال
قال کے کوئی چلے مین بیٹہا کوئی دنیا سے ہاتہ اوٹہائے کہڑا کسیکے خرقہ و تاج سر و تن مین کوئی جوگن
مین کہین کتہا ہوتی کوئی وعظ کہ رہا ایکطرف خنجری بجتی تنبورا چہڑتا بہجن ہوتے ایک سمت حلقہ مراقبے کا
بند ہا توجہ پڑہ رہے لوگ روتے عجیب وہ گرو مرشد غریب یہ مرید چیلے روز ایک دو کو مونڈتا تیسرے چوتہی
دن عرس ہر ہفتے مین میلے حاصل کلام یہ کہ وہ عجب جلسہ تہا کہ دیکہا نہ سنا یہ اجتماع نقیضین آرام و چین سے شہزادے کے
پانون کی آہٹ جو پائی مرد آگاہ دل روشن ضمیر نے پلک ہاتہ سے اوٹہائی آنکہ ملائی دیدے لال لال چڑہے
پر رعب و جلال جانعالم کو بغور دیکہا اسنے جہکر مودب سلام کیا اوس خوش تقریر شیرین مقال نے کہا بہلا ہو
بچا بڑی مصیبت فلک نے دکہائی جو یہ صورت یہانتک آئی آؤ بیٹہو گرو بہلا کرے مرشد کی دعا سے حق حاجت روا
کرے ہم تمہارے امانت دار ہین سواری کہڑی ہے چلنے کو تیار ہین جانعالم متحیر تو ہو رہا تہا زیادہ حیران ہوا
کہ یہ کیا اسرار ہے پاس جا بیٹہا جوگی اوٹہا چشمے مین جا کر نہایا گیروا چادر اپہینک سفید اوڑہ عطر لگا جانعالم
کے نزدیک آیہ نکتہ زبان پر لایا بابا ایکدن ذوق شوق کے عالم مین ہمارے مرشد گرو نے تیرے حال
سے خبر دی ہے کہ ایک شہزادیکا جہاز تباہ ہوجائیگا وہ بسراغ مطلب یہان آئیگا اوسکا کام تجہسے تیرا کام
اوسکی سامنے پورا ہوجائیگا اسبات کے سننے سے شہزادے کو نہایت مسرت ہوئی کہا جوگی جی تمہارے نام سے سیر زندگے
ہوئی وگرنہ دو چار دن مین گریبان صبر چاک ہوجاتا مین سر ٹپک کر ہلاک ہوجاتا خوبصورتی کا بہی عجب مزا ہے

جہان اسکا شیدا ہی عالم کو مرغوب ہی طرحدار سبکا محبوب ہی پیر فقیر امیر غریب سبکو عزیز ہی اسکا خواہشمند ہر تنفس ہی جوگی سمجھانے لگا کہ یہ اضطراب عالم اسباب مین بیجا ہی دیر آید درست آید بابا دنیا کا یہ نقشا ہی کسی شی کو ایک وضع پر دو گھڑی ثبات و قرار نہین ہی نیرنگ کا اعتبار نہین گاہ خوشی کبھی غم یہ دونو امر باہم ہین کبھی وصل کے شام کو دل کیسا بشاش ہوتا ہی کبھی ہجر کے صبح کو کلیجا پاش پاش ہوتا ہی ایک شب بستر پر لذت ہمکناری ہی ایکروز پہلو تہی گریہ و زاری ہی کبھی شب وصل کیا کیا اختلاط ہوتے ہین گاہ فصل کے دن سر پیٹے ہین روتے ہین آدمی جب رنج سے گہبرا لے اور غم مفارقت دوست جان ہونٹو پر لائے دل کو یہ تسکین دیکر بہلائے مصرع چنان نماند چنین نیز ہم نخواہد ماند* مصرع درپس ہر گریہ آخر خندہ ایست* مصحفی زندگی ہی تو خزان کے بھی گذر جائینگے دن* فصل گل جیتو نکو پہر اگلے برس آئیگی* جو وصل مین راحت و آرام پاتا ہی وہی ہجر کے دکہ قلق اوٹہاتا ہی تو نے اون دونون بہائی جو توام پیدا ہوئے تھے اونکا قصہ سنا نہین کہ پہلے اونہون نے کیا کیا صعوبت اوٹہائی پہر ایک نے سلطنت پائی دوسرے کے ہاتہ شہزادی آئی جانعالم نے کہا ارشاد ہو کیونکر

حکایت پر عبرت جانسوز حیرت افزا غم اندوز یعنی سانحہ برادران توام جانا شکار کا دام قضا مین پہنسنا طائران پر اعجاز عجائب سوز گار کا پہر ایک نے سلطنت پائی دوسرے کے ہاتہ بصد خرابی شہزادے آئی

جوگی نے کہا ایک شہر مین دو بہائی تھے توام پرورش یافتہ ناز و نعم روزگار پیشہ نیک اندیشہ سوای رشتہ برادری سر رشتہ دوستی و اتحاد وہ نیک نہاد باہم مستحکم رکہتے تھے مگر دونو کی طبیعت متوجہ سیر و شکار رہت مصروف سیاحی دیار دیار تھی ایکروز شکار کہیلتے جنگل مین جاتے تھے ہرن سامنے آیا چھوٹی بہائی نے تیر لگایا کاری نہ لگا ہرن کنوتیان اوٹہاکے بہاگا دونون نے تعاقب کیا تمام دن دوان دوان افتان و خیزان چلے گئے قریب شام موقع پاکے بڑے بہائی نے جو تیر مارا ہرن ڈگمگا کر گر پڑا یہ گہوڑونسے اوترے ذبح کیا دن کچہ

ام

دوڑسے گھوڑے شل خود بھی مضمحل ہو گئے تھے تمام روز کے بیدانہ وآب بھوک پیاس سے بیتاب تھے لکڑیان چنکر پانی بہم پونہچا کر کباب لگائے بخوبی تمام دونون نے کھائے مگر اوس روز جو کیفیت اور لذت خشک کباب مین پائی مرغ کی زیر بریانی ترترانی کبھی ایسی نکھائی تھی پانی جو ڈگڈگا کے پیا سستی معلوم ہوئی اور رات بھی ہو گئی تھی لیکن شب ماہ پورن ماسی کا چاند اللہ اللہ جنگل کی فضا سبزۂ نورستہ جابجا انھون نے کہا آج کی شب اس صحرا مین سحر کیجیے چاندنی کی بہار صنعت پروردگار دیکھہ لیجیے پھر دلمین سوچے کہ تنہائی کے چاندنی گور کے اندھیرے سے بدتر ہی سچ ہی جب ماہرو برمین نہو تو نور نظر مین نہو آندھیرا اوجالا آنکھہ مین برابر ہی ناسخ دھوپ بہتر پر شب فرقت کی بدتر چاندنی * صاعقے کے طور سے پڑتی ہی مجھپر چاندنی * خیر یہ دونون ایک درخت سایہ دار چشمے کے قریب دیکھہ شطرنجی چاندنی تو ہمراہ نہ تھی زین پوش چاندنی کی عوض بچھا چاندنی کی سیر کرنے لگے باگھہ ڈور سے گھوڑے اٹکا دیے چھوٹا بھائی بڑا متین ذی شعور نکتہ سنج دوربین تھا بڑے بھائی نے کہا آج ہم تمھارے عقل کا امتحان کرتے ہین بتاؤ تو اسوقت ہمارے شہر کا ہمسے کتنا فاصلہ ہی اور یہ سمت کون سی ہی تیسرے کباب کی لذت پانے کا زیادہ مزہ آج ملا اسکا سبب کیا تھا اوسنے جواب دیا یہ باتین سہل ہین شہر ہمارا یہان سے سو کوس ہی اور دلیل کامل یہ ہی کہ بارہا تجربہ کیا ہی میرا گھوڑا تمام دن مین سو کوس اسی چال سے پہونچا ہی اور سمت کا یہ حال ہی ستارون سے ثابت ہی کہ شمال ہی رہا کھانے پانی کا لطف خلاف وقت سے تھا الاثنیا مقدمہ یہ سنیے یقین کامل ہی کہ صبح کو عنایت خالق اور مدد طالع سے وہ سامان مہیا ہو جو کدورت سابق دل سے دور ہو آیندہ آسایش رہے طبیعت مسرور ہو بڑے بھائی نے اسکی وجہ پوچھی اوسنے کہا آج سو کوس کی مسافت بصد آفت طی کی بھوکے پیاسے رہے لیکن دل بشاش ہی وہ سنکے چپ ہو رہا یہ قصہ رفت وگذشت پھر مشورہ ہوا کہ یہ جنگل سنسان ہو کا مکان ہی یہان درندہ و گزندہ سانپ بچھو شیر بھیڑیے کے سوا پرندہ دوندہ نظر نہین آتا جو ہم تم دونون سو رہے تو اَلنَّوْمُ اَخُو الْمَوْتِ خدا جانے کیا معاملہ روبکار ہو تین پہر رات باقی ہی ڈیڑہ پہر ہم جاگین پھر تم ہشیار ہو یہ صلاح پسند خاطر ہوئی

ہوئی پہلے بڑے بھائی نے آرام کیا چھوٹے نے جاگنے کا سرانجام کیا تیر و کمان ہاتھہ مین اوٹھا ٹہلنے لگا
جب زلف لیلای شب کمر تک آئی اوسی درخت پر دو جانور آپس مین اپنی اپنی توصیف و تعریف زبان
بزبانی مین کرنے لگے اور یہ شخص بہت جانورون کی بولی سمجھتا تھا آواز پر کان لگائے ایک بولا میرے
گوشت مین یہ تاثیر ہی جو کھائے ایک لعل تو پہلے دو پہر کے بعد اوگلے پھر ہر مہینے منہ سے نکلے دوسرا بولا
جو شخص میرا گوشت کھائے اوسی روز بادشاہ ہو جائے یہ باتین سمجھہ دلمین نہایت خوش ہوا تیر و کمان تو
موجود تھا الا اللہ کہکر تیر بے تامل چلّے سے جوڑ کر کہینچا لب سوفار کان کے پاس آ بوعدۂ نشانہ سرگوشی
کرکے روانہ ہوا قضانے ہرچند اونکے سر پر خبردار پکارا کمان کڑکڑا کر چلائی کہ وہ مارا رات کا تیر سراسری
اوٹکر لیس مگر مرگ جو درپے ہوگئی کسی گوشہ مین جان نہ بچی پیکان سے تا سوفار دو سار ہوا زمین پر چھید کر
دونون ایک تیر مین گر پڑے اسنے تکبیر بلا تاخیر کہکے ذبح کیا طائر روح اونکا اوڑ گیا ادن کی لکڑیان بچی بھر
سلگا کباب لگائے جسکے گوشت مین سلطنت کا ذائقہ سمجھا تھا اوسے کھایا دوسرا بھائی کے واسطے اوٹھا رکھا
اور ایسا خوش ہوا کہ تمام شب آپ پاسبانی کی بڑے بھائی کو تکلیف نہ دی جل جلالہ معاملات قضا و قدر سے
مجبور بشر ہی انسان کے قبضۂ قدرت مین نفع ہی نہ ضرر ہی مصرع تدبیر کند بندہ تقدیر زند خندہ

تصویر دونون بھائیونکی کہ ایک سو رہا ہو اور دوسرا شکار کھیل رہا ہو



شعر انچہ نصیب ست بہم میرسد * ورنہ ستانی نستم میرسد * جسوقت زاغ شب نے بیضہای انجم آشیانۂ مغرب
مین چھپائے اور صیادان سحر خیز دام بردوش آئے اور سیمرغ زرین جناح طلابال غیرت لعل بدخشان بصد
عزم وشان قفس مشرق سے نکل کے گلشن زنگاری مین جلوہ افروز ہوا یعنی شب گذری روز ہوا بڑا بھائی
نیند سے جو چونکا چھوٹے نے وہ کباب پس ماندۂ شب رات کے نیچے روبرو رکھے وہ نوش کر گیا اور حال
کچھہ نہ کہا دو گھڑی دن چڑھے جب لعل او گلا تب سمجھا ہمنے بہت تدبیر کی مگر سلطنت بڑے بھائی کی قسمت مین تھی
پھر وہ لعل بطریق نذر روبرو لایا اور رات کا فسانہ مفصل سب کہہ سنایا کہا اسد کی عنایت سے جلد آپ کو
سلطنت حصول ہو یہ نذر غلام کی قبول ہوا وسکو اسکی سعادتمندی سے خرسندی حاصل ہوئی پھر کہا سامنے
آبادی سی معلوم ہوتی ہی ہم جا کر اس لعل کو کسی دلال کے ہاتھہ بیچ آئین تم گھوڑون کے پاس رہو اگر اپنے
شہر چلکر یہ امر کرینگے حاکم کا خوف مانع کار ہوگا مفلسی کے باعث کسکو ہمارا اعتبار ہوگا یہ کہکر سمت شہر چلا
جسدم شہر کے دروازے پر پونہچا خلقت کا انبوہ نظر پڑا اوس ملک کا یہ معمول تھا جب وہان کا بادشاہ
دار السلطنت عدم کا تخت نشین ہوتا وضیع وشریف شہر کے سوم کی رسم کے بعد وزیر اعظم کے ہمراہ صبحدم
تخت لیکے دروازے پر آتے تھے جو اوس روز پہلے مسافر باہر سے آتا اوسے بادشاہ بناتے تھے قضارا
وہان کا بادشاہ قضا کر گیا تھا لوگ تخت لیے منتظر تھے یہ داخل ہوا سب نے تخت پر بٹھایا نذرین دین
نوبت ونشان جلوس کا سب سامان موجود تھا دھوم دھڑکے سے دیوان خاص مین داخل کیا منادی
ہوئی بقول مشہور انکی رائی دہائی نزدیک ودور ہوگئی اسکو سرور سلطنت اور احکام مملکت کے باعث
اوسدن بھائی کا خیال نہ آیا دوسرے روز جب تخت پر رونق افروز ہوا اور سامنے لعل آیا تب بھائی کا خیال آیا فوراً
جاسوس ہرکارے درخت کا پتا بتا روانہ کیے کہا اس صورت کا جوان اور دو گھوڑے وہان ہین جلد حضور مین حاضر
کرو وہ سب دوپہر تک تمام جنگل کی خاک چھان حیران وپریشان پھر آئے عرض کی تمام دشت مین
پھر کر پاؤن توڑے نہ آدمی ملا نہ گھوڑے وہ کچھہ رنجیدہ ہو سلطنت کے شغل مین مشغول ہوا بھائی تجار کو

بھولے سے بھی کبھی یاد نہ کیا مگر وہ لعل جسے بیچنے کو لایا تھا جسکے بیچانے مین تخت و تاج میسر آیا تھا فال مبارک اور
بے نشان بھائی کی نشانی سمجھ ہر روز سر دربار لاتا ملازمون کو دکھاتا وہ سب بخاطر شاہ واہ واہ کہتے یہ سنکر خوش رہتے

حکایت پر شکایت چھوٹے بھائی کی نقل سپہر بمہر کی کج ادائی کی اوٹھا لیجانا جانور مہیب کا بدولت سوداگر کنوے سے نکلنا اوس بلا نصیب کا میسر قافلہ کی بر آنے سے آئی شہزادی تک رسائی پھر قید کی بلا کی

صیادان طائر معانی ذی ہوش و دام داران بلبل خوش بیانی خانہ بدوش نے حال اوس منتظر زیر درخت کا یہ لکھا ہی کہ ہمہ تن چشم محو انتظار برادر فراموش کار بیٹھا تھا ناگہان ایک جانور مہیب بشکل عجیب آیا اور نیچے مین دابکر اوڑا گھوڑون نے ڈر سے باگ ڈور تڑا کے جنگل کا رستہ لیا کود بھاگے اللہ کی قدرت دیکھیے بڑا بھائی سلطنت کا مالک ہوا چھوٹا بیچارا موذی کے چنگل مین پھنسا واللہ اعلم بالصواب وہ جانور وہان سے کتنی دور اوڑا آخر کار تھک کر ایک درخت کنوے کی جگت پر تھا اوسپر جو بیٹھنے لگا یہ پنجہ سے چھٹکر چاہ مین ڈوبا جامی فغان زین چرخ دولابی کہ ہر روز ٭ بچاہی افگندہ ماہ دل افروز ٭

تصویر پرندۂ مہیب کی درخت پر بالای چاہ اور اوسکے پنجہ سے آدمی کا گرنا



الارسن حیات مضبوط تھی نہ گز ند پنچے کی پوہنچی نہ چوٹ چپیٹ گرنے کی لگی میر حسن کنوان وہ جو اندھا تھا
روشن ہوا * جوان اوسمین وہ سانپ کا من ہوا * وہ جانور تو دم لیکر اوڑگیا یہ بے پر کنوے مین پڑا رہا اتفاقا
اوسی روز ایک قافلہ گم گشتہ راہ خستہ و تباہ سر چاہ پونہچا کنوان دیکھکر پانی کے لالچ سے وہان قیام کیا آدمی
پانی بھرنے کنوے پر آئے اسن بیچارہ نے رسی کا سہارا جو پایا اس پہندیمین کنویسے باہر آیا جسنے اوسکا چہرہ زعنا
مشاہدہ کیا یا بشری ہٰذا غلام کا غل برپا کیا دنیا کے عجب معاملے ہین شعر روزی نگر کہ طوطی جانم سوی لبش
بر بوی پستہ آمد و بر شکر او فتاد * جب لوگ حال پوچھنے لگے اسنے جیسا موقع دیکھا ویسا بیان کیا غرضکہ میر قافلہ
کی خدمت مین توقیر سے رہنے لگا چند روز مین قافلہ منزل مقصد کو پونہچا اور مہینا بھی تمام ہوا جوان غم دیدہ
بلا رسیدہ نے دوسرا لعل اوگلا رئیس قافلہ لعل دیکھکے تمام ملال بھولا پست ہمتی سے سوچا کہ ایسی گرانبہا شے کا سہل
لے لینا مشکل ہی مبادا کچھ فساد اوٹھے وہ بدافعال اسکا خون حلال سمجھا برے کام کا مطلق نہ مال سمجھا جوان کو
قید کرکے کوتوال پاس بھیجا کہا یہ میرا غلام ہی آج اسنے لعل چرایا کچھ ایسا وسوسۂ شیطانی دلمین آیا مینے آپکے
خدمت مین بھیجا ہی کہ اسے سزا دیجئے تا لوگ ڈرین عبرت سے آیندہ ایسی حرکت نکرین کوتوال نے قاضی سے
مسئلہ پوچھا اوسنے بے تحقیق ہاتھ کاٹنے کا فتوی دیا مگر اوس شہر کا چندیسے یہ دستور تھا کہ جب کسی شخص پر گناہ
ثابت ہوتا تو مدعی اور مدعا علیہ بادشاہ کی بیٹی کے روبرو حاضر ہوتے اظہار حال کے بعد مرافعہ ثانی میز
جو اوسکی رای معدلت پیرای مین آتا وہ ہوتا اسواسطے کہ بادشاہ مسن تھا بیٹی کے سوا اور کوئی تخت و سلطنت
کا وارث نہ تھا اللہ رے اوسکے جمال کا جلوہ اور حسن کا غوغا پری کو ہزار جان سے اوسکی پروا حور اوسکی شیدا
خلق خدا اوس سیما پر نثار آفت عصر بلای روزگار تھی حسن عالم فریب کے علاوہ طبع حلیم رای سلیم نکتہ فہم دقیقہ رس
اپنے عصر کی حکیم حقیقۃً قابل ریاست وہ صاحب فراست تھی غنچۂ خاطر اوس گل اندام یاسمین پیکر کا روز نا دیدۂ صبا
تھا وہن صدف مراد تمنای قطرۂ نیسان مین بند کوچۂ عصمت و عفت مین اوس در ناسفتۂ درج شہریاری کے
وہم و فکر تاجداران دہر کا گذر نہوا تھا اوسدم تک ناکتخدا تھی جسوقت وہ دونون روبرو ہوے پہلے شہزادی

نے میر قافلہ سے پوچھا اوسنے جو کچھ کوتوال سے قیل و قال کیا تھا وہی بکم و کاست مکرر عرض کیا شہزادی
نے یہ مصرع برجستہ پڑھا سعدی باطل ست انچہ مدعی گوید * پھر جوان کی طرف مخاطب ہوئی بسکہ زیست سے
تنگ آمادۂ مرگ تھا بے تامل بولا آپ روشن ضمیر ہین ہم مصیبت زدونکی طرح سلسلۂ بیجرمی مین اسیر ہین یہ شخص
سچا ہی وہ تو عقیلہ تھی زیادہ شک ہوا دل سے کہا آجتک کسی چور نے حاکم کے روبرو بجز انکار دست بردی دفعۃً
اقرار دزدی کیا نہین یہ بیگناہ ہی تقریر اس شاہد کی شاہد ہی خدا گواہ ہی کچھ اسمین بھید ہی قافلہ باشی سے
فرمایا کل تو محکمہ مین حاضر ہونا جوان کو دیوڑھی پر قید کیا یہ تو حسین بلکہ مہر طلعت ماہ جبین تھا طالع کا ستارہ
جو چمکا شہزادی کا میلان خاطر جوان کے جانب ہوا شب کو تنہا بلاکے بدلداری و تاسف استفسار حال فرمایا
اوسوقت جوان ناکردہ گناہ نے دل سے آہ سرد بھر مشروحا از آغاز تا انجام عرض کیا شہزادی کا دل یہ نیا قصہ
سنکے بمرتبۂ اتم مسرور ہوا چوری کا شک اوس زود دل کی جانب سے دور ہوا صبح کو بادشاہ کے حضور مین لا
خود دست ادب باندھکر عرض کی قبلۂ عالم و عالمیان کی عمر دراز ہو قیصر و فغفور کی اس در پر جبین نیاز ہو شہر کا
قاضی اور کوتوال بے دریافت حقیقت حال حکم سزا بندہای خدا کو دیتے ہین روز جزا کی جوابدہی اپنے گردن پہ
لیتے ہین غضب کی جا ہی عجیب ماجرا ہی واجب التعذیر صاحب التقصیر کو لعل بے بیگناہ کا ہاتھ کٹے بادشاہ نے
پھر دونونکی زبان سے حال سنا بسبب کبرسن کہ عقل کو زوال ہوتا ہی یہ وہ دن ہین کہ نسیان بمرتبۂ کمال
ہوتا ہی ذہن نہ لڑا تامل کیا شہزادی نے التماس کیا حضور یہ امتحان بہت آسان ہی ایک مہینے اور اس
جوان کو قید رکھیے اگر دسرا اوگلا تو سچا ہی پھر ایسے در یتیم صدف راستی کو کیون بے آب و تاب کیجیے آبرو دیجیے وگرنہ
بماہ آیندہ یہ بد کردار کا سزاوار ہی ہاتھ کاٹنے سے کیا ہاتھ آیگا بادشاہ کو سردست جواب باصواب بیٹی کا بہت
پسند آیا حاضرین نے تحسین و آفرین کی بادشاہ نے جوان کو اپنی آنکھونکے سامنے نظر بند کیا میر قافلہ کو شہزادی
نے مجلس مین بھیجا قصہ کوتاہ وہ مہینا بھی تمام ہوا اور اتنے دنونمین شعلۂ محبت مجمر سینے شاہزادی سے بھڑکنے لگا دم
بھڑکنے لگا حال طشت ازبام افتادہ ہوا جوان نے عرض کی کل لعل اوگلو نگا پھر صبح کو سر دربار روبرو حضار محفل

درج دہان سے نکالا سبکو حیرت شاہزادی کو فرحت و مسرت حاصل ہوئی اوسیدم مال و اسباب قافلہ ہاشمی کا جوانکو ملا اوسے تشہیر کرکے شہر سے بدر کیا جوان کی صورت دلپذیر فصاحت تقریر پسند خاطر صغیر و کبیر تھی بایا شہزادی سب نے متفق اللفظ بادشاہ سے عرض کی کہ یہ شخص حضور کی عنایت کے لایق ہی تمنای ملازمت رکھتا ہی کفش برداریکا شایق ہی بادشاہ بھی اسکی راست بازی سے خوش تھا راضی ہوا سعدی راستی موجب رضای خداست ٭ کس ندیدم کہ گم شد از رہ راست ٭ چند عرصے مین مقرب بارگاہ سلطانی مورد عنایات جہانبانی ہوا ہر مہینے لعل اوگلکے حضور مین لانے لگا روز بروز ہمچشمون مین سرخروئی حاصل کرکے آبرو پانے لگا آخرکار بہ مشورۂ ملازمان قدیم و تحریک حکما و ندیم بادشاہ نے اوس گوہر مسلم سلک تاجداری کو برشتۂ عقد اوس لعل بے بہا کے منعقد کیا یہ دونون مشتاق بصد اشتیاق باہم لطف کے ساتھ بے اندیشۂ و غم ایام گزاری بڑی دھوم اور طیاری سے کرنے لگے مگر ہر روز بلاناغہ جوان بادشاہ کے دربار مین حاضر رہتا تھا ایک دن ایلچی اسکے بھائی کا کسی تقریب مین وارد ہوا اور جواہر کا ذکر نکلا ایلچی نے عرض کی کہ ہمارے بادشاہ کے پاس ایک لعل اس رنگ ڈھنگ سنگ کا ہی کہ آج تک جوہری چرخ نے باوجود عینک مہر و ماہ و گردش شام و پگاہ سال و ماہ مین اوسکے سنگ کا کیا پاسنگ کے برابر نہین دیکھا ہی یہ کلمہ سنکر بادشاہ نے وہی لعل جو گنجینۂ سینے بیکینۂ جوان سے نکلے تھے دس بارہ ایلچی کو دکھائے وہ بھی جواہر شناس تھا سخت حیران تا دیر سر بگریبان رہا پھر عرض کی کہ قبلۂ عالم عجب کی جا ہی کہ رنگ و روپ وزن نقشہ انکا اوسکا ایکسا ہی اتنا فرق مقرر ہی کہ وہان ایک ہی یہان ایک سے ایک بہتر و برتر ہی بادشاہ نے جوان کی طرف اشارہ کیا کہ یہ میرا فرزند ہر مہینے ایک لعل بے رنج و ملال تھوکتا ہی ایلچی نے غور سے جو دیکھا تو اپنے بادشاہ سے مشابہ کیا بعینہ پایا خیر رخصت ہوا اپنے بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا اسکا تو معمول تھا جب تخت پر آکر جلوہ گر ہوتا لعل پیش نظر ہوتا ایلچی کو وہ سانحہ یاد آیا دست بستہ عرض کی کہ قبلۂ عالم اس لعل کو جدا کرتے نہین بلے اسکے قدم مبارک تخت پر دھرتے نہین ان روزون خانہ زاد جس بادشاہ کے پاس گیا تھا نیا ماجرا دیکھا معدن جواہر و لعل کی کان کہ وہ امکان نہین کہ وہ جواہر بیقیاس رکھتا ہی تعجب کی بات ہی کہ وہ لعل کا تپلا زندہ اپنے پاس رکھتا ہی بادشاہ نے اوسکا حال مفصل پوچھا اوسنے سب بیان کیا کہ واماد اوس

شاہ خجستہ نہاد کا ہر مہینے لعل اوگلتا ہی ادر کیا گذارش کہ دن جیسے حضور کی صورت ملتی ہی حقیقی بھائی ایسے دکھائی
نہین دیتے یہ سنتے ہی اوسکو یقین ہوا کہ اب پتا ملا مقرر وہ میرا بھائی ہی اوسیوقت نامۂ شوقیہ اوس کان گہر
کے اشتیاق دید مین بادشاہ کو لکھا کہ برای چندے اگر اوس فرزند ارجمند کو ادھر روانہ کرو محبت دیرینہ سے بعید نہین
شوق دیدار از حد تحریر و اظہار افزون ہی در پوشیدہ خط تمنا بھائی کو رقم کیا کہ آجتک تری مفارقت سے تخت شاہی بد تر از
بوریای گدائی تھا اب ایلچی سے یہ خبر فرحت اثر سنکر دلکو سرور آنکھون مین نور آیا لازم کہ بمجرد ورود رقیمہ و داد ادھر کو روانہ
ہو اور کچہ پتے حسب و نسب کے سانحۂ شکار تفصیل وار قلمبند کر دیے ایلچی سے فرمایا کہ نامہ علی رؤس الاشہاد بادشاہ کو اور
یہ خط خفیہ اوس غیرت ماہ کو دینا قاصد صبا دم صرصر قدم جلد تر اوس شہر مین وارد ہوا بادشاہ کو نامہ دیا اور خط پوشیدہ
جوان کو حوالے کیا وہ مکتوب محبت دیکھکر ایسا گھبرایا یہ لہو نے جوش کھایا کہ اوسیدن رخصت کا ذکر بادشاہ سے
لایا آخر وہ عاشق برادر معشوقۂ روح پرور کو لیکر جہاز پر سوار ہوا تب اوس بیچین کو قرار ہوا راہ مین ایلچی سے شہر کا
نقشہ راہ کا پتا سب پوچہ لیا فرط شوق سے دن رات سرگرم رفتار تھا ساعت بھر مقام کسی منزل کا ناگوار تھا کہ
جلد پونہچین کہین نہ ٹھیرین نیرنگ زمانۂ کج سرشت بوقلمون کہ ہر دم وہر ساعت دگرگون ہی کیا دن جب وہ اوس
بارہ کوس وہ شہر رہا جہاز تباہ ہو کے بہا جسکی قضا تھی تہ آب و گرداب ہا جسکی بقا تھی وہ بہ نکلا یہ قصۂ جانگداز دور
ودراز پونہچا انکے بھائی نے سنا فوراً ہزار سوار تیز رفتار دوڑائے کہ جسکو ڈہونڈتے ادہ چھلتے کا پتا پاؤ بلد حضور مین لے آو
آخر کار بہزار جستجو و تگاپو شہزادی خوشخو ہاتہ آئے جوان کی خبر نپائی اوسے بادشاہ پاس حاضر کیا جوان کے ڈوبنے
کا احوال کہدیا بادشاہ بحال تباہ گرداب فراق مین پھنسا شہزادی صف نشین ماتم لجہ ولطمۂ اندوہ وغم مین اوجھی
جوان کا حال یہ ہوا کہ تختے کے سہارے سے بہتا بہتا پیاس کے صدمے بھوک کی موجین سہتا سہتا کئی دن مین کنارے
پر پونہچا فی الجملہ جب کچہ تاب و طاقت آئی پوچھتا پوچھتا اوس شہر مین داخل ہوا بادشاہ کو خبر پونہچی روبرو بلایا
بسبب طول ایام مہاجرت اور درازی زمانۂ صعوبت مطلق نہ پہچانا استاد اتنی مدت مین ملا مجھے وہ دھوکا دیکر
یاد بھی جب مجھے اوس شوخ کی صورت نرہی ❊ ہیأت تبدیل خوار و ذلیل تھا اس اختلاف کو دیکھیے یہان صحرا نوردی

بھوک پیاس مصیبت وہان حکمرانی عیش و آرام وتخت سلطنت ناچار شہزادی کو طلب کیا اوسے بھی تامل ہوا وہ شخص بولا پہر بھر کا عرصہ باقی ہی آج لعل اوگلنے کا دن ہی پھر تم سب پہچانوگے بادشاہ کو یقین ہوا کہا اگر یہ جھوٹا ہوتا تو ایک پہر کا وعدہ نکرتا شہزادی نے کہا اس شخص کی طبیعت کی جودت مشہور ہی ایک معما پوچھتی ہون اگر بدیہہ اب دیا تو بیشک شک رفع ہوا بھلا وہ کیا شی ہی جسے گبر و مسلمان یہود و نصارا سب انسان کا فرقہ آشکارا کھاتا ہی مگر جب اوسکا سر کاٹ ڈالو تو زہر ہوجائے کوئی نکھائے اور جو غصہ مین زیست سے خفا ہوکے کھائے تو فوراً مرجائے جوان نے ہنسکر کہا شہزادی قسم ہی یہ کیا معما پوچھا ہی وہ بھڑک گئی وحشت مٹی دلکی بھڑک گئی پیبا کانہ چلمن اوٹھا پروانے کی طرح اوس شمع بزم فرقت کے گرد پھری بادشاہ متعجب ہوا کہ ہم تو کچھ نہ سمجھے شہزادی کیا سمجھکر سامنے ہوئی جوان نے عرض کی قبلہ وہ چیز قسم ہی تمام عالم کھاتا ہی سر اوسکا قاف ہی اوسے کاٹو تو سم صاف ہی سم زہر کو کہتے ہین کون کھاتا ہی کھانیوالا مرجاتا ہی بادشاہ یہ سنکر بغلگیر ہوا اوسنے لعل اوگلا شادیانے بجے بچھڑے ملے اسیطرح جامع المتفرقین سب بچھڑونکی دوری کا بکھیڑا مٹائے جو جسکا مشتاق ہو جسکی جدائی جسے شاق ہو وہ اوس سے ملجائے جوگی نے یہ رام کہانی تمام کرکے جانعالم سے کہا بابا شعر مشکلے نیست کہ آسان نشود ٭ مرد باید کہ ہراسان نشود ٭ جوئیندہ یابندہ ہی یہانسے منزل دوست قریب ہی سب کچھ معلوم ہی الا کہنا منع ہی برا ہی دنیا مقام چپ رہنے کا ہی اتنا اس جگہہ وقفہ کرکہ میری زیست کا ساغر بادۂ اجل سے لبریز ہی سمند جان کو نفس سرد مہمیز ہی مجھے زیر زمین سونپ تشریف لیجانا اور چند وصیت کین جانعالم نے کہا یہ قلق و رنج کس سے اوٹھیگا بیٹھے بٹھائے یہ صدمہ کیونکر دیکھا جائیگا پتھر کا کلیجا کہانسے ہاتھہ آئیگا کہ ایسے دوست غمخوار کو اپنے جیتے جی زیر خاک کیجیے اوسکے ماتم مین گریبان صبر چاک کیجیے یہ کہکر رونے لگا گریبان تا دامن بارش اشک سے بھگونے لگا جوگی اسکی محبت کا بروگی ہوا کہا افسوس دم واپسین کا عرصہ بہت کم دم نہین مار سکتے ہم وگرنہ تیرے ہمراہ شریک درد و غم ہوتا بھلا آخری فقیر کا اگر تجکو یاد یہ لٹکا رہیگا سائین چاہے تو کہین نہ اٹکا رہیگا قبر مین لیجا کر کیا کرونگا پھر چند کلمے وہ بتائے کہ جس صورت کا دھیان لائے فوراً ہوجائے یہ مقدمہ بتا ہر ہر گرو کا نام لیا پھر کلمہ جو پڑھا دنیا سے چل بسا دم نکل گیا جوگی مسافر عدم بیکنٹھہ باشی رم گیا جانعالم کا روتے روتے دم گیا

تصویر جوگی کی نعش اور جان عالم کے رونے کی اور مرید چیلون کے جمع ہونے کی



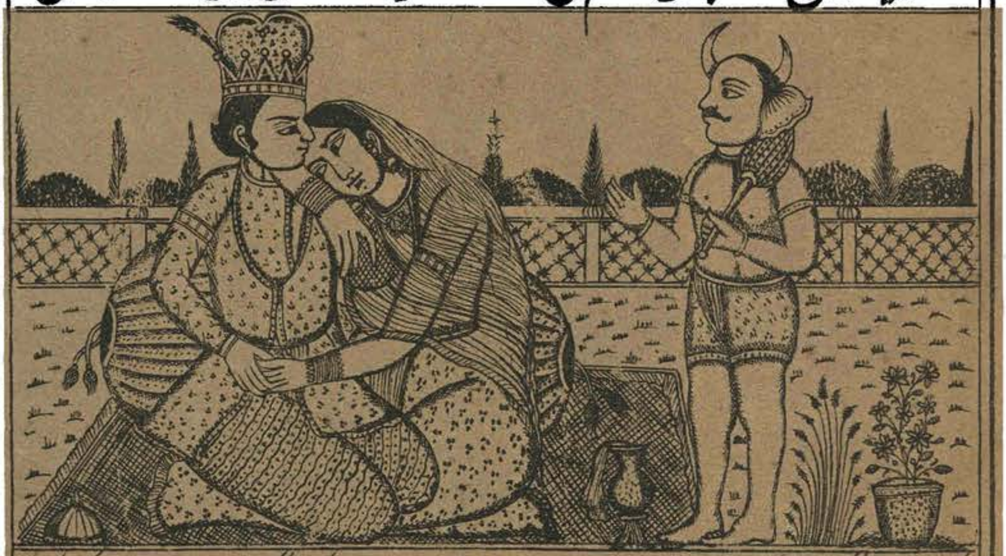
بتیابانہ نعرہ الفراق مارے مرید چیلے جمع ہو کر گرد و گرد و یا ہادی کہکر بہت پکارے بولتا نکل گیا جوگی نے صدا نہ دی
منزل مقصد کی راہ لی شہزادہ نے بموجب وصیت غسل دیا کفنایا قبر تک لاتے لاتے کچہ پنایا آخر کار برابر کفن
پھاڑ دیا آدھا چیلون نے جلایا نصف مریدون نے منڈھی مین گاڑ دیا ہندوون نے راکہہ پر چھتری بنائی
مسلمانون نے قبر بناکے سبز چادر اوڑھائی وہ تنت مندرہ سبحہ و مصلی خرقہ و جبہ اوسکے منظور نظر کو دیکر جانشین کیا
مرید چیلون کا ہاتہہ اوسکے ہاتہہ مین سونپا اوسے ایک ولولہ آیا از سر نو اون سبکو یہ تلقین کیا راز سربستہ کھولکے
ذہن نشین کیا کہ سنو بچا گو جوگی ظاہر مین آنکھونسے نہان ہی مگر مرشد کا جلوہ سائین کا ظہورا ہر برگ و بار بوٹی
پتے گل و خار بلکہ در مسجد و دیوار کنشت سے دیدۂ دور بین مین عیان ہی عارف کا یہ کلام ہی سعدی برگ درختان
سبز در نظر ہوشیار * ہر ورقی دفتریست معرفت کردگار دیدۂ بینا گوش شنوا اس رمز کو درکار ہی ہر ذرے مین
اوسیکا جھمگڑا ہی نمونہ قدرت نشان وحدت دنیای بے ثبات کا نقش و نگار ہی بلبل کے پردے مین ترانہ سنجے
ہوتی ہی قمری کو کو متلاشی کی جان کھوتی ہی اوسیکے ذکر مین سرگرم ہی جسکی زبان و منقار ہی کسیکو حرم محترم
مین نامحرم رکھا بھٹکایا کسیکو بیت الصنم مین بلا کر جلوہ دکھایا کعبے کا دھوکا دیر کا بہانہ ہی دوڑا کر تھکا نا ہی اور

جسنے من ہشیار کو رہبر کرکے ڈھونڈا اوسنے گھر بیٹھے پایا ہی امیر خسرو جن ڈھونڈھا تن پائیان گہرے پانی
پیٹھہ * ہون بورے ڈوبن ڈرے رہے کنارے بیٹھہ * دنیا کا معاملہ مذہب وملت کا جھگڑا یہ اچھا وہ برا
پر زیان سراسر بے سود ہی حق بیشک داتا ہر آن موجود ہی رنج مین دلکو خوش الم مین طبیعت کو شاد رکھو وحدہ
لاشریک لہ ہر نکا رہی شرکت کرنیوالا مشرک حماقت شعار ہی مرسل رہبر ہین پوشیدہ راز سے ماہر ہین انکو رستگار جانو
برگزیدہ یار سمجھو مانو مرشد کی ذات گرو کی صفات ہر جلسے مین یاد رکھو بود و نابود کا غم نہو احباب کا دل کہ جابجا سے
نازکتر ہی خدا کا گھر ہی آشفتہ و برہم نہو اسد بس باقی بیفائدہ ہوس یہ کہکر قصہ مختصر کیا بیخبرون کو باخبر کیا جب اس
صحبت سے جانعالم کو فرصت ملی چلنے کا عزم کیا اوس جانشین مہنت نے روکا اور دو چار دن خاطر سے مقام کیا
پھر جسطرف جوگی نے پتا بتایا تھا چل نکلا پہاڑ سے جسدم آگے بڑھا دریا ملا ہر چند ڈھونڈا ناؤ بیڑے کا تھل بیڑا نلگا
مگر ایک لعل درخشان بروی آب روان سامنے آیا قریب اوسکے دوسرا نظر پڑا اسیطرح تھوڑے تھوڑے فاصلے سے
بہت لعل بہتے دیکھے تازہ فکر ہوئی کہ اس حال کو کیونکر دریافت کیجیے کنارے کنارے سیر دیکھتا چلا دو کوس راہ جب
طی کی عمارت عالیشان دیکھی اور اوس چشمے کو اوسکے اندر سے روان پایا دروازے اور در کی بہت تلاش کی
تا اندر جانیکا باب مفتوح ہو نہوا سوای دیوار در نتہا اوسوقت بلبل بنکر دیوار پر جا بیٹھا مکان رفیع الشان باغ
بھی بہار کا مگر سنسان انسان نہ حیوان فقط ایک بنگلہ نہایت نقش ونگار کا وہ نہر اوسی بنگلے کے اندر سے جاری
تھی چمن خالی اور باد بہاری تھی آدمی یا جانور ناطق ومطلق مطلق نہ تھا باغ مین اوتر صورت قدیم بدلکر بنگلے مین آیا
منقش مطلا سجا سجایا پایا لیکن طرفہ حال یہ دیکھا کہ ایک پلنگ زر مرد کے پاؤنکا بچھا ہی اوسپر کوئی دوشالہ تانے سوتا ہی برابر
یاقوت کی تپائی پر پھولونکا دستہ آدھے سرخ نصف سپید جانعالم نے قدم بڑھا دوشالہ سرکایا وہ تن پری بیکر بیسر
نظر آیا حسرت سے کہا کس ظالم ستم شعار بیرحم جفا کار نے اس سردفتر خوبی سراسر دلبری ومحبوبی کا سر کاٹا ہی نخل شمشاد کو تبر
ظلم سے چھانٹا ہی بحیرت ہر طرف دیکھتا تھا چھت پر نظر پڑی چھینکا بندھا سر کٹا دھرا ہی سر کے نیچے نہر جاری ہی
جو خون کا قطرہ اوس حلق بریدہ سے پانی مین گرتا ہی اسد کی قدرت کاملہ سے وہ لعل ہوکر ترتا ہی اسنے

کہا سبحان اللہ مقرر یہ سحر کا کارخانہ ہی قریب جا کر جو غور سے دیکھا تو انجمن آرا کا چہرہ تھا پہچانتے ہی سر و تن کا ہوش نہ رہا چاہا کہ سر سے سر ٹکرا کر ہمسر ہو کسیکو نہ خبر ہو لیکن تجربہ کار ہو چکا تھا سوچا مرنا ہر وقت ممکن ہی پہلے حال مفصل معلوم کر لو کہیں حوض کا سا دھوکا نہو ہر چند غواص عقل سا محیط فکر میں غوطہ زن و آشنا ہوا گوہر مقصد صدف مراد سے ہاتھ نہ لگا معاملے سے ناآشنا رہا اس عرصے میں شام نزدیک ہوئی تند ہوا چلی شور و غل مچا یہ سمجھا اب کسی دیو یا ساحر کی آمد ہی چھپا چاہیے سر گلدستۂ گلبن محبت کے روبرو بھونرا بنکے بیٹھ رہا دفعۃً دیو آ پہنچا قوی ہیکل زبون شمایل بگر وحشی سا ہر سمت بو سونگھنے لگا پھر اوسی گلدستہ سے سفید پھول توڑا اوس یاسمین پیکر کو سنگھایا سر اوچھلکر بدن سے ملا انجمن آرا اوٹھ بیٹھی دیو نے میوہ تر و خشک روبرو رکھا مگر پریشان متحیر ہر سو نگران شہزادی نے کہا خیر ہی اوسنے کہا آج غیر انسان کی بو آتی ہی اور تعجب یہ ہی خوف سے جان جاتی ہی وہ کہنے لگی ہمیں آجتک جانور کی پرچھائیں نہ نظر آئی تو نے آدمی کی بو پائی طرفہ خبط ہی یہ جملہ بیربط ہی غرضکہ صبح تک مذکور ہر شہر و دیار عجائبات روزگار کا بیان رہا دم سحر اوسی دستے سے سرخ پھول اوس خون آشام نے توڑ کر اوس لالہ فام کو سنگھایا سر تو چھینکے پر سر بلند ہوا تن نے پلنگ پر آرام فرمایا دیو دو شالہ اوڑھ راہی ہوا جان عالم نے چار گھڑی بجبر صبر کیا پھر اپنی صورت اصلی بنکر وہی سفید پھول توڑ کر سنگھایا انجمن آرا بدستور اول اوٹھی شہزادہ چیخ مار کر لپٹ گیا دونو مجبور اس زور شور سے روئے کہ تمام باغ ہل گیا زمین و آسمان دہل گیا جان عالم ہنوز اپنے مصائب و ہانتک آنیکا حال فرقت کا درد و ملال کہنے نپایا تھا کہ انجمن آرا نے یہ کہا لا اعلم تجھ بن مری اوقات جو اکثر گذری* وہ حالت نزع سے بھی بدتر گذری* تو تو کہے سرگذشت اپنی ظالم* مین کس سے کہوں جو کچھ کہ مجھ پر گذری* یہ کہکر پھر دونوں چلا چلا آہ و بکا سے رونے لگے دنیا کے معاملے مین ہمیشہ سے کسیکی عقل نہین لڑی شکست ہوئی ہی شعر بیک لحظہ بیکساعت بیکدم* دگرگون میشود احوال عالم* مولف اک وضع پر نہین ہی زمانے کا طور آہ* معلوم ہو گیا ہمین لیل و نہار سے* ہر عقدۂ مالاینحل ناگزیر کے واسطے ناخن تدبیر خلق مین خلق کیا ہی اور جہان مین جہان تدبیر کا دخل نہو سکا اوسے تقدیر کے حوالے کر دیا ہی اکثر جس بات مین عقل بشر عاجز آتی ہی وہی طرفۃ العین مین خود بخود

ہوجاتی ہی ناگہان ایک سفید دیو زبردست زور کے نشے سے سرشار ست بڑا طاقت دار رستم کا یادگار ادہر سے
گذرا نالۂ حزین صدای غمگین کان مین آئی بسکہ باین زور و طاقت خداداد وہ دیو نیک نہاد رحم دل
غم رسیدون کے رنج کا شامل تھا گریہ و زاری سنکر دلکو بیقراری حاصل ہوئی سمجھا کوئی انسان نالان ہی مگر
اس صحرای پرخار و وادی ہمہ تن آزار مین آدمی کا ہونا محال ہی اگر ہی تو حقیقت مین مبتلاے الم اسیر پنجۂ ستم خراب
حال ہی یہ سوچکر باغ مین آیا یہان روتے روتے دونون کو غش آگیا تھا دیو ڈھونڈھتا ہوا بنگلے مین آیا

تصویر انجمن آرا و جان عالم کی حالت گریہ و زاری مین اور دیو کی



دیکھا مہر و ماہ گردش سپہر بمہر سے برج زمردین مین بیہوش ہین چہرے کے رنگ اوڑے ہوے سکتے کی
حالت مین ہم آغوش ہین روی یار آئینہ وار درمیان ہی فلک برسر امتحان ہی سمجھا مدت کے بعد دونونکا
مقابلہ ہوا ہی اس سے کسوف و خسوف کا رنگ ڈھنگ پیدا ہی سرِ بالین بیماران محبت بیٹھکر پانی نہر سے
لیا دونون کے منہ پر چھڑکا آنکھین کھولین ہوش و حواس درست ہوے دیکھا کہ ایک دیو سرہانے بیٹھا ہی
سفید دیو نے اوٹھکر باآئین شایستہ سلام کیا تسلی کا کلام کیا کہا تشویش نفرمایئے بندہ دوستدار جان نثار
ہی پہلے جانعالم اوٹھا بغلگیر ہوا وہ حال پوچھنے لگا بسکہ شہزادۂ عالم لسان خوش بیان تھا اپنی رام کہانی

چرب زبانی سے کہہ سنائی دیو ماجرای گذشتہ سنکر بیقرار اشکبار ہوا عرض کی آپ بدلجمعی تمام آرام کیجیے اب وہ قرمساق
آئے تو عمل بد کی سزا پائے جانعالم بشدت لگاوٹ باز تھے اوس سے بھائی چارہ کیا صیغہ اخوت پڑھا وہ بیچارہ
بندہ بیدام حلقہ بگوش غلام ہوا وہان سے اوٹھکر باغ کی سیر کرتے تھے کہ وہ جفاکار بھی آپونہچا یہان اور
رنگ دیکھا کہ شہزادی آدمی زاد کے ہمراہ پھرتی ہی سفید دیو کا ہاتھ مین ہاتھ ہی مصاجت کرتا ساتھ ہی جلکر
جانعالم پر جھپٹا دیو سفید نے بجلدی تمام اوس نطفہ حرام کا ہاتھ پکڑا وہ کافر اوسی رحم دل سے پٹا باہم
کشتی ہونے لگی یہ کشمکش ہوئی کہ زمین جا بجا شق ہوئی الغرض بمدد مددگار قوت پروردگار سفید دیو نے زمین
سے لنگر او کھاڑ سر سے اونچا کیا زمین پر پٹک کے چھاتی پر چڑھ بیٹھا جانعالم قریب آیا زور و طاقت کی
تعریف کرنے لگا کہا کیا جناب باری نے تجہ مسافرون کے مددگار کی یاری کی جو ایسے مردود پر ایکدم مین
تجھے فتح و ظفر حاصل ہوئی اگر ناگوار طبع نہو مین بھی ایک زدر گردن وہ بولا بسم اللہ شہزادہ نے ایک ہاتھ شانے
پر دھر دوسرے سے گردن اوس سرکش کی مضبوط پکڑ ڈھر سے کھینچکر زمین پر دھڑ سے پھینکدی

تصویر دیون کی ایک دوسرے کو پچھاڑنیکی اور جان عالم کی



دیو سفید یہ طاقت دیکھکر سفید ہو گیا شہزادہ کا چہرہ سرخ ہوا وہ زرد رو بیدین اسفل السافلین پونہچا اس

عرصے مین سفید دیو کے ملازم بھی حاضر ہوے دعوت کی طیاری ضیافت کی اضافت کی ایک ہفتہ
اکل و شرب گانا ناچ خوب رہا آٹھوین روز اوس ماہ دو ہفتہ یعنی انجمن آرا نے رنج جدائی ملکہ مہر نگار
مردمان لشکر کا لب دریا انتظار بیان کرکے کہا بخدا مفارقت ملکہ مین خواب و خور حرام ہی چین دل کو
نہ جی کو آرام ہی تمھارے بار احسان سے دبکر کبھی ہنسی لب پر آ گئی وگرنہ دور شراب و کباب خون دل
لخت جگر تھا ہر گلاس برادۂ الماس تھا فقط تمھارا پاس تھا اوسنے عرض کی میرے آدمی جائین تپا
لگا آئین انجمن آرا نے کہا اپنے تجسس مین زیادہ فراہی اپنا کام آپ خوب ہوتا ہی ناچار رخصت ہو کر چلے
اور آنے جانے کے باہم وعدے مستحکم ہو گئے مگر ہر دم ملکہ کا خیال ہر گام دل پر فرقت کا ملال تھا کہ خدا جانے
ڈوب گئے یا ہماری طرح کسی آفت مین پھنسی کبھی دو کوس کبھی چار کوس بصد حسرت و افسوس چلتے دو تین دن مین پاؤن سوج گئے
چھالے پڑے قدم اوٹھانے کے لالے پڑے وہ سفر سخت یہ نازک مسافر وہ کالے کوس مالوے کی طرح کے کافر انجمن آرا
جھلا کر کہنے لگی میر کب تھا یہ شور و نوحہ ترا عشق جب نہ تھا * دل تھا ہمارا آگے تو ماتم سرا نہ تھی * آپکی بدولت
یہ ذلت و رسوائی پیادہ پائی صحرا نوردی عزیزونکی جدائی غرضکہ کونسی مصیبت ہی جو نہ اوٹھائی میر سوز
چھڑا کر مجھسے میرے خانمان کو * خدا جانے چلا ہی اب کہان کو * شہزادہ ہنسکر چپ ہو رہا کہا ہم تو شہزادہ نہین
سدا کے بیگاری تھے مورد ذلت و خواری تھے پھر وہ عمل جو جوگی سے سیکھا تھا انجمن آرا کو بتایا دونون نے
طوطے کی ہیات بنائی اور توکلت علی اللہ کہکر نظر بخدا ایک سمت سرگرم پرواز ہوے پھرپھرا ڈرنا پھر کسی درخت پر
بسیرا خیمہ پاس نہ کوئی ہمراہ ڈیرا اس روپ مین قاصد سیر ہوے سابق مصاحب انسان تھے اب ہمنشین وحش و طیر
ہوے روز نیا پانی نت نیا دانہ جس ٹہنی پر بیٹھ رہے وہی آشیانہ کبھی جنگل طے کرکے کسی بستی مین
ہو نکلے گاہ کوئی سنسان ویرانہ نظر پڑا اوسمین سے رو نکلے کبھی اپنی حکومت اور زمانہ جو یاد کیا
تو گھبرا فریاد کی نالہ ایجاد کیا اسیطرح روز چلے جانا دل سمجھانے کو یہ شعر لب پر لانا لا اعلم
شب عشرت غنیمت دان و داد خوش دلے بستان * کہ در عالم کسے احوال فردا را نمے داند *

بیان حال اوس غریق بحر ملال کا یعنی ملکہ مہر نگار جگر فگار خوش خصال کا اور آنا اوس سبز پوش ذی ہوش کا مکتوب محبت اسلوب لیکے پھر طوطے کی رخصت ملکہ کے رقت اور بلجانا انجمن آرا اور شہزادہ با اقبال کا

نظم ای جنون تو دل شوریدہ کی امداد کو آ * تا لکھون حال مین اک ور ستمدیدہ کا * چین دنیا مین نہین عشق کے بیمارونکو * نت نیا رنج فلک دیتا ہی بیچارونکو * بار فرقت کبھی معشوق جو دہر جاتے ہین * جیتے جی دب کے یہ اوس بوجہ سے مرجاتے ہین * زیست بے لطف گذر جاتی ہی بیچارونکی * کیا کہانی مین کہون تمسے دل افگارونکی * نگارندۂ حال غریق شط فرقت وکشتی شکستۂ لجہ محبت بادبان گسستۂ صرصر دوری ولنگر بریدۂ کار و مہجوری طوفان رسیدۂ کنارہ کامیابی ندیدہ یعنی ملکہ مہر نگار خامۂ جگر افگار یون رقم کرتا ہی کہ جب جہاز تباہ ہوا تھا یہ بھی ایک تختے کے ٹکرے پر دل ٹکڑے ٹکڑے ڈوبتے ترتے چلے جاتے تھے اودھر سے کوئی بادشاہ عالیجاہ جہاز پر سوار سیر دیکھتا آتا تھا دور سے تختہ بہتا دیکھا جب قریب آیا تو آدمی اوسپر پایا خوف خدا سے جلد نسیوئی دوڑا جہاز پر منگوایا ملکہ کو تلاطم آب نے بیتاب کیا تھا اور جانعالم و انجمن آرا کے صدمۂ جدائی سے جی ڈوب گیا تھا یعنی غش تھا لیکن صورت عنا چہرۂ زیبا مین فرق نہوا تھا بادشاہ بیک نگاہ والہ و شیدا ہو گیا جلد جلد عطر سنگھایا بازو باندھا اور تدبیرین کین دو تین گھڑی مین ملکہ کی غش سے آنکھہ کہلی دیکھا کہ نہنگ اجل کے منہ سے تو بچے آفت لطمۂ و لجہ سے برکنار جہاز پر سوار ہون مگر شخص غیر سے دوچار ہون شرم سے سر کو جھکایا تمام جسم مین پسینا آیا بادشاہ نے پوچھا اسم شریف گو باعث حجاب بولنا گوارا نہ تھا لیکن بیجواب دیے چارا نہ تھا آہستہ سے کہا محروم ناکام آفت کی مبتلا ذلیل و خوار فلک تفرقہ پسند دری آزار پر آلام جگر خون دلخستہ و محزون کشتی تباہ گم کردہ راہ ناخدا گم فتادۂ تلاطم اسکی فصاحت و بلاغت چہرے کی شان و شوکت سے ثابت ہوا کہ یہ شہزادی ہی اور کلام دردناک نے گریبان صبر و شکیب چاک کیا بادشاہ نے رو دیا پھر خاصہ طلب فرمایا ملکہ نے انکار کیا نکھایا اوسنے بہت اصرار کیا لجاجت سے کہا آپ کھانا نوش فرمائین وطن کا پتا بتائین جب تاب و توانائی تم مین آئیگی وہان بھجوا دینگے ملکہ نے کہا ہم جنکے دامن دولت سے اوٹھے

تھے وہ تو گرد راہ کی صورت خار صحرا کی طرح جھاڑ اس دریای ناپیدا کنار مین ڈوبے خدا جانے کیا ہوے کدھر گئے جیتے ہین یا مر گئے اگر سوی عدم ہمین روانہ کرو بکھیڑے سے چھٹے غم و الم سے نجات ملے بڑا احسان ہو اوسنے کہا مگو لطف تم سلامت رہو زمانے مین * ایسی باتین زبان سے نکہو * غرضکہ مجبور کچھ کھایا دو چار دن مین تاب و طاقت بھی گو نہ آئی اور جہاز دار السلطنت مین پہونچا ملکہ کے واسطے مکان عالیشان خالی ہوا لونڈیان پیش خدمت مغلانیان آتو محلدار جو کہ قرینہ شاہ اور شہریارونکا ہوتا ہی اور جسطرح شہزادیان رہتی ہین سب سامان مہیا کردیا ایک روز وہ بادشاہ آیا کہنے لگا تم اپنا حسب و نسب چھپاتی ہو مگر ہمین معلوم ہوا تم شاہزادی ہو ہمارے تمھارے ملاقات اس حیلے سے ہونی تھی لازم ہی کہ مجھے فرمانروا نہ جانو فرمان بردار و نمین قبول فرماو میری بات مانو ملکہ نے جواب دیا مینے تمام عمر سلطنت کا نام نہین سنا الا آپ کو خالق نے بادشاہ کیا ہی انصاف شرط فرمانروائی ہی اسکو ہاتھ سے نہ دیجے مین ظلم رسیدہ آفت کشیدہ فلک کی ستائی ہون خدا جانے کون ہون اور کسطرح یہانتک آئی ہون بقول استاد دیکھتے آنکھون کے کیا کیا لوگ اوٹھے پیش چشم * ہون لب حسرت بدندان رنگ دنیا دیکھکر * اگر بیگناہ کا خون گردن پر لینا گوارا ہی مختار ہی مجھے کیا چارہ ہی اور جو خوشی سے یہ امر منظور ہی تو برس روز کی مہلت مجکو دے اس عرصے مین کوئی ڈوبا ترا میرے وارثون کا پتا ملا کوئی موا جیتا پھرا تو خیر نہین مین تیرے قبضۂ اختیار مین ہون جبر کرنا کیا ضرور ہی عدالت سے دور ہی بادشاہ دلمین سوچا آج تک ایسے غرق ہوے ابھرتے نہین وہان کے گئے پھر ادھر قدم دھرتے نہین اتنے دنون کی فرصت دو حکومت کرو آنکھ بند کرنے مین سال تمام ہو جائیگا پھر کونسا حیلہ پیش آئیگا کہا بہت خوب لیکن جو تمھین ناگوار نہو تو جی چاہتا ہی گاہ گاہ آ تمکو تمھارے دیکھ جاینکو ملکہ نے یہ امر مغتنم جانا کہ حاکم محکوم کا فرق سبکو معلوم ہی اب یہ انداز ٹھہرا پانچوین چھٹے روز پہلے خواجہ سرا آکے اطلاع کرتا پھر بادشاہ قدم دھرتا دو چار گھڑی کی نشست ہوتی قصہ ہر شہر و دیار کا تازہ اخبار دربار کا بیان کرکے اوٹھ جاتا یہانسے دو کلمے یہ سنیئے مسبب الاسباب کی کارسازی کے سامان دیکھیے وہ محل جو ملکہ کے رہنے کو ملا تھا اوسمین مختصر سا پایئن باغ بہت کیفیت کا تھا طرح طرح کا میوہ دار درخت باغ بہار

کا ایک لخت نئے نئے رنگ ڈھنگ کے وہ گل بوٹے جو باد خزان سے جھڑے نہ ٹوٹے پھل قصد سے منہ مین آجائے
ہاتھ بڑھانیکی بار نہ آئے روشین مورت کی صورت کی سالم آب وان مین پری کا عالم بھدے نہ بدقوارے سڈول دو
سانچے کے ڈھلے نازک سبک فوارے کیاریان پچدار اونمین آبشار ریختہ ہر ایک وش جو کیاری تھی پیاری تھی
سراسر گلکاری تھی چمن بندی قطع دار جابجا چبوترے معقول گل پیادہ و سوار پر بہار مساوی عرض و طول باغبانان
خوبصورت نوجوان تکلف کے سامان طلائی نقرئی کھرپیان مرصع کار بیلچے ہاتھون مین غمزہ چال مین ادا دیکھ بھال
مین لگاوٹ باتون مین کسیطرف کنوے کی جگت پر کیلے والے لال بیرنج و ملال ہو رہا کوئی کچھ اوکھاڑتے
کوئی بو رہا کوئی پھول چنتے پھل اوٹھاتی گھانس کھرپی سے چھیلڈالتی کوئی ٹوٹا جھڑا پتا گرا پڑا کانٹا کیاری سے
نکالتی سر شاخ ہر گل رعنا بلبلون کا غنچہ سرو و شمشاد پر چوبن صدای قمری طوق در گردن ایکطرف طاؤسون کا
رقص پرناز ہر ایک خوش آواز باغ کے گرد لب جھیل غنچون کا چٹکنا کوس رحیل کہین لالہ پیالہ در دست کسی جا نرگس شہلا
با چشم مست تاک انگور پر مجھاورون کی تاک عنبر بیز صحن گلشن کی خاک ملکہ گہ و گاہ شام و بیگاہ رفع پریشانی دفع کرانے
کو وہان آکے نظارۂ صحبت گرمجوشی گل و بلبل سے رشک کھاکے بصد حسرت و افسوس سوی گردون دون سر
اوٹھاکے یہ پڑھتی میر سوز وہ دن خدا کرے کہ خدا بھی جہان نہو * مین ہون صنم ہو اور کوئی درمیان نہو *
گل ہو شگفتہ خاطر و گلزار خندہ رو * باد صبا بھی ہووے ولے باغبان نہو * گلشن ہو اور یار دل آرام اوس
مین * اپنا ہو قصہ غیر کی وان داستان نہو * کبھی پیچ و تاب زلف و گیسوی معنبر کی پریشان حالی جعد سنبل کو
دکھاتی گاہ سیاہی داغ جگر لالہ کی لالی سے لڑاتی غنچہ فسردہ سے جو کچھ دل گرفتگی کی تسکین ہوتی تو گل کی ہنسی کر
پھوٹ پھوٹ کے خوب روتی اور اس غزل سے دلکو سمجھاتی مؤلف لازم ہی سوز عشق کا شعلہ عیان نہو *
جل بجھیے اسطرح سے کہ مطلق دھوان نہو * زخم جگر کا داکسی صورت وہان نہو * پیکان یار اسمین جو شکل زبان نہو *
اللہ ری بے حسی کہ جو دریا مین غرق ہون * تالاب کی طرح کبھی پانی روان نہو * گل خندہ زن ہی چہچہے کرتی ہی
عندلیب * پھولی ہوئی چمن مین کہین زعفران نہو * بھاگو یہان سے یہ دل نالان کی ہی صدا * بہکے ہو یا روبہ

جرس کاروان نہو * ہستی عدم سے ہی مری وحشت کی اک شلنگ * ای زلف یار پانون کی توبڑیان نہو *
لینا بجای فاتحہ تربت پہ نام یار * مرنے پہ یہ خیال ہی وہ بدگمان نہو * ناقہ چلا ہی نجد مین لیلی کا بے مہار * مجنون
کی بن پڑیگی اگر ساربان نہو * چالون سے چرخ کی یہ مرا عزم ہی سر فرو * اوس سرزمین پہ جاؤن جہان آسمان نہو *
گاہ لب جو کسی سرو کے پاس یاد قامت جانعالم مین مثل فاختہ کوکو کرتی دل بیتاب کو تڑپا کر لہو کرتی غور کرو
تو دنیا مین کسی چیز کو قرار نہین اسکا سب کارخانہ پیدا ہی کہ پائدار نہین کبھی تو روز روشن ہی گاہ اندھیری رات
ہی یہ کائنات کی کائنات بے ثبات ہی گلشن مین اگر بہار ہی تو خزان درپے آزار ہی بلبل کو ہزار چہچہے یاد ہین
پر باغبان آشیان اوجاڑنے کی فکر مین ہی دام بردوش لاکھ صیاد ہین نوش کے ساتھ گزند نیش ہی کوئی
دلشاد کسیکا سینہ ریش ہی عاشق ازل سے غم کا مبتلا ہی مثل مشہور ہی کہ معشوق کی ذات بیوفا ہی اور جو کبھی کسی
قسمت کے زبردست کو اتفاقا غمخوار وفادار میسر آتا ہی تو سردست کسی نہ کسی پیچ سے فلک تفرقہ پسند رشک کھا کے چھڑاتا ہی
اسی سہارے پر لوگ جان دیتے ہین جی بیچکر یہ روگ مول لیتے ہین اتنا نہین معلوم کہ اَلْقَلِیْلُ کَالْمَعْدُوْمِ یہ جملہ تو معترضہ
تھا پر وہی قصہ شروع ہوا ایک روز فرح اندوز ملکہ بدستور قدیم بے یار و ندیم باغ مین گئی شہزادہ کی صحبت کا خیال
اور انجمن آرا کی گرم جوشی کا ملال تنہائی مین اپنا خراب حال دیکھکر یہ شعر مؤلف کا پڑھا مؤلف ایک انقلاب
چرخ سے افسوس دیکھنا * وہ صحبتین ہین نہ تو وہ ہمنشین رہے * پھر ایسا روئی کہ ہچکی لگی شام کا وقت تھا جانور درختون پر
بسیرا لیتے جاتے تھے جس درخت کے تلے ملکہ کھڑی تھی ایک توتا اوسپر آ بیٹھا یہ گریہ و زاری اس غم کی ماری کی دیکھکر
بیچین ہوا پوچھنے لگا کہ ای شاہزادی کیا حال ہی کونسا ملال ہی اور کونسا صدمہ ایسا جانکاہ ہی جو اسطرح لب پر
نالہ و آہ ہی ملکہ نے کہا سبحان اللہ قسمت کی گردش سے یہ حال بہم پونہچا کہ جانور ہمپر رحم کھاتے ہین احوال پوچھنے کو
اوڑکر آتے ہین زیادہ بیقرار و اشکبار وہ سوگوار ہوئی یہ قاعدہ کلیہ ہی جب کسی دلشکستہ کی کوئی دلداری کرتا ہی تو
بیشک اوسکا دل امنڈ آتا ہی ملکہ نے بے اختیار ہو کر کہا **آصف الدولہ** جو دو شخص خندان ہم دیکھتے ہین *
فلک کی طرف روکے ہم دیکھتے ہین * ای جانور خوش بیان سخن سنج مہربان کیا بتاؤن گھربار سے جدا بیکسی مین مبتلا غریب

اقربا سے الگ جینے سے خفا ہون بسان آئینہ حیران مثل زلف سیہ بخت پریشان ذکی طرح نالان مثل رد صدا ندہ
دبلا ہون شعر بیکسی سوخت کسی میخواہم ٭ نفسے ہم نفسے میخواہم ٭ شام تیرہ بختی کی سیاہی مین بیقرار صبح قیامت
کی صورت دامن چاک گریبان تار تار شعر کسکو اب زیر فلک طاقت رسوائی ہی ٭ کاش شق ہو وے زمین ادر سما
جاؤن مین ٭ دلمین الم سے خار خار غیر جنسون کے دام مین گرفتار سخت مجبور و ناچار ہون طائر رنگ پریدہ
ہزارون جور و ستم مین جریدہ ردی راحت کوی آشیان ندیدہ شب غم کے اندھیرے مین سوجھتا نہین خوگر ہنا رہون
ناسخ صبح سے کرتے ہین معمار مرے گھر کو سفید ٭ شام کرتے ہی فرقت کی شب تار سیاہ ٭ توتے نے کہا مجھے
تمسے بوی محبت آتی ہی تمھاری باتون سے چھاتی پھٹی جاتی ہی برای خدا جلد اپنے راز سربستہ سے مجھے آگاہ
کرو لله مفصل حال کہو ملکہ نے قصۂ عشق جانعالم انجمن آرا کا آنا وزیرزادہ کی برائی جادوگرنی کی کج ادائی
جہاز کی تباہی اپنا یہان آنا اورون کا پتا پانا جانعالم کا چھٹ جانا سب بیان کرکے کہا وہ شاہ گردون بارگاہ
ہمین منجدھار مین ڈوبتا چھوڑ اپنا بیڑا پار لگا منہ موڑ خدا جانے کیا ہوا ہم ہین اور رنج تنہائی مین بیتابی انیس
ہی پریشانی ہمدم خانہ ویرانی جلیس ہی جو دم ہی دم شمشیر ہی سانس ناوک کا تیر ہی جیتے جی صبر و قرار نہین بڑی مجبوری
یہ ہی کہ مرجانیکا اختیار نہین شعر گئے دونون جہان کے کام سے ہم نہ ادھر کے ہوئے نہ ادھر کے ہوے ٭ نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے
ہوے نہ ادھر کے ہوے ٭ توتے کو ان باتون سے سکتا سا ہو گیا سوچنے لگا سنبھلا تو زمین پر گر پڑا پر نوچنے لگا ملکہ مہرنگار گھبرائی کہ یہ کیا ماجرا ہوا افسوس
دیکھکر مجکو وہ حاضر ہوا مرجانے کو ٭ وہی غمخوار جو یہان بیٹھا تھا سمجھانے کو ٭ گھڑی بھر مین جب اس کے ہوش
اوس سبزپوش کے درست ہوئے بولا کہ ای ملکہ مہرنگار با وقار مین وہی توتا کمبخت سحر گفتار جفا شعار ہون جسنے
اوس رشک قمر کو دربدر کیا مجسے انجمن آرا کا ذکر سنکر آوارہ ہوا تھا باقی حال تو آپنے سب سنا ہو گا پھر تو ملکہ
اوسے گود مین اوٹھا یہان تک روئی کہ بیہوش ہو گئی شہزادہ کے بین بصد شور و شین کرنے لگی باغبانیان
دوڑین خدمتگار جھپٹین کہ آج ملکہ پر کیا حادثہ پڑا جب دونون کے ہوش و حواس پاس آئے طبیعت ٹھہری
توتے نے سمجھایا کہ آپ دلکو تسکین دین خاطر مبارک جمع رکھین جانعالم اور انجمن آرا دونون خیریت سے زندہ ہین

میننے یہ مقدمہ منجمون اور کاہنون سے دریافت کیا تھا بالاتفاق سبکا قول ہی کہ سوای رنج مفارقت سفر غربت
جان کی خیر ہی سب آملینگے بس اب مجھے رخصت کرو صبح کو خدا جانے کسوقت بیدار ہو ملکہ نے کہا واہ بعد مدت ایک
غمخوار محرم اسرار ہاتھہ آیا تھا وہ بھی اتنا جلد چلا طالع بر سرکجی ہی بے لطف زندگی ہی دیکھین یہ بُرے دن کب
جاتے ہین اور اچھے کیونکر آتے ہین استاد ایک عالم کو آزما دیکھا + جسکو دیکھا سو بیوفا دیکھا + حال بد کا
شریک دنیا مین + نہ برادر نہ آشنا دیکھا + کیون دلا ہم نہ تجسے کہتے تھے + جی لگانیکا کچھہ مزا دیکھا + مٹگیا ایک
دم مین شکل حباب + یان ذرا جسنے سر اوٹھا دیکھا + سچ ہی دنیا مریض خانہ ہی + رنج مین سبکو مبتلا دیکھا +
کیف مین کم بہت نوازش ہی + عشق خوبان مین جو نشا دیکھا + آخر کار وہ رات باتون مین کٹی صبح
ہوئی اور پوپھٹی تو تا رخصت ہوا چلتے وقت ملکہ نے تھوڑا حال اپنا پرچے پر تحریر کردیا کہا جہان شاہزادہ سے
ملاقات ہو یہ خط نشانی دیکر جو کچھہ دیکھا ہی زبانی بیان کرنا توتا وہ رقیمہ شوق لیکر راہی ہوا شہر بشہر خستہ جگر
ڈھونڈھتا پھرتا تھا ایک روز قریب شام وہ سرگشتہ ناکام تھک کر لب چشمہ کچھہ درخت تھے اونپر بیٹھکر سیل سرشک
چشم پرنم سے بہاتا تھا اوسیدن حسب اتفاق جانعالم اور انجمن آرا توتے کی صورت بنائے اوسی درخت
پر آئے یہ توتا ہمجنس سمجھہ دیکھنے لگا وہ دونون مضطرب الحال پر ملال ایک ٹہنی پر بیٹھہ گئے توتا سمجھا کہ یہ منقار
بستہ میری طرحسے دلخستہ ہین پھر رونے لگا انجمن آرا نے کہا جانعالم دیکھنا یہ توتا روتا ہی شاید ہماری صورت
مصیبت دیدہ مصایب کشیدہ ہی توتا باتین تو سمجھتا تھا پھر بیٹھا اور بولا خدای رحیم تمھین وہ رنج غم سے عدو
بھی تمھارا یہ ستم نہ دیکھے مجھے وہ غم ہی دلبر ایسا الم ہی کہ ہر دم یہ دعا ہی دشمن کا دشمن یہ صدمہ جانکاہ اور ایسے روز
سیاہ نہ دیکھے میر سوز جو دم لیتا ہون تو شعلہ جگر کا جی جلاتا ہی + جو چپ رہتا ہون تم اندر ہی اندر جان کھاتا ہی +
جو کچھہ احوال کہتا ہون تو سننے والے روتے ہین + نہین کہتا ہون تو کوہ الم سینہ دباتا ہی + جو جنگل مین نکلجاتا ہون
تو سب دشت پھنکتا ہی + کبھی جو شہر مین آتا ہون تو گھر بھول جاتا ہی + پہاڑون مین اگر پھرتا ہون ٹکڑے ہو کے
اوڑتے ہین + جو دریا پر کبھی جاتا ہون سر پر خاک وڑاتا ہی + مجمع رنج و محن غریق شط خفت ہمہ تن ہون محسن گرا خانمان

آوارہ ہوا یہ ندامت ہی مفارقت اوسکی ظلم ہی قیامت ہی ایسکے ورے آتازہ حال یہ دیکھا ہی کہ ایک عاشق صادق اپنے معشوق سے جدا ہی غیر جنسون مین اسیر بلا ہی اوسکے نالۂ دکھ آہ سے چھاتی سوراخدار ہی سنان نالہ سینہ کے پار ہی اگر گریہ و زاری آیا ہے اور بیقراری اوسکی بیان کرون تپھر پانی ہوکر بہ جائے سیماب کی چھاتی خجلت سے پارہ پارہ ہو راہ چلتے انجان کو رحم آئے جانعالم یہ سنکر پھر بیٹھا پوچھنے لگا وہ کون تھا جو سرگشتہ و آوارہ دشت ادبار ہوا اور وہ کون ہی جو نا جنسون مین گرفتار ہوا ہے توتے نے کل داستان گذشتہ اور ملکہ کا حال بیان کیا انجمن آرا ملکہ کا نام سنکر شگفتہ خاطر ہوئی دونو نے درخت سے اوترنے کی صورت بنائی توتا پہچان کر پانو پر گرا

اصلی تصویر جان عالم و انجمن آرا کی زیر درخت اور توتے کا پانون کے اوپر گرنا



شہزادہ گلے سے لگا کر خوب رویا کہا ای ہمدم تمسے جو ہم جدا ہوئے کس کس رنج و مصیبت مین مبتلا ہوئے دشت بدشت کوہ بکوہ خراب و خستہ دربدر محتاج پھرے تم اوس دن کے گئے آج پھرے پھر ملکہ کا حال پوچھا اوسنے خط حوالے کیا پہلے انجمن آرا نے آنکھون سے لگایا دل نے قرار پایا مضمون اضطراب بدحواسی کا مطلب سرنامے سے کھلا کہ جانعالم کی جگہ ملکہ اور ملکہ مہرنگار کی جا رقیمۂ شوق جانعالم لکھدیا تھا اس انتشار طبیعت کو سوچکے شہزادہ کے ہوش گم ہوئے بسکہ نامۂ شوقیہ پیچ و تاب دل و اشتیاق ملاقات مین تحریر تھا جانعالم جب اوسکو

کھولتا تھا کاغذ بولتا تھا اور اثر شوق ہم آغوشی سے ہر بار خط ہاتہہ مین لپٹا جاتا تھا مضمون مکرر سو حسن
طلب و کھاتا تھا مؤلف نامۂ شوقیہ جب مینے رقم اوسکو کیا + سو جگہہ مضمون تب اوسمین مکرر ہوگیا + آنسو
دم تحریر یعنی لکھنے کے وقت جو خط پر ٹپکے تھے دہبے اور نشان اوسکے دیدۂ منتظر چشم حیرت زدہ کیطرح
ہر سطر پہ کھلے تھے اور سرخ ہالہ ہر حرف نے نکالا تھا ایک جدول خونی ہویدا تھی لہو رونے کی کیفیت
پیدا تھی لکھا تھا حافظا از خون دل نوشتم نزدیک دوست نامہ + انّی رَأَیتُ دَہراً مِن ہَجرِکَ القِیامَہ + شعر سوا
دیدہ حل کردم نوشتم نامہ سوے تو + کہ تا ہنگام خواندن چشم من افتد بروے تو + ای یار وفادار صادق الاقرار
اللہ تجھے سلامت رکھے شرح اشتیاق و داستان فراق قصۂ طول و طویل ہے زندگی کا بکھیڑا عرصہ قلیل ہے اگر
ہماری زیست منظور ہے جلد آؤ صورت دکھاؤ نہین تو تاسف کروگی پچتاؤگی تمنے آنے مین اگر دیر کی تو ہمنے صدمۂ
ہجر سے تڑپکر جان دی مٹی کے ڈھیر پہ رو رو کے خاک اوڑاؤگے مؤلف شکل اپنی ہمکو دکھلاؤ خدا کے
واسطے + جان جاتی ہے اجی آؤ خدا کے واسطے + کوئی دم کا سینے مین دم مہمان ہے نام کو جسم مین جان ہے
فلک نے ہماری صحبت کا رشک کھایا بے تفرقہ پردازی ظالم کو چین نہ آیا روز و شب رنج جدائی سے جان کو کھوتے
ہین اتنا کبھی کا ہیکو کسی دن ہنسی تھی جیسا بلک بلک کر فرقت کی رات کو ہمین روتے ہین میر بیتابی دل کسے
سنائین + یہ دیدۂ تر کسے دکھائین + تمھاری تقریر دلپذیر ہر دم بر نوک زبان ہے بے تصور سے باتین کیسے
چین و آرام کہان ہے استاد یہ جانتے تو نہ باتون کی تجھسے خو کرتے + ترے خیال سے پہرون ہی گفتگو
کرتے + ہمارے تڑپنے سے ہمسایہ سخت تنگ ہے دل تنگ از زندان سے تیرہ و تنگ ہے میر گریون ہی رہیگی
بیقراری + تو ہو چکی زندگی ہماری + وحشت پیرامون حال ہے ہر گھڑی فرقت کی ماہ ہے جو پہر ہے وہ سال
ہے میر دل کوئی دم مین خون ہو دیگا + آج کل مین جنون ہو دیگا + تمھاری صورت ہر پل رو برو ہے جسطرف
دیکھا تو ہی تو ہے چشم فرقت دیدۂ دریا بار ہے آنکھہ نہین چشمۂ آبشار ہے افسوس تو یہ ہے جن آنکھون کو تم پرنم نہ دیکھہ
سکتے تھے اونسے خون کے دریا بہ گئے مؤلف تمنے نہ ہماری پر خبر لی + چھاتی پتھر کی کیون جی کر لی + دنات

کی وہ صحبت تمہارے ساتھہ کی جب یاد آتی ہی نیند اچٹتی ہی بےچینی کی رات پہاڑ ہو جاتی ہی کاٹے نہین کٹتی ہی چارپائی
تنہائی مین پلنگ بنکر کاٹے کھاتی ہی بالش پر نیند اوڑاتی ہی خواب مین سونیکا خیال نہین کھانا پانی ہجر مین حرام
ہی حلال نہین وہ سر جو اکثر آپکے زانو پر رہا ہی اوسکو سو سو بار بالش و بالین پر دے ٹپکا ہی مؤلف جسمین باہین
تری حمایل تھین * طوق حسرت مین اب وہ گردن ہی * میرے جاگنے کے ای پیارے ستارے شاہد ہین
گواہ شرعی زاہد ہین مرغ سحر کو بیقراری سے چونکاتی ہون موذن کی نیند آہ وزاری سے اوڑاتی ہون شب
وصل یہ ہمین جگاتے تھے ستاتے تھے اب ہجر کی رات ہم اونھین سونے نہین دیتے ہین من مانتے
بدلے لیتے ہین دل ہر ساعت گھڑیسے زیادہ نالان ہی ہر ہر گجر سے فزون شور و فغان ہی چشم ثوابت و سیار معاینہ حال
زار پر ملال سے بصد حیرت وا ہی چرخ گردان میری گردش دیکھکر چکر کر رہا ہی استاد کھائیے تھوڑا زہر منگا ہم و کہین تم
اور کہین * کیا لطف ہی ایسے جینے کا ہم اور کہین تم اور کہین * افشای حال باعث ندامت موجب دشمنونکی خوشی کا سبب دوستونکے
ملال کا ہی لا اعلم دل من داند و من دانم و دا اند دل من * اگر جیتے جی کبھی ملجائینگے رنج فرقت کے دکھڑے مفصل کہہ سنائینگے
اور جو فلک کو یہ نہین منظور ہی تو انسان بہر عنوان مجبور ہی یہ حسرت بھی گور مین لیجائینگے سعدی ای بسا آرزو کہ خاک شدہ
بخدا نماز پنجگانہ مین یہ دعا ہی جامع المتفرقین سے یہی التجا ہی کہ تمسے جلد ملاقات ہو باہم شکوہ و شکایت ہو دل بیقرار تسکین
پائے جان زار کو چین آئے زیادہ دیکھنے کا اشتیاق ہی اشتیاق ہی شام و پگاہ جدائی کا صدمہ جانکاہ سخت شاق ہی شاق ہی
خو گر وصل ہجر کے الم کا مبتدی ہی یا مشتاق ہی یہ خط کا مضمون جو پڑھا دونون نے رو دیا از سر نو مع سر نامہ سرا سر نامہ
بھگو دیا اوس رات کو تو چار ناچار وہان مقام کیا صبح ہوتے ہی صورت بی کوچ کا سرانجام کیا آگے آگے تو تارہ پیچھے پیچھے وہ دونون تیز تیز

پہونچنا شہزادہ والاجاہ کا مرکب صبا پر مع انجمن آرا ملکہ مہر نگار کے پاس بہمراہی رفیق کامل سبز لباس اور مطلع ہونا وہان کے بادشاہ کا بھیجنا سپاہ کا پھر بدولت نقش بطیع ہو جانا اوس فوج کا داخلہ لشکر دریا موج کا

نظم ملا دے تو ساقی می لالہ فام * ہوا چاہتا ہی یہ قصہ تمام * وہ می دے کہ ہون دور دل سے الم * کہ ملتے
ہین معشوق و عاشق بہم * جدائی کے ایام طی ہو چکے * شب ہجر مین خوب سا رو چکے * ملا دو ن کوئی
دم بھلا چھپے * کہ رنج جدائی بہت سے سہے * مثل ہی یہ مشہور ای ذی شعور * کہ ہی رنج کے بعد راحت ضرور *
محرران حال طالب و مطلوب حاکیان حکایات خوب و مرغوب لکھتے ہین کہ وہ پرندہ ہدہد آشوق یعنی جانعالم مع
ماہ لقا انجمن آرا و طائر زمردین لباس بہشت بیا آٹھوین روز ملکہ کے پاس پہنچا یہان جبسے توتا رخصت ہوا
تھا ملکہ مہر نگار دونون وقت بلاناغہ باغ مین آتی تھی درخت خالی دیکھکر گھبراتی تھی بیشتر صبح و شام وہ ناکام اور
درخت کے تلے جہان توتا ملا تھا آکر یہ کہتی تھی میر سوز مانند جرس پھٹ گئی چھاتی تو فغان سے * فریاد کو پہنچا
نہ کوئی راہروان سے * اوس روز موافق معمول وہ دل ملول قریب شام درخت کے نیچے حزین و زار توتے کے
انتظار مین کھڑی تھی اور آنکھ اٹھنی سے لڑی تھی دیدہ خونبار سے دریا اومڈا تھا اشک مسلسل سے تا دامن یاقوت
اور موتیونکی لڑی تھی جب دل سوختہ گھبراتا تو سوز درون مثل خان لب پر آتا جی بہلانیکو یہ غزل پڑھتی مولف
آتش فرقت سے سینہ جیسے مجمر ہو گیا * بھن کے لخت دل مرا اک اخگر ہو گیا * باعث افشای ذلت دم نمارا
مینے گاہ * ورنہ زیر آسمان کیا کیا نہ مجھپر ہو گیا * نزع تک تو آمد جانان کا کھینچا انتظار * وہ نہ آیا وعدہ اپنا یان
برابر ہو گیا * کیا ڈراتا ہی ہمین واعظ سنا شور نشور * شام فرقت یان عذاب روز محشر ہو گیا * اب جو ہنستا ہون تو ہنستے
ہنستے بھی گرتے ہین اشک * روتے روتے آخرش رونے کا خوگر ہو گیا * فکر پھر کسکو ہو دیوان جمع کرنیکی سرور *
جبکہ ہو مجموعہ خاطر ہی ابتر ہو گیا * دفعتہ توتے نے سلام کیا وہ خوش ہو کر بولی ای قاصد نیک صدا و ہدہد شہر سبا
میرے سلیمان حسن و خوبی کا پتا پایا اوس بلقیس محبوبی کا سراغ ہاتھ آیا توتے نے کہا ای ملکہ عالم قدردان خبر دار
خلعت و انعام دیتے ہین جب دوست کا پیغام پوچھتے ہین علی الخصوص خبر فرحت اثر پہلے یہ ارشاد ہو کہ اگر کچھ پتا
بتادونگا تو اوسکی اجرت کیا پاؤنگا یہ سنکے ملکہ کی جان رفتہ بدن مین آئی یقین ہوا اسنے مفصل خبر پائی کہا استاد
پیغام دوست جلد تو پیغام بر سنا * گھبرا کے دم ہی جائے نہ میرا کہین اولٹ * توتا عرض کرنے لگا حضور کا ارشاد واقعی

بجاہی مگرایسی خبر کا جلد کہنا حمق کا مقتضا ہی استاد دفعۃً خوگر فرقت کو نہ سنے مژدۂ وصل ✤ خبر خوش نہین اچھی جسپر یکایک ہووے ✤ تو تا تقریر کو طول دیتا تھا کبھی خوش گاہ ملول کر دیتا تھا ملکہ بیچین ہوئی جاتی تھی ادہر شہزادہ سے زیادہ انجمن آرا گھبراتی تھی غرض نہ سکی صورت بدلی جانعالم بھی مجسم ہوکے سامنے آیا آپسمین عاشق و معشوق و معشوق و عاشق خوب گلے مل ملکے روئے غبار کلفت پارینہ داغ مہاجرت دیرینہ دل کھولکر صفحے سینے سے دہوئے دہونیکی آواز سے مغلانیان خواصین جمع ہوئین جسکی آنکھ ان دونون پر پڑی دوڑکر صدقے ہوئی اور پانون پر گر پڑی

تصویر باہمی ملاقات ہونی انجمن آرا و جان عالم و ملکہ مہرنگار کی



جل جلالہ حسن خوب سے کوئی چیز زیادہ دلکش اور محبوب نہین دوست تو دوست ہی دشمن غش کر جاتا ہی لڑکا ہو یا بوڑھا شیدا نظر آتا ہی مال تو کیا مال ہی سوت کی انٹی بھی اگر پاس ہو تو انٹیماری سے خریدار بنجاتا ہی جان عزیز نہین حرمت کچھہ چیز نہین غلام کی غلامی پر آقا فخر کرتا ہی جان تازہ پاتا ہی جو کوئی کہتا ہی کہ یہ اوسپر مرتا ہی عیاذاً باللہ یہ امر محمود نہین اسمین غیر ضرر کچھہ سود نہین غرض کہ خرم و خندان بارہ دری میں آئی انجمن آرا سے ملکہ نے حال پوچھا اوسنے دیو کا اوٹھالیجانا باغ کی میسر پائی پھر جانعالم کی رسائی اور سفید دیو

کا آنا باہم کی لڑائی پھر اوسکو قتل کرکے آفت سے چھڑانا اپنی پیادہ پائی صحرا نوردی ہوا گرم باد نکا ورم پھوڑہ
عمل جوگی کا بتایا ہوا شہزادہ کا سکھانا باد ہوائے سفر توتے سے درخت پر ملجانا سنادیا پھر اوسنے جانعالم سے سرگذشت
پوچھی اپنی صعوبت کہی گذشتہ کا حال مین ذکر کرکے جو کچھ دھیان بندھا پھر سب رونے لگے تو نابدمزہ خفا ہو کہا
صاحبو اب قصہ بکھیڑا دور کرو سجدۂ شکر بجالاؤ کھیلو کھاؤ ہنسی خوشی کا ذکر کرو یا درکھو یہ بات گذشتہ را صلوات
مصحفی جز حسرت و افسوس نہین ہاتھہ کچھ آتا ٭ ایام گذشتہ کو کبھی یاد نہ کیجیے ٭ ملکہ بولی ای شیرین مقال مبارک قدم
خجستہ فال شہزادہ کے برابر عقل کا دشمن کسی نے دیکھا نہ سنا ہوگا سوز معلوم ہمکو دل کے سلوکونسے یہ ہوا ٭ نادان ہر
جو دوست وہ دشمن ہی جان کا ٭ اسنے جتنی محنت و مشقت اوٹھائی اپنی بدعقلی کی سزا پائی بھلا عالم تنہائی مین
جو کچھ کیا سو کیا دو تین بار اپنے ساتھ ہم دونون کو خراب آفت کا مبتلا کر چکا ہی آگے دیکھیے کیا ہوتا ہی یہ کہکر در پردے
دشمنان بند دوست با دل خرسند باہم بیٹھے ادر دور ساغر بید غدغۂ فلک تفرقہ پسند سفلہ پرور شروع ہوا مطرب نے
ساز کی ناسازی پر گوشمالی دی صدائے عیش و طرب بلند ہوئی یہ خبر بارہ دری مین مشتہر ہوئی اور وہان کے بادشاہ کو پہونچی
کہ ایک مرد صاحب جمال دوسری حور طلعت پری تمثال ملکہ کے پاس تازہ وارد ہوئی کہنے لگا الحمدللہ گھر بیٹھے یہ عنایت
پروردگار ہی نصیب چمکا ہوا ہی طالع یار ہی ایک موجود تھی دو اور آئے اوسیدم دو ہزار سوار جرار اور دو سپہ سالار تجربہ کار
نگہبانی کو بھیجے جانعالم نے یہ ماجرا سنا کہا فضل الٰہی چاہیے بعد مدت مدید یہ صحبت ہم دگر میسر ہی صبح کو سمجھ لینگے سوار تو
باغ گھیرے کھڑے رہے یہان تمام شب جلسے بڑے رہے جسوقت خسرو خاور آرامگاہ مشرق سے برآمد ہوکے جلوہ گر تخت
زنگاری ہوا اور سپہ سالار انجم مع سوار پیدل ثوابت و سیارہ کے کوہ مغرب کیطرف فراری ہوا جانعالم حمام سے غسل
کرکے نکلا اوس لوح سے اسم تسخیر پڑھتا باغ کے دروازے پر آیا جسکی نگہ پڑی دبدبۂ شوکت اور اسم کی برکت سے
آداب بجالایا دست بستہ روبرو آیا وہ دو ہزار سوار مع سپہ سالار فرمان بردار ہوئے پھر تو دروازہ بکشادہ پیشانی
کھولا یہ خبر وحشت اثر اوس بادشاہ کو پہونچی اور سوار پیادے لڑائی کے آمادے بھیجے وہ بھی جب سامنے آئے گھبرائے
حلقۂ غلامی کان مین ڈالا جنگ کا خیال نرہا پھر تو مشہور ہوا کہ ساحر ہی القصہ تمام فوج آکر شریک ہوئی وہانکا تاجدار

طیش کھاکے سوار ہوا کہاں یکہ سوار کجا انبوہ بیشمار تلوار چلی دس بارہ زخمی ہوئے کچھ جان سے گئے اور فوج نے نرغہ
کرکے جان سے تو مارا کمند مین پھنسا لیا اور جانعالم کے حوالے کیا شہزادۂ عالی حوصلہ خوف خدا سے اور نحوست طالع نارسا
کج ادا سے مثل بید کانپا فرمایا اللہ وہ وقت کسیکو نہ دکھائے جو اپنی فوج یا رعیت حاکم سے ناراض ہو دوست دشمن
ہوجائے عداوت سے پیش آئے یہ ارشاد کرکے اوس سے بغلگیر ہوا برابر بٹھایا قتل سے ہاتھ اوٹھایا وہ بیچارا نادم و پریشان
سر در گریبان گھٹنے پر گردن جھکا منفعل خاموش بیٹھا شہزادہ نے کہا مسافر کشی صفت شاہی سے بعید ہے ہم تمھارے
مہمان تھے تمنے دعوت کے بدلے عداوت کی اللہ کو یہ بات پسند نہ ہوئی عبرت کا تماشا دکھایا یہ تخت سلطنت آپکو
مبارک رہے بندہ غریب دیار کمر باندھے چلنے کو طیار ہے اس لڑائی کا قصہ فسانہ ہوجائیگا امروز یا فردا یہ سیاہ فردا
ہوجائیگا وہ اسکی فصاحت و بلاغت اور یہ سیر چشمی دیکھکر حیران ہوا کہ دشمن کو گرفتار کیا پھر ملک بخش دیا سر جھکا کر
بولا بخدائے عزوجل لائق حکومت قابل سلطنت آپکی ذات فرخندہ صفات ہے جانعالم نے کہا آپ یہ اپنی تعریف کرتے
ہین گر نہ من آنم کہ خوب میدانم القصہ وہ تو مجبور ہو کر رخصت ہوا فوج کو صلح جو ثابت ہوئی اپنے بادشاہ کے ہمراہ
چلی گئی جب جنگ زرگری ہو چکی مکان پر آکر بہت تیاری اور تکلف سے دعوت کی اور عذر تقصیر کرکے عفو کا امیدوار ہوا
شہر والے یہ خبرین سنکے ایسے مشتاق ہوئے کہ غول کے غول آنے لگے و زباغ کے دروازہ پر میلہ رہتا تھا کسیوقت
وہ کوچہ نہ اکیلا رہتا تھا پھر جاسوس شتر سوار ہرکارے فوج کی تجسس مین بھیجے چالیس منزل پر لشکر ملا جانعالم کی مفارقت سے
کسی مین جان نتھی فرمان مہری دیکھکر سب نے جان تازہ پائی مہر آنکھوں سے لگائی رات دن کوچ کرتے بیس پچیس دن مین برسم
یلغار فوج داخل ہوئی شہزادہ لشکر کو ملاحظہ کرکے مسرور ہوا ملال بھولا رنج دور ہوا ارکان سلطنت نے ملازمت حاصل
کی سب نے نذر دی موافق قدر و منزلت خلعت و انعام خاص و عام کو مرحمت ہوا اور رعایا برایا بازاری و اہلحرفہ کو
بھی کچھ دیا فوج کے سردارونکو خلعت جواہر نگار سپر و شمشیر مرصع کار عنایت کرکے دو ماہہ تمام فوج کو انعام مین دیا از سر نو لشکر
چمکا دیا پھر وہانسے کوچ ہوا دہی راہ مین جلسے اختلاط فسانے حکایات عیش و نشاط توتا ہنساتا رمز و کنایہ کرتا لطیفے سناتا دل بہلاتا
جاتا تھا ہر صبح با خاطر شگفتہ مثل نکہت گل کوچ ہر شام بسان فصل بہار بآسائش مقام روز و شب براحت و آرام کبھی کوچ گاہ مقام کرتے چلے

ورود عساکر فیروزی اثر صحرای ہمیشہ بہار مین فورسرما شدت دشت و کہسار مین کیفیت باہم کے جلسے کی ترقی شراب کے نشے مین خیالات فاسد آنا تو تریکا سمجھانا پھر شہزادہ کا پچھتانا

ناگاہ ایک روز گذر موکب با حشمت و جلال فر و شوکت سے ایک صحرای باغ و بہار دشت لالہ زار بملال مین ہوا فضای صحرا قابل تحریر کیفیت دشت گلشن آسا لائق تقریر بو باس ہر برگ گل کی رشک مشک اذفر صفحہ بیابان عنبر و معطر چشمون کا پانی صفا مین آب گہر سے آبدار تر ذائقہ مین برا زشیر و شکر چلے کے جاڑے کڑاکے کی سردی تھی گویا کہ زمین سے آسمان تک یخ بھر دی تھی پرند چرند اپنے اپنے آشیانون اور کاشانون مین جمے ہوئے بیٹھے بھوک اور پیاس کے صدمے اوٹھاتے دھوپ کھانیکو باہر نہ آتے تھے قصد سے تھرتھراتے تھے سردی سے سبکا جی جلتا تھا دم تقریر ہر شخص کے منہ سے دھوان دھار دھوان نکلتا تھا آواز کسیکے کان تک کسیکی کم جاتی تھی منہ سے باہر بات آئی اور جمجاتی تھی مار سیاہ ڈسنے چاٹنے باہر نہ آتا تھا سردی کے باعث دم دبا کے بانبی مین دبکا جاتا تھا زمانے کے کاروبار مین خلل تھا ہر ایک دست در بغل تھا عاشق و معشوق بھی اگر ساتھ سوتے تھے گھٹتے تھے مگر گھٹنے پیٹ سے جدا نہوتے تھے اشک شمع انجمن لگن تک گرتے گرتے اولا تھا پروانون نے گرد پھرتے پھرتے ٹٹولا تھا شعلہ کانپتا تھا فانوس کے لحاف مین منہ ڈہانپتا تھا شمع کا جسم برف تھا پگھلنے کا کیا حرف تھا ہر سنگ کے سینے مین آگ تھی گواہ شرعی شرر تھا لیکن سردی کو بھی یہ لاگ تھی اور جاڑے کا ایسا اثر تھا کہ سلین کی سلین جمی پڑی تھین فولاد سے زیادہ کڑی تھین تنور فلک چارم کی چھاتی سرد تھی گلخن مین برودت تھی کہ کشمیر گرد تھی لنجون نے بٹیر پکڑے لولون کے ہاتھ آئے لنگڑے ہرن باندھ لائے سرزمین ہند مین مردے نہ جلتے تھے زندون کے ہاتھ پانون گلتے تھے آتش رخسار گل شبنم نے بجھائی تھی باغ مین بھی جاڑے کی دہائی تھی اوس برگ و بار کی صنعت پروردگار کی دکھاتی تھی مرصع کاری کی کیفیت نظر آتی تھی وہ انہار اشک شبنم خواہ بڑے یا ریزے تھے ہر شجر کے برگ و بار مین الماس اور موتیون کے سبک آویزے تھے عذار آل حمرا رشک زعفران تھا طلائی درختون کی ٹہنیان کہربائی تھے بہار مین رنگ خزان تھا اسے دیکھا کہین ٹھور ٹھکانا ہے

حمام پر یہ پھبتی تھی کہ برف خانہ ہی آگ پر لوگ جی نثار کرتے تھے زردشت کا طریق اختیار کرتے تھے اوسی سردی کا یہ فور ہی کہ آجتک ہنود کی سرد مہری مشہور ہی آفتاب عازم برج حمل تھا آتش پرستونکا عمل تھا زیست سمندر کے عنوان تھی آگ مین خلقت کی جان تھی عاشق تو کیا معشوق ٹھنڈھی سانس بھرتے تھے گرمی نکرتے تھے دانت سے دانت بجتا تھا ہونٹ نیلم کو شرماتے تھے پان کے لاکھے مین سوسن کی پنکھڑی سے نظر آتے تھے عاشق تن پریونکو ساتھ لیکے سوتے تھے اسپر بچھونے گرم نہوتے تھے عالم الدہ کا جاڑے مین الست تھا جسکو دیکھا آتش پرست تھا جاڑے سے اوس دشت مین ایسا پالا پڑا تمام اہل لشکر کو تپ لرزہ کا عالم تھا بانکے ترچھے خودبخود اینٹھے جاتے تھے ڈھال تلوار کھڑکھڑانیکے عوض دانت کڑکڑاتے تھے تپنچہ چقماق پتھر کلی لاٹھی سے بدتر تھی بندوق مین لاگ نہ تھی چاپ کے پتھر دینین آگ نہ تھی اور توڑیدار کا یہ حال تھا بوجھ کندھا توڑتا تھا قدم اوٹھانا محال تھا توڑا ہر ایک گل تھا تو تیلی جگہ شور بلبل تھا ملایم لوگونکے حواس جم گئے تھے جگنو کو چنگاری کے دھوکے مین اوٹھانیکو تھم گئے تھے اور ہوش ایسے کانپتے تھے کیچو کی مٹی کو الاؤ سمجھ پھونکتے ہانپتے تھے سردی بسکہ کار فرما تھی ایک کو دوسری کی تمنا تھی یہانتک جاڑے کا زور شور عالمگیر ہوا تھا کہ کرہ نار زمہریر ہوا تھا جانعالم نے فرمایا آج خیمہ ہمارا یہین ہو جسدم تمام لشکر نے تل در تل قیام کیا خود متوجہ سامان عیش و نشاط ہوا ملکہ اور انجمن آرا سی پری پیکر محبوب تو تھے تا مصاحب بدلے بدل بدل مرغوب گردش میز دور شراب ناب آیا ساغر مین آفتاب آیا الاکنتی شراب کی نہ بطمی چلتی تھی نہ کباب بھنتے تھے نہ آگ جلتی تھی گلاس شراب کا برف کی قفلی کو شرماتا تھا قطرہ مے اوسمین گرتے ہی جم جاتا تھا مینا بے زبان کے منہ پر ردی تھی ایسی سردی ہوئی تھی گلا بیٹھا تھا جب بہت غل کرتے تب قلقل کرتے لب ساغر خشک جسم پر پسینا تھا پانی کا پیالہ فخر آبگینہ تھا جاڑے کے لشکر مین ہر طرف شور و غل تھا بازار مین روئی کا لین دین بالکل تھا جب دور آفتاب ماہ جبینونمین چمکا عالم سرور مین نشہ کے وفور مین جانعالم کو خیال نزدیک و دور آیا دلمین سوچا کہ اتنے عرصہ دراز زمانہ دیر باز تک ملکہ اور انجمن آرا کو ہمسے فرقت غیرونسے قربت رہے رنڈیکا اعتبار کیا ہی یہ قوم قدیم سے بیوفا ہی **فردوسی** اگر نیک بودے سرانجام زن * زنانرا مزن نام بودے نہ زن * یہ نشیب و فراز جو ذہن مین آیا جلی کٹی باہم ہونے لگی کج بحثی صحبت کا لطف کھونے لگی وہ سبز پوش خانہ بدوش

موقع شناس مزاجدان دلسوز ادب آموز بے زبان بلبل ہزار داستان دل کا حال جانتا تھا اوڑتی چڑیا پہچانتا تھا سمجھا جانعالم کی طبیعت کبیدہ ہوئی قریب وہ وقت آیا چاہتا ہی کہ ایسی گفتگو آغاز ہو جسکا انجام یہ صحبت درہم و برہم کرے زندگی سبکی تلخ ہو ہر کلمہ نبات کا کار سم کرے بات کو کاٹ طبیعت کو اوچاٹ کہنے لگا شہزادۂ عالم نشا اس کیفیت سے حرام ہی کہ اسکی ترقی مین عقل کو تنزل ہوتا ہی خیال بیہودہ لاطائل آتے ہین احسان بھولجاتے ہیز فقط گمان بیجا اور خیال وہ بھی نشے کے حال کا اوسپر حق خدمت ناحق بھولجانا ردکھے ہوکے بگڑنا منہ بنانا گویا ان تلوئین تیل نہ تھا کبھی میل نہ تھا آدمیت سے بعید ہی ہمین کوئی آپکی زرخرید ہی ایک ساعت ادھر مخاطب ہو جیسے اس مدت مفارقت مین بہت سانحے دیکھے افسانے اپنے بیگانے کے سنے اگر بگوش ہوش اونھین سنیے تو یہ تخیلات فاسد دور ہون جانعالم نے کہا ایسی بات اس وقت واجبات سے ہی جلد کہہ

حکایت ہوش ربا نقل عبرت خیز حیرت افزا قاضی متشرع اور مفتی صاحب ورع کی قاضی کا ایمان کھونا بھاوج پر فریفتہ ہونا اوسکا انکار کرنا قاضی کا مفتی سے بے گناہ کو سنگسار کرنا اوسکی جان کا بچ جانا بادشاہ کا آنا سب حال ظاہر ہونا عورت کی پاکدامنی سے ماہر ہونا

توتے نے کہا جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہی کہ بنی اسرائیل مین ایک بادشاہ تھا متدین نیک طینت باصفا سخی شجاع عابد پارسا اوسکے عہد دولت مین دو بھائی تھے ایک تو شہر کا قاضی دوسرا مفتی بظاہر مرد مسلمان صاحب ایمان مفتی کی بی بی نہایت شکیلہ بہت جمیلہ تھی اتفاقاً عند الضرورۃ مفتی کو بادشاہ نے کہین دو چار منزل بھیجا وہ اپنی عورت دم رخصت بھائی کو سونپ گیا قاضی گاہ گاہ خبر کو اوس عورت کے پاس جاتا تھا پردہ اسی واسطے خوب ہوتا ہی جینا دنیا کا قصہ بکھیڑا ہی سب آنکھوں نے دیکھا سنا ہی وہ تو بدرجہ حسین تھی شیطان علیہ اللعن نے درغلایا قاضی کی آنکھ لڑ ہی گئی فریفتہ ہوا چندے وز مین ڈانوا ڈول طبیعت حد سے فزون بلکہ قریب جنون ہوا گر وہ عورت جیسی خوبصورت تھی اوس سے زیادہ عصمت و عفت

رکھتی تھی ایسا حسن حسن اتفاق سے ہوتا ہی قاضی نے ایکروز اوس سے سوال وصال کیا اوسنے اس امر بد سے از حد
انکار کرکے خوشامد کا کچھ نہ خیال کیا قاضی سمجھا یہ راضی نہوئی اور نہوگی خفت مین دو اندیشے ہوئے ایک تو محرومی
وصال دوسرے افشای راز کا ملال گھبراکر بادشاہ سے عرض کی دم رخصت میرا بھائی اپنی جورو مجھے سونپ
گیا تھا اوس فاحشہ نے اوسکی غیبت مین زنا کیا مجھے ثبوت کامل ہوا بادشاہ نے مرد متشرع سمجھ صاحب زہد
وورع جانکر اختیار دیا کہ قاضی نے اوسکو تنہا لیجاکر سمجھایا کہ اتبک خیر ہی مجھسے راضی ہو نہین بڑا شر ہوگا بے سود تیری
جان کا ضرر ہوگا دلبر جبر اختیار کرونگا تجھے سنگسار کرونگا وہ عورت شیر صفت اوسکی گیدڑ بھبکی سے نہ ڈری مرگ پر راضی
ہوئی اوس کمبخت شہوت پرست نے شہر کے باہر لیجا اوسکو سنگسار کیا خلق خدا عبرت کنان خائف و لرزان اپنے اپنے
گھر پھری وہان حافظ حقیقی نے شیشۂ حیات اوس نیک صفات کا سنگ ستم قاضی سے بچا لیا ٹھیس نہ لگی خواہش
بیجا مین ایسا ہی ہوجاتا ہی عقل پر پتھر پڑجاتے ہین شبکو عورت پتھر سرکا ایک سمت پیادہ پا روانہ ہوئی جنگل مین
ایک ویرانی رہتا تھا مرد خدا پرست بستی کو چھوڑ اہل دنیا سے منہ موڑ دشت بسایا تھا ویرانہ مین گھر بنایا تھا جب
وہان پہنچی اوس حق پرست نے اسکی غریب الوطنی پر رحم کھایا لڑکا اوسکا خردسال تھا اوسکی خبرگیری خدمت کو
اپنے پاس رکھلیا اوس ویرانی کا ایک غلام سخت نطفۂ حرام تھا بد ذات گیدی مثل مشہور ہی لَاخَیرَ فِی عَبِیدِ الزنگی
جوان دیکھکر عاشق ہوا بہت سی چاپلوسی کی وہ ڈھب پر نہ چڑھی اوس شقی نے ویرانی کا لڑکا ذبح کرکے تہمت قتل
اوس عورت پر رکھی اولاد کی محبت مشہور ہی امیر ہو یا فقیر اسمین مجبور رہی ویرانی کو بشدت رنج ہوا لیکن وہ صابر و شاکر
تھا عورت سے کچھ نہ کہا بجز رَضِینَا بِالْقَضَاء اور بیس دینار زاد دیکر رخصت کیا وہ بیچاری مصیبت کی ماری چل نکلی اک
شہر مین وارد ہوئی بازار مین بھیڑ دیکھی شور و غل برپا تھا اور ایک شخص کو زنجیر و طوق مین پھنسا کشان کشان لوگ
لیے جاتے تھے عورت نے پوچھا اسسے کونسا جرم قبیح سرزد ہوا جو ایسی آفت مین مبتلا کیا لوگون نے کہا یہ بیس دینار کا قرضدار ہی
ادا کی طاقت نہین اوسکے بدلے یہان کے سردار نے دار کا حکم دیا ہی عورت کو رحم آیا وہی ویرانی کے دینار دیکر قید سے چھڑوا دیا
وہ مکار بد باطن عیار تھا ندی جو خوبصورت دیکھی جی بھر بھر آیا پاس آیا کہا تو تو میری محسنہ ہی مین تیرے ہمراہ رہونگا

خدمتگزاری کرونگا اس حیلے سے ساتھہ ہوا کچہ دور شہر سے نکلے تھے راہ مین دریا ملا یہ مدت سے نہائی نہ تھی کپڑے بھی کثیف ہوگئے تھے ایکطرف لباس دھوکر نہا رہے تھے ناگہان ایک سمت سے دو جہاز وہان آئے اہل جہاز نے دیکھا عورت قمر طلعت ہی اوسی حرامزادہ سے حال پوچھا کہ یہ کون ہی اوسنے اپنی لونڈی بتایا مول تول درمیان آیا غرضکہ بمبالغ خطیر یہ بیچکر کسی بہانے سے جہاز پر چڑھا دیا روپے لیکر چل نکلا وہ دو سوداگر تھے دونون اسپر مائل ہوئے قصد فساد کے حائل ہوئے پھر صلاح ٹھہری کہ بالفعل مالکے جہاز پر رہے جب اسباب بک چکے اوسوقت عورت جسے قبول کرے وہ لذت حصول کرے جھگڑا مٹا دیا اوسی مالکے جہاز پر بٹھا دیا ایکروز آندھی چلی طوفان آیا جس جہاز پر سوداگر تھے وہ توڑ ڈوب گیا مالکا جہاز اور یہ جانباز سلامت رہے مالک ہوئی چند عرصے مین جہاز اوس شہر مین آیا جہان سے یہ سنگسار ہوکر نکلی تھی دو کلمے یہ سنو جس شخص نے اسکو بیچا تھا کسی تقریب سے وہ یہانکے بادشاہ کا بخشی ہوا اور دیرانی کا غلام بعد ایام پایہ وزارت پاگیا اور مفتی صاحب سفر سے پھر کر مفت جور والم مین مبتلا تھے جسدن جہاز اوس شہر مین پہنچا وہان کے پیغمبر کو حکم الہی آیا کہ ہمارا ایک خاص بندہ جہاز پر آیا ہی یہانکا بادشاہ وزیر بخشی اور قاضی و مفتی کو لیکر اوسکے پاس جائے اور اس سال جو جو گناہ صغیرہ یا کبیرہ ان سب سے عمداً و سہواً سرزد ہوئی ہون اوسکے روبرو بیان کرین جو وہ خطا معاف کرے تو ہم بھی درگذرین ورنہ بلای آسمانی آفت ناگہانی اوپر زمین پر نازل کرونگا پیغمبر نے بادشاہ سے کہا وہ سبکو ہمراہ لیکر نبی کو گواہ دیکر جہاز پر آیا عورت پردہ چھوڑکر آبیٹھی

تصویر عورت عابدہ اور بادشاہ کی مع قاضی و مفتی و بخشی



تقریر شروع ہوئی پہلے بادشاہ نے کہا مین سیہ کار سراپا گنہگار معصیت کا پتلا ہون مگر یہ خدشہ تازہ ہوا ہی کہ قاضی کے کہنے سے مفتی کی جورو کو بے تحقیقات رجم کا حکم دیا عورت بولی غفر اللہ لک یعنی بخشے خدا تجھے پھر مفتی نے کہا مجھے جورو کیطرف سے گمان بد ہی اوسنے کہا تو ابھی چپ رہ بیٹھ جا پھر قاضی نے بیان کیا مجھسے بدولت نفس امارہ یہ حرکت ناکارہ ہوئی کہ بیجرم و خطا ایک بیگناہ کو سنگسار کیا اوسنے کہا اللہ تیری مغفرت کرے بعد اسکے وزیرکا دیرینہ غلام آیا ندامت سے سر جھکایا کہا بتحریک شیطان اور جوش شہوت غلام سے یہ جرم قبیح ہوا کہ آقا کا لڑکا مار ڈالا صاحب عصمت کا قصور ٹھہرایا بوجا پایا اوسپر ٹالا وہ بولی غفور رحیم تجپر رحم کرے جب بخشی آیا اور بھتیجے کا ماجرا زبان پر لایا عورت نے کہا تو محسن کش ہی خدا تجھے نہ بخشے گا الغرض بخشی کی جرم بخشی نہوئی پھر وہ پردہ اوٹھاکے باہر آئی مفتی سے کہا یہ سب بکھیڑا تو نے سنا مجھے پہچانا یہ سب قصہ میری عفت کا ہی آجتک خدا کی حفظ و عنایت سے میرے عزت و آبرو بچی اب خلع کی امیدوار ہون یہ مال و متاع تو اپنے صرف مین لا مین تنہا گوشہ عزلت مین بیٹھکے عبادت معبود کرونگی اسی شغل مین مرونگی یہ ماجرا دیکھکر حاضرین صحبت ناظرین جلسہ تھرائے بادشاہ سلامت منفعل گھبرائے وہ عورت تو حجرہ بناکے طاعت یزدان مین مشغول ہوئی دولت کونین حصول ہوئی توتا یہ قصہ تمام کرکے بولا جانعالم جو لوگ ثابت قدم ہین انکا ہر وقت ایسا ہی ہر حربکار سے ونکا بیڑا پار ہی فرد نہ ہر زن زن است و نہ ہر مرد مرد * خدا پنج انگشت یکسان نکرد یہ نقل سنکر شاہزادہ کا نشا ہرن ہوا دونو کی مشقت اور ایذا اوٹھانی خانہ ویرانی دربدر بیپائی عزیزونکی جدائی یاد آئی خوف خدا سے مثل بید کانپا ندامت سے عذر کیا کہ حالت نشے مین جھک مارا قصور ہوا اب یہ خدشہ دلسے دور ہوا پھر ہنسی خوشی وہانسے کوچ کیا

اب تماشا ہی نہ سیر ہی خاتمہ بالخیر ہی وطن پہونچنا اوس سیاح جہان گرد کا آرام و چین سے بعد حصول سعادت قدمبوس ملنا والدین سے پھر فیروز شاہ کا جانعالم کو تخت و تاج دینا آپ گوشہ عزلت لینا اور قتل وزیرزادہ کا سزای اعمال کو پہنچنا اوس حرامزادہ کا

ابیات چل ای توسن خامہ منزل رسان * کہ اب گھر پہونچتا ہی یہ کاروان * پھر اگھر کو شہزادہ خوش سیر * جھگڑ یکا عالم بہت کر دفر * وہ اسطرح پونہچا وطن کی طرف * بہار آئے جیسے چمن کی طرف * بڑی فکر رہتی تھی ہر صبح و شام * ہوئی فضل حق سے کہانی تمام * وہ بچھڑے تو سب ہوگئے ایک جا * ہوئے اپنے مطلوب سے ہم جدا * رہی شرح جور فلک ناتمام * سر و رحزین توسن خامہ تھام * غرضکہ شہزادہ جانعالم منزل بمنزل مسافت طی کر مع الخیر وطن پونہچا دو کوس شہر سے باہر خیام ذوی الاحترام استادہ ہوئے لشکر ظفر پیکر نے مقام کیا یہ خبر فصحت آباد مین گھر گھر مشہور ہوئی کہ کوئی غنیم بخوف و بیم فوج عظیم لیکر وارد ہوا ہی دیکھیے ہوتا کیا ہی شہر کا یہ نقشا تھا جسدن سے جانعالم مفقود الخبر دربدر ہوا تھا سنسان ویران بیچراغ پڑا تھا اور بادشاہ گریبان چاک سر برخاک نہ تخت کی خبر نہ سلطنت سے سروکار نہ ملک سے مطلب نہ دربار سے غرض دیوانہ وار بادل بیقرار محل مین پڑا رہتا تھا نہ کسیکی سنتا تھا نہ اپنی کہتا تھا اور شہزادہ کی مان بھی غمگین اندوہناک بے چین دن رات غم کی حکایت اندوہ کے بین نصیب کی شکایت لب پر شور و شین خلش نشتر غم سے کوئی ساعت قرار نپاتی تھی ہر وقت بلبلاتی تھی یہانتک دوری دلبند مہجوری فرزند مین دونون روئے تھے کہ آنکھین اون عزیزونکی یوسف گم گشتہ کے فراق مین دید کے اشتیاق مین ہمچشم دیدہ یعقوب علیہ السلام ہوگئی تھین بحکم آیۂ وافی ہدایہ وَابْیَضَّتْ عَیْنَاہُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيمٌ اور سچ ہی فراق نور چشم مین نور چشم کب رہتا ہی رات دن آنکھو نمین یکسان ہر وقت سراسیمہ و پریشان مگر ارکان سلطنت نمکخوار قدیم کوشش عظیم سے درپردہ ریاست کا نام سنبھالے تھے جب ورود لشکر بایں کرو فر سنا وزیر اعظم کو جانعالم کے پاس حال دریافت کرنے بھیجا بسکہ شہزادہ باامتیاز کی مفارقت کو عرصہ دراز ہوا تھا اسکے سوا وہ سامان جاہ و حشم لشکر کا چم و خم فوج ہزار در ہزار انبوہ بیشمار خزانہ لاانتہا دیکھکر وزیر گھبرایا اپنے شہزادہ کا وہم و گمان نہ آیا دست بستہ عرض کی قبلۂ عالم گردش طالع واژون نیرنگی گردون دون سے وارث تخت سلطنت یہانکا دفعۃً گم ہوگیا بادشاہ آسمان جاہ ہمارا مصیبت کا مارا جگر گوشے کی مفارقت مین دامان صبر گریبان شکیب پارہ پارہ کرکے نور نظر بھی اوس اپنے قرۃ العین طاقت بصر کی ہجر مین گریہ کی نذر کر چکا ہی زیست برائے نام ہی مرچکا ہی ہنوز اوس عین الکمال کے قدم کی خاک سرمۂ چشم مشتاقان و کحل الجواہر

دیدۂ منتظران نہین ہوئی بعد رسم سلام حضور کو یہ پیام دیا ہی کہ اگر خواہش تخت یا تمنای تاج منظور خاطر ہی بسم اللہ
کل نہین آج حاضر ہی مگر سامان جنگ و جدال گرم بازاری عرصۂ قتال خونریزی بندہای خدا ناحق نا روا ہی مجھے تخت
سلطنت تختۂ تابوت سے بدتر ہی الامعاملۂ قضا و قدر سے مجبور فرد بشر ہی ہر چند جینے سے سخت جی بیزار ہی لیکن جان کا کسے
اختیار ہی **شعر** مرنیکو مین تو راضی ہون موت کو موت آگئی ٭ زندگی اب گلے پڑی اسکی مین کیا دوا کرون ٭ شرح
سخت جانی موجب پریشانی گوش حق نیوش جانکر طول کو مختصر کیا جانعالم نے سنکر رو دیا وزیر کو گلے سے لگایا خلعت فاخرہ
عنایت کیا پھر کہا افسوس تمنے گود کے پالے عرصۂ قلیل مین بھلا ڈالے بعد آداب و کورنش عرض کرنا کہ بدولت کشش
الفت پدری و تاثیر دعای سحری سے خانہ زاد بامراد زندہ و سالم شرف آستان بوسی سے مشرف ہوا او سوقت وزیر نے
بیچایا قدمون پر گرا پھر سر اوٹھا کر بے اجازت بھاگا اور بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا پکارا مبارک ہوا **استادو بوی یوسف** سو
پیغمبر کنعان آئی ٭ ای شاہ با اقبال وای صاحب جاہ و جلال بعنایت جامع المتفرقین اور باعث برکت دعای
مہاجرین مہ نیر اوج بختیاری کوکب درخشندہ سپہر شہریاری بافوج و لشکر و مجمع حوران پری پیکر یہان آیا اور اس
اجڑے نگر کو آباد کیا بسایا اشتاقونکا دل الم رسیدہ شاد کیا شکر صد شکر نالہ شبگیر با تاثیر تھا بادشاہ کو تو مرتبہ یاس حاصل
تھا وزیر سے یہ کلمہ فرمایا **میر تقی** وہ اور ہوگی وقت سحر ہو جو مستجاب ٭ شرمندۂ اثر تو ہماری دعا نہین ٭ وزیر نے
مکرر عرض کی بسر اقدس حضور شب و یجور ہماری انہین قدم سے اوس شمع انجمن افروز سلطانی کی روشن ہوئی ہر گلی کوچہ
شہر و یرانکی رشک گلشن ہوئی اس گفتگو مین وزیر تھا کہ جانعالم تنہا داخل ہوا محل مین محشر کا قیام ہوا رونا پیٹنا مچا زیور کا
ازدحام ہوا ماں باپ نے گلے سے لگایا شہزادہ بالراس و العین آداب بجا لایا عین عنایت الٰہی دیکھیے اوسیدم
دونونکی آنکھونمین بینائی آئی جسم مین تاب و توانائی آئی بادشاہ جلد سوار ہوا بہو ونسے لشکر مین جا کر دوچار ہوا شہر
والون نے یہ ماجرا سنا صغیر و کبیر برنا و پیر دوڑے دونون لشکر جلو مین ہمراہ آگے آگے جہان پناہ روپیہ اشرفی دو تہ
تصدق ہوتا محل سرا مین لا کر داخل کیا جانعالم کی ماں نے انجمن آرا اور ملکۂ مہرنگار کو دیکھا جان و دل دونون پر
نثار کیا بہت سا پیار کیا مبارک سلامت کی صدا در و دیوار سے پیدا ہوئی جسنے دیکھا وہ شیدا ہوئی دوسرے دن

ملکہ اور انجمن آرا نے شاہ فیروز بخت سے عرض کی کہ اگر حضرت کی اجازت ہو تو شہزادہ کی مجلس سے قدیم مین ہم جائین ماہ طلعت سے ملاقات کر آئین بادشاہ نے فرمایا وہ عورت بدبخت سخت منہ پھٹ بڑہ بولی فضول ہی اوسے ترشند کرنے سے کیا حصول ہی میان مٹھو بھی حاضر تھے بول اوٹھے ظل اللہ یگانگت مقتضی ملاقات خواہ نخواہ ہی باہم رہ ورسم بڑھیگی مدارات ہوگی خفت و ذلت کی کیا بات ہوگی بادشاہ چپ ہو رہا شہزادیون نے سواری طلب کی طائر پران نے پیش قدمی کرکے ماہ طلعت کو سلام کیا اوسنے سر جھکا لیا یکایک سواریان پونہچین اوسوقت وہ بیچاری خفت کی ماری اوٹھی استقبال کیا دونون نے گلے سے لگایا مسند پر جا بیٹھین ملکہ بڑی مقرر خوش بیان تھی انجمن آرا گویا بیزبان تھی سلسلہ کلام بدلداری تمام کھولا کہ ہماری جانب اور گمان نلانا ہم بہرحال شریک بشاشت اور مونس رنج و ملال ہین توتا انجمن آرا کے سامنے آیا پھر ماہ طلعت سے کہا غریب نواز آنا زبان مبارک سے فرمائے کہ آج سچا کون ہی جھوٹے کے منہ مین کیا ہی اور توکیا کہون آپکی کج بحثی کے باعث جان عالم کے ہاتھہ یہ لوگ مہرجبین ماہ سیما آئے گو آنا چکر ہوا میرے سبب آپکو ندامت ہوئی جھوٹے کے منہ مین گھی شکر ہوا انجمن آرا تو سیدھی بھولی تھی توتے سے بدمزہ ہوئی فرمایا دیوانے کیا بیہودہ بکتا ہی بحکم خدا کسی سے کیا ہو سکتا ہی پھر ماہ طلعت سے کہا سنو میری جان یہ جانور بے شعور عقل سے دور حیوانیت سے مجبور ہی دنیا کا کارخانہ فسانہ ہی رہا یہ حسن و خوبی عارضی شی ہی اسپر کیا اترانا ہی یہ کیفیت یہ جوبن یہ سن چار دن کا ہی ناپائدار اسکا کیا اعتبار رنگ چمن دنیا جاودان نہین کون سی بہار ہی جسے دغدغہ خزان نہین حسن پر غرور بیجا ہی سرور یہ کہتا ہی شعر بہتا دریا ہی یہ حسن اسمین ارے دھولے ہاتھہ ✤ بیخبر آشنا ہی کیون برساحل میٹھا ✤ کل من علیہا فان ویبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام نظم نظر پڑا چمن دہر مین جو ہمکو مکان ✤ ہزار خوار ہوئی دیکھے بلبل نالان ✤ ہمارے زعم مین اوس سا نہین کوئی نادان ✤ جو اپنے حسن و دو روزہ پہ کچھ ہوا نازان ✤ شکستہ رنگی گل شاہد چمن ہی یہان ✤ کہ اس بہار کا انجام آخرش ہی خزان ✤ گھمنڈ اسپہ حماقت کی بس نشانی ہی ✤ مقام عبرت و حیرت سرای فانی ہی ✤ آخر کار دونون نے ماہ طلعت کو شیرین زبانی اور اپنی خوش بیانی سے شگفتہ خاطر خندان رو کیا معاملہ یکسو کیا دو چار گھڑی

ہنسی خوشی اختلاط رہا مگر توتا نوک جھوک چھیڑ چھاڑ کیے گیا پھر رخصت ہوئین اوسنے حاضر ہونیکا وعدہ کیا واقعی جنھین
اللہ حسن بے مثال مرتبۂ جاہ و جلال دیتا ہی اون لوگونکا دل صفا منزل غبار کلفت اور عجب و نخوت سے صاف اور مرآت
سینہ زنگ حسد و کینہ سے شفاف ہوتا ہی القصہ باہم بے رنج و الم رہنے لگے شب و روز شاد و خندان خرم و فرحان
بسر کرنے لگے نئے سر سے وہ اوجڑا ہوا شہر بسا بنای ظلم و ستم منہدم ہوئی مروج عدل و داد ہوا اور وہ سابق سے
حال مین آباد ہوا خزان چمن سے دور ہوئی بلبل نالان چہچہے کرنے لگی مسرور ہوئی ایکروز جانعالم نے تمام خلقت کو
در شہر پناہ پر طلب کر کے وہ بکری کا بچہ دکھا نکا ایمان اوسکی سنا جلاد سے حکم کیا اسکے اعضا اعضا سے جدا بدست و پا
کر کے زاغ و زغن کو گوشت کی بوٹیان اوڑا کر کھلا دو شکاری کتونکو لہو اسکا بہا کر چٹا دو بمجرد فرمان اوسی آن
بند بند تیغ تیز سے جدا ہو گیا ایک عالم یہ سانحہ سنکے حیرت کا مبتلا ہو گیا سب نے اوس بدین پر لعنت و نفرین کی جانعالم
نے دولت سرا کی راہ لی اوسی روز فیروز شاہ نے تاج و تخت بیٹے کو حوالے کیا خود گوشہ تنہائی لیا بادشاہ شب اپنی
عبادت اور بیداری مین سحر کرتا تھا وہ تو قائم اللیل صائم النہار مشہور ہوا جانعالم ہر روز تخت پر جلوہ افروز ہو
عدل کی داد دیکے شب کو پری پیکرونمین بسر کرتا تھا یہ عادل و سخی رحیم و شجاع یکتای روزگار مشہور ہوا ذکر دونون
کا تا قیام قیامت صفحۂ روزگار و ورق لیل و نہار پر اور ہر زبان یگانہ و بیگانہ رہا بات باقی رہگئی ہین تو دور دور اونکا
کسکا دور رہا کسکا زمانہ رہا جسطرح جانعالم کے مطلب ملے اسیطرح کل عالم کی مراد اور تمنای دلی اللہ دے علی الخصوص
سامعین ناظرین راقم و مؤلف کی خواہش و آرزو بتصدق رسول عربی برآئے بحرمتہ النبی و آلہ الامجاد بالنون و الصاد
باسباب ظاہر یہ فسانہ ہی نادر زمانہ ہی مضمون چکیدۂ دل و تحریر خامہ ہی اگر دیدۂ غور و نظر تامل سے ملاخطہ کرو تو حقیقت مین
کارنامہ ہی **مؤلف** گلزار کو جہان کے ہمنے بغور دیکھا + کیا بے ثبات ہی دلچسپ یہ مکان ہی + اک رنگ پر
نہین ہی رنگین اسکا نقشہ + ہی فصل گل کبھی تو گہہ موسم خزان ہی + روتی چمن مین شبنم ہنسنے پہ ہی گلون کے +
نالے سے بلبلون کے جو گل ہی شادمان ہی + دیکھا بچشم عبرت ہمنے طلسم دنیا + رشک حباب شبنم وا اسد بیگمان ہی + پابندیان
نہوتے جسکو کہ عقل کچھ ہو + دنیا ہی نام جسکا وہ قحبۂ جہان ہی + آتی صدا جرس سے کانون مین ہی یہ ہیم + غافل عبث ہو رو

یار دنکا کاروان ہی ﴿ از بہر پنجتن تو سنلے دعا یہ خالق ﴿ جو ہی نہان جہان مین تجپر وہ سب عیان ہی ﴿ اہل دل کا مجکو محتاج تو نکرنا
احسان کا بار انکے مجکو بہت گران ہی ﴿ کعبہ بھی اور مدینہ دکھلا سرور کو تو ﴿ وہ مدعا دل ہی یہ آرزوی جان ہی ﴿

تاریخ مؤلف

جسنے کہ سنا اسکو یہ کہنے لگا دل مین ۔ یارب یہ فسانہ ہی یا سحر ہی بابل کا
تاریخ سرور اسکی منظور ہوئی جسدم ۔ بے ساختہ جی بولا نشتر ہی رگ دل کا

جسدم یہ کہانی تمام ہوئی بطریق اصلاح جناب قبلہ و کعبہ آغا نوازش حسین خانصاحب عرف مرزا خانی متخلص بہ نوازش کی نظر فیض اثر سے گذری اس تاریخ سے زینت بخشی **قطعہ استاد**

براے خاطر یاران و احباب ۔ سرور این قصہ را چون کرد ایجاد
بجستم سال تاریخش **نوازش** ۔ فلک این گلستان بیخزان داد

یہ فسانہ رائج جو ہوا ایک بندہ کے دوست تھے نیک سیرت ستودہ صفات خجستہ فعال اکمل اکمال تعلق فہر سے مثل سرو آزاد لالہ درگا پرشاد ہنر مین عیب پوش تخلص مدہوش چشم محبت سے مے الفت جوش مین آئی یہ تاریخ مستانہ زیب فسانہ فرمائی **مدہوش**

کہا فسانہ جو یہ عجائب سرور دل خستہ و حزین نے ۔ کہ جسکی تاثیر سے بیان کے ہر ایک دل بیقرار دیکھا
جہان یہ کچہ گل کی گفتگو ہی وہان یہ کچہ اور رنگ و بو ہی ۔ جہان خزان کی خلش ہی اسمین وہان کیا کیا نہ خار دیکھا
جہان کیا غم نے ہی جگر خون نظر پڑا وان شفق کا عالم ۔ کہین جو ہی داغ دل کا پھولا تو اوس جگہ لالہ زار دیکھا
کہین جو چشمے کا ماجرا ہی دکھائی وہ آب و تاب اوسنے ۔ کہ چشمہ چشم سے ہر اک کے روان ہوا چشمہ سار دیکھا
کہین جو دریا کا ذکر آیا تو کشتی دل ہی نذر طوفان ۔ جو کوہ نے سر کہین اوٹھایا تو جان کو سنگسار دیکھا
ہوا ہی جس جس جگہ یہ اسمین بیان سحر و طلسم و جادو ۔ تو قدرت حق سے اوس مکان پر نئی طرح کا حصار دیکھا
جو قید مین دیو کے پھنسا ہی کسی جگہ پر کوئی پریرو ۔ تو کیا نہ سامان چھوٹنے کا وہان یہ بروے کار دیکھا
جہان لکھا اس فسانہ پر اپنے حال کچہ رنج و بیکسی کا ۔ وہان یہ ہمدم نکوئی پایا نہ کوئی مونس نہ یار دیکھا

کسی جگہ پر جو جوگ آسن کا جوگیوں کے بیان ہی آمیز   جو خوب چھانا تو اوس جگہ کچھ نہ غیر مشت غبار دیکھا
شکستگی بیان کے آگے تو زرد ہی رنگ زعفران کا   جہان ہی کچھ روپ بستگی کا وہان پہ دل کو فشار دیکھا
کہین جو آمد کی یار کے کچھ خبر کا چرچا کیا ہی اوسنے   تو دیدہ ہر اہل دید کا وان پہ وقف صد انتظار دیکھا
جو وصل کی شب کا کچھ بیان ہی تو جمع ہی خاطر پریشان   جو روز ہجران کا غم لکھا ہی تو دل کو کیا انتشار دیکھا
جو بزم کا کچھ بیان کیا ہی تو کوئی مجلس نہ دیکھی ایسی   جہان پہ کچھ رزم کا بیان ہی ہر اک کو اسفندیار دیکھا
جہان سخاوت کا کچھ بیان ہی نہ پوچھو احوال وہ انکا مجھسے   کہ حاصل بحر و کان عالم کو ایکدم مین نثار دیکھا
کہین کھنچی ہی جو تیغ ابرو تو ہو گئے دل کے ٹکڑے ٹکڑے   کہین جو تیر نگاہ چھوٹا تو صاف سینے کے پار دیکھا
خرابی حال عاشق ایسی کہ جس پہ رونا فلک کو آوے   کہین یہ معشوق کی ہی خوبی کہ ملک تا تار زنگار دیکھا
نہ پوچھو حال اس فسانے کا تم کہ ڈھنگ کیا کیا بھرے ہین اسمین   جو حسن دیکھا تو زور دیکھا جو عشق دیکھا تو زار دیکھا
ہوئی جو مدہوش کو یہ خواہش کہ سال تاریخ اسکا لکھے   تو کھینچکر آہ دل سے نکلا خزان سے رنگ بہار دیکھا

۱۲۸۰

خاتمۃ الطبع

بعد حمد الٰہی و نعت حضرت رسالت پناہی واضح ہو کہ امیدواران رحمتِ صمدی علی بھائی و شرف علے مہتمان مطبعِ محمدی کو مدت دراز سے خواہش دلی تھی کہ یہ قصۂ غرائب یعنی فسانۂ عجائب اپنے مطبع مین عمدہ طور سے بطرز جدید خوشخط اور نئی تصویرون کے ساتھ چھپائے تو ہر شخص کے پسند آوے اگرچہ صدہا مرتبہ یہ قصہ با تصاویر اور بے تصاویر بلاد مختلفہ مین چھپا اور ہاتھون ہاتھ بکا مگر نہ صحت کا انتظام تھا نہ خوشخطی کا اہتمام نہ تصویرین مرغوب نہ چھاپا خوب الحمد للہ کہ اب دل کی آرزو برآئی اور حسب خاطر خواہ اس کتاب نے صورت دلچسپی کی دکھائی یعنی حسن خط و خوبیِ صحت مین یہ نسخہ بے مثل و بے نظیر ہو گیا گویا مرقع تصاویر ہو گیا چھاپا وہ کہ ناظرین نظیر اسکا نہ پائین تصویر وہ کہ صورت دیکھتے ہی ہزار جان سے عاشق ہو جائین سچ پوچھیے تو یہ نہ فقط قصۂ جان عالم

و انجمن آرا ہی بلکہ تصاویر جدید سے ہر جگہ طلسم عشق کا فوٹو اوتارا ہی کہ کسی نسخے مین یہ عمدگی نظر نہ آئیگی اور جو تصویریہی سنے آب و رنگ کی صورت دکھائیگی جبکہ ان محاسن جدید اہتمام مین ایک مدت تک صرف زر کثیر ہوا تو یہ نسخہ حسن و جمال مین شاہد بے نظیر ہوا چنانچہ اسکی عمدگی اور تصحیح مصنف کی سند مین نسخۂ منقول عنہا سے عبارتین نقل کردی ہین گویا اصل کردی ہین

نثر خاتمہ از مصنف کتاب

اگر سوسن بصد زبان حمد سرای رب دوجہان نہو تو چمن دہر مین سرسبزی نپائی اور غنچہ بے ہوای نسیم نعت سرور کائنات کھلکے گل نہو مد نظر بلبل نہو اور ایسا جوبن نہ دکھائے خلاصہ یہ ہی کہ جسکے منہ مین زبان ہی اور طاقت لسان ہی فقط فیض حمد خالق جن و بشر ہی ذریعۂ نعت شفیع محشر ہی وگرنہ گونگے سے بدتر ہی کون سنتا ہی لاکھ سر دھنتا ہی شمع ایک پانون سے کھڑے ہوکے سر محفل اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ نہ کہے تو سحر تک اس چمک اور روشنی سے زیب محفل ارباب کامل نرہے اور اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا اقرار نہو تو سر مجلس گل طرۂ دستار نہو پروانے کو پروا نہو پاس نجائے باین بے ثباتی اعتبار نپائے لہذا ہر شی کی ابتدا اور انتہا جو اسپر نہو تو زیب دفتر نہو الحاصل **فسانۂ عجایب** کہ اسم بامسمی اور لاجواب ہی کتب خانۂ کائنات مین انتخاب ہی دوستون کی تحریک سے باوجود مکروہات زمانۂ ناہنجار اور فکر معاش کے انتشار مین جناب مولوی **محمد یعقوب** صاحب نے مصنف سے نظر ثانی کو ارشاد فرمایا وہ اونکا حکم بجا لانا موجب مسرت جانتا ہی پھر اسکی دیکھا بھالی ہوئی صرف نازک خیالی ہوئی یہ فقط کارخانۂ قدرت ہی غفل اسمین عاری ہی برسون سے اسکے چھپنے کا دور تسلسل جاری ہی دوسری بار پھر جناب ممدوح کا بہ صاحب کا ارادہ ہوا اور مصنف بھی نیا کر دینے پر آمادہ ہوا اگر بنظر انصاف اور رشک و حسد سے جی صاف کرکے دیکھو جو چیز نظر سے گذرے اور وہ نادر ہی مکرر دیکھنے مین بیشتر دیکھا ہی کہ بار خاطر ہی مگر اس فسانے مین یہ سحر پرداز

ہی کہ جب نظر پڑے کیفیت تازی ہی یہ مصنف کے حال پر عنایت پروردگار ہی اسکا رشک و حسد بیکار ہی یہ عجب نگار خانۂ
سحر طراز ہی کہ ہردم اسکے شوق مین سخن سنج کا دیدہ باز ہی کسی طرح دل نہین بھرتا ہی ہردم شوق اوبھرتا ہی اور
جب مصنف کی نظر سے یہ کتاب گذر جاتی ہی زیور بیان تازہ کی چمک سے دونی رونق پاتی ہی سنگ مین لال صدف مین
در شاہوار ہی نافہ مین مشک گل مین رنگ و بو معطر چارسو بمثل ہار دگار ہی جب چھپتی ہی نیا ناز و انداز پیدا ہوتا ہی دیدۂ
دل شیدا ہوتا ہی جنکی ناک خود بینی سے بری ہی اونکے دماغ مین اسکی بو باس بھری ہی اور جو گوش شنوا دیدۂ بینا رکھتا ہی
صاحب فہم ذی ہوش ہی انصاف کی راہ سے حلقہ بگوش ہی اور حاسد کی بات نرالی ہی لا ابالی ہی خدا و رسول کو
اونکی زبان سے نجات نہ ملی تو دوسرا کب بچتا ہی ان لوگونکو بہونکنے کی عادت ہی کبھی نہین بچتا ہی دو نسخے اور مصنف نے
تازہ لکھے ہین مریضان محبت کی دوا ہی کیا لکھون کیا لکھا ہی ایک اوسمین الف لیلہ ہی ہر صفحہ کی تحریر مین شام اودھ صبح
بنارس کا جلوہ ہی الفاظ کرسی نشین فصاحت ہین مضامین مہر بلاغت ہین نقطے چمک دمک مین ید بیضا ہین قصے دلچسپ حیرت افزا
ہین انشاء اللہ تعالی اب اوسکی چھپنے کا اہتمام ہوگا اگر فلک بر سر ساز رہا تو چھ مہینے مین انجام ہوگا جسدم ملاحظہ ناظر
مین آئیگی جودت طبع کی کیفیت کھلجائیگی منصف لطف اوٹھائینگے مدعی شرمائینگے للہ الحمد کہ یہ صنم رعنا محبوب زیبا
ستائیسوین رمضان سنہ ۱۲۸۰ ہجری شہر لکھنؤ محلہ فرنگی محل افضل المطابع مین چھپکر منظور نظر ہوا سخن شناسون سے یہ التماس
ہی کہ کثرت سن سے ہوش بجا نہ ٹھکانے حواس ہی اگر کچھ مزا ملے تو راقم اور شائع کرنے والے کو
دعاے خیر سے یاد کرین اپنی طبیعت شاد کرین اسواسطے خاتم بر اختتام ہی کہ یہ قصہ تمام ہی

نقل عبارت خاتمۃ الطبع مطبوعہ مطبع افضل المطابع

لائق حمد وہ انجمن آرای جہان ہی جان عالم جسکے قبضۂ قدرت مین بیگمان ہی مبدء فیض اوسکی ذات ہی جامع
صفات ہی کبھی قطرۂ رحمت سے خاکدان پر غبار مین چشمۂ حیات جاری کیا ناطق و مطلق کا فرق بتانے کو ثنا خوانی کا ملکہ دیا
گاہ ویرانہ کو فسحت آباد کیا کسی بستی کا نشان مٹایا برباد کیا الغرض جو کچھ چاہا وہ کیا اور جو چاہیگا وہ کریگا طلسم خانۂ دنیا مین
نہ کچھ رہا ہی نہ رہیگا مگر فیروز بخت وہ ہی جو عجز کا اقرار کرے ہر حال مین شاہنشاہ حقیقی کا ثنا گستر رہے اور نعت سرور کائنات

مفخر موجودات کس بشر سے ادا ہو جسکا معرف خدا ہو علیہ و آلہ الصلوۃ و السلام نازک خیالان جادو تقریر نکتہ سنجان
رنگین تحریر کو مژدہ ہو کہ موجب تسلی عشاق پریشان دل و باعث شگفتگی غنچہ دہنان پری شمائل رشک ترانہ بلبل
ہزار دستان غیرت بہار ریاض رضوان مجموعہ نکات غرائب و حکایات عجائب داستان جانعالم و انجمن آرا موسوم
بہ فسانۂ عجائب تصنیف نثار شیرین مقال باریک بین نازک خیال بذلہ سنج لطیفہ پرداز سخنگو معنی طراز سحر بیان مشہور
جناب مرزا رجب علی بیگ صاحب سرور باستشارہ بحر نوال جامع ہر کمال ارسطو فطرت
والا دودمان نواب سید فدا حسن خان صاحب مطبع نجم العلوم لکھنؤ مین اس عروس زیبا نے آب و رنگ تازہ
پایا شائقان منتظر و منتظران شائق کی آنکھون مین جلوہ پری کا دکھایا مصرع گر قبول افتد زہے عز و شرف

قطعۂ تاریخ صنعت اختراعی دبیر ذی توقیر ناظم نے نظیر واقف اسرار غیبی منشی عنایت حسین صاحب گوپاموی

بندہ کے شفیق منشی عنایت حسین صاحب گوپاموی کہ فن نظم و نثر مین کامل ہین بذلہ سنج لطیفہ گو امرا کی صحبت کے
قابل ہین تاریخ گوئی مین یہ کمال ہی جو فقرہ منہ سے نکلا یا لفظ زبان پر آیا جب غور کیا پیدا سال ہی راقم کے
حال پر عنایت ہی کمال الفت ہی ایکدن بر سبیل تذکرہ فسانۂ عجائب کے چھپنے کا ذکر آیا فی البدیہ مادۂ تاریخ موزون
فرمایا جب غور کیا ہر فقرہ و لفظ فسانہ سی سال ہجری پیدا ہوا عجب معاملہ ہوا ہی ناظرین باریک بین سمجھکر
درج کتاب کیا استخراج کا طریقہ نظم مین لکھدیا طرہ یہ ہی کہ آغاز حروف ہر مصرع اول سی سال عیسوی پیدا ہی
سر حرف ہر مصرع ثانی سے سمبت ہوید ا ہی اور ہر مصرع کے حروف آخر سے سال فصلی کی خبر ہی یہ امر بھی اعجاز کے برابر ہی

عجب فسانہ ہی دلچسپ جان عالم کا
سرور خاطر احباب انجمن آرا

چھپا تھا میر حسن کے یہ پہلے مطبع مین
زمانہ اسکو ہوا بیس سال سے بھی سوا

پھر اسنے جلوہ دیا مصطفائی مطبع کو
سہ بارہ مہر مصنف سے پھر صحیح چھپا

رہا نہ ایک بھی نسخہ کسیکے مطبع مین
رہے تلاش مین جن لوگون نے نہین پایا

کیا صحیح مصنف نے پھر یہ افسانہ
اگرچہ اورون نے چھاپا بھی اس فسانہ کو
کہین چھپا مع تصویر بھی بخط جلی
غرض کہ لکھنؤ مین تین مرتبہ یہ چھپا
تلاش اب جو ہوئی شائقونکو اسکی پھر
کیا درست فسانہ کو اب جو چوتھی بار
پھر اپنے ہاتھ سے اک خاتمہ یہ نثر لکھی
ہین اپنے عہد مین موجد یہ نثر اردو کے
نیاز مجکو بھی ہی خدمت مقدس مین
جو چھاپا مولوی یعقوب نے بصد صحت
مرے بھی دلمین یہ آیا کہ سال ہجری کا
جو لفظ چاہا لیا ہمنے اس فسانہ سے
پھر اونکو طرح دیا دس سے جو رہی باقی
بس ایک نقطۂ اول مین سال ہجری کے
ہر ایک مصرع اول کے حرف اول سے
حروف ہر سر مصراع ثانوی سے لیے
حروف آخری ہر مصرعے کے لکھکے

اور اوسکو حاجی محمد حسین نے چھاپا
مگر کسیکو ملا اور کہین نہین پونچا
اوسے بھی لیگئے شائق جنھین ملا سستا
کچھ صحیح و غلط کا مگر خیال کیا
سرور نے بھی طبیعت کا زور دکھلایا
ہوئی دو آتشہ پھر یہ مئ سرور افزا
جو اعتبار ہوا اسکو اسکی صحت کا
بجا ہی مین جو کہون انکو فخر سحبان کا
وہ قدردان ہین کہ مین ہون مدح خوان اونکا
زیادہ مہر مصنف سے اعتبار ہوا
ہر ایک لفظ و ہر اک حرف سے کرون پیدا
ضرب ہزار مین دیکر کیے اٹھارہ سوا
دو چند کرکے ضرب دیکے آٹھ مین جو لکھا
عیان ہین بارہ سو اسی بصورت زیبا
عیان ہین عیسوی سمت کا جب خیال کیا
تو وہ بھی آئے نکل غور کرکے جب دیکھا
عدد نکالے تو فصلی بھی ہو گئے پیدا

الحمد للہ کہ یہ شاہد بے نظیر یعنی قصۂ دلپذیر با تصاویر پسندیدہ برنا و پیر باہتمام راجیان مراسم صدیقی علی بھائی و شرف علی مالکان مطبع محمدی واقع کماٹھی پورہ محلہ بمبئی مین چھاپا گیا اور اسکی طیاری مین زر کثیر صرف ہوا لہذا کوئی صاحب اسکو اس طرز خاص پر طبع نہ فرمائین اور بازپرس کا نقصان نہ اوٹھائین

00049135